بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

تازہ خواہی داشتن گر داغہای سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

تذکرہ علی پوری

اڈیشن دوم

مُصنّفہ
خاکپائے فقیر عاصی محمد اویس خان غوری عفی عنہ
متوطن لیّہ ضلع مظفر گڑھ پاکستان مہاجر گوڑیانی
ضلع رہتک

مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور

تقریظ

جناب مولانا حامد علی صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ نعمانیہ رضویہ۔ لیہ ضلع مظفر گڑھ

نحمدہ ونصلی علٰے رسولہ الکریم۔ بندہ نیاز مند سرکار علی پوری رضی اللہ عنہ نے رسالہ پنج گنج مصنفہ حضرت قبلہ حاجی محمد اویس خان غوری کا مطالعہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار امیر ملت علی پوری رحمتہ اللہ علیہ والغفران کی مجلس ذکر میں بیٹھا ہوں۔ حقیقت میں قبلہ حاجی صاحب نے ہم یارانِ طریقت پر بڑا احسان فرمایا کہ رسالہ پنج گنج لکھ کر ان حضرات کے حالات طیبات سے روشناس کرایا جن حضرات نے اپنی ساری عمر اللہ تعالےٰ کے ذکر و فکر اور خدمتِ اسلام میں گذاری لیکن ساتھ ہی میں قبلہ حاجی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ حضرت کریم کی خاص توجہ ہو معکم این ما کنتم ؎

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمے کنی منت ازو شناس کہ بہ خدمت داشتت

ہر وہ شخص جس کا دامن اِن اولیاء کرامؒ سے وابستہ ہے خصوصاً یارانِ طریقت کو چاہیئے کہ ایسے پُرفتن ماحول میں ایسی کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ کیونکہ جہاں ان حضرات مقبولانِ خدا کا ذکر خیر ہوتا ہے وہاں خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ھم قومٌ لا یشقیٰ جلیسُھم خواہ کیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ ان کے فیضانِ صحبت سے محروم نہیں کیا جاتا۔ خصوصاً وہ شخص جس کا سلسلہ دامن اِن مقبولانِ خدا سے وابستہ ہے جن کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب یارانِ طریقت کو ان بزرگان دین کے فیضان سے مستفید و مستفیض فرمائیں۔ آمین

حامد علی نقشبندی جماعتی لیہ

تقریظ

فاضل اجل صوفی بے بدل حضرت مولانا فتح محمد صاحب نقشبندی چشتی تونسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنتہ کہ یہ رسالہ موسوم بہ پنج گنج کہ مشتمل بر حالات بزرگان دین و مشائخ عظام یعنی بزرگان دین کے حالات مهدئیں و مهتدئیں نقشبند لکھا جا رہا ہے۔ اس کے پڑھنے اور ان کے مطالعہ کتب سے کم از کم اتنا میرے تجربہ میں آچکا ہے کہ مطالعہ اور پڑھنا، تصانیف و حالات ان عظام کرام کا ایسا ہے جیسا کہ پڑھنے والا عین اُن کی صحبت شریف میں مصاحب ہے۔ اور فیضان صحبت سے ایسا مستفیض ہو رہا ہے جیسا کہ اُن کی موجودگی میں اُن کے حضور ہونے سے مستفیض ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اسی حال اور قال کو اس کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے والوں کو بدستور سابق مستفیض فرما دے۔ آمین۔

یقیناً بزرگان دین کے حالات پڑھنے سے ان کے حال میں ہم حال اور ہم قال ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے ہمارے ہم مشرب قارئین صاحبان کو چاہیے کہ اگر اس موجودہ وقت کے لہو و لعب سے بچنے اور ان کے اثرات سے محفوظ رہنا ان کو پسندیدہ ہے۔ اور آپ کو صحبت ایسی میسر نہیں ہو سکتی تو براہ مہربانی ان کتب و رسالہ موصوفہ سے شغل مطالعہ رکھیں تا کہ اللہ تعالیٰ اس شغل کے سبب اپنی مہربانی سے قرب میں توصل عطا فرما دے۔ اور آپ لوگ سرفراز ہو کر مسرور رہو ویں وباللہ التوفیق خاک لعلؒ ؟ در دمندان فتحا۔

الملکر بر آنکہ ان بزرگانِ دین کے اسماءِ گرام جو کہ رسالہ جات میں پڑھے جاتے ہیں صرف اُن کے نام پڑھنے سے بھی دل متاثر و کیف ہوتا ہے اور اُن صفات و حال میں قاری شریک ہو جاتا ہے۔ لہذا چاہیے کہ ان کے شغل سے مستفیض ہو دیں۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خصوصیات

حضرت خواجہ خواجگان سرخیل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ والغفران فرماتے ہیں کہ میں ابتدا میں بخارا شریف کے مزارات پر رات بھر گشت کرتا رہتا تھا۔ ایک رات حضرت خواجہ مزد آخن رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر مراقب بیٹھا تھا کہ مجھ کو غیبت ہوگئی اسی حال میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کی مع حلقائے نامدار زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ تخت پر رونق افروز ہیں۔ آپ کے خلفاء گرد بیٹھے ہیں اور آپ کے سامنے سبز پردہ لٹکا ہوا ہے۔ ایک شخص نے آکر حضرت خواجہ سے میرا تعارف کرایا اور تمام خلفاء کے نام بتلائے آخر میں حضرت بابا سماسیؒ کا نام لیا۔ میں نے کہا ان کو میں جانتا ہوں کیونکہ ان کی حیات میں میں نے زیارت کی ہے۔ پھر میں نے حضرت خواجہ صاحب کے قرب کی تمنا کی۔ آپ نے میرے حال پر شفقت فرمائی۔ منجملہ دیگر ارشادات کے فرمایا کہ عمل بر عزیمت و بہ سنت چاہیئے۔ رخصت اور بدعت سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ نیز حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار حضرات اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تلاش ہونی چاہیئے۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارا طریق عروۃ الوثقیٰ ہے۔ اتباع خیر الانام علیہ السلام والتسلیمات اور اقتدائے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ضروری ہے حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو براہ فضل لائے ہیں۔ اور آخر تک میں نے فضل ہی دیکھا ہے اپنے عمل سے کچھ نہیں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا میرے طریقہ میں تھوڑا عمل بھی زیادہ ہے۔ لیکن متابعت بزرگان دین شرط ہے فرمایا ہمارا طریقہ صحبت ہے نیز خلوت میں شہرت ہے۔ اور شہرت میں آفت۔ نیز جمعیت دل صحبت پیر میں ہے۔ اور صحبت ایک دوسرے میں نفی ہونے کو کہتے ہیں۔ فرمایا مرشد کو چاہیئے کہ مرید کے حال اور مستقبل سے آگاہ ہو تاکہ اس کی تربیت کر سکے۔ اور مرید کو چاہیئے کہ پیر کے قدموں میں فنا ہو جاوے تاکہ سلوک جلدی طے ہو جاوے۔ اگر صحبت دائمی نہ ملے تو رابطہ قائم کرے یعنی تصور کو پختہ کرے۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان کی نسبت چار وجہ سے ہے۔ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت جو حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ بعض لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ۱۴۸ھ اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۱۳۶ھ ہے۔ اور تذکرہ اولیا میں بچپن کے زمانے میں حضرت کی صحبت کا شرف حاصل ہونا لکھا ہے۔ اور یہ ممکن ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں لوگ اپنے بچوں کو بزرگوں کی خدمت میں رکھنا باعث برکت سمجھتے تھے۔ دوسرے حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت جو حضرت عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ تیسرے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کی نسبت جو ان کو حضرت علی

خواجہ محمد عیسٰے رحمۃ اللہ علیہ عازم سفر ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپ سخت بیمار ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کی زندگی کی امید جاتی رہی۔ اتفاقاً شام کے وقت عین وسطِ سفر کے مقام میں حضرت خواجہ محمد عیسٰے رحمۃ اللہ علیہ شام کی نماز میں شامل ہوئے۔ بعد نماز آپنے دریافت فرمایا کہ اِس جگہ ایک مسافر بیمار ہے اُس کی جگہ قیام کا کوئی پتہ نمازیوں سے معلوم ہوا۔ کہ آپ مسجد کے حجرہ مبارک میں فروکش ہیں۔ آپ اُسی جگہ تشریف لیگئے۔ جس وقت آپ نے حجرہ کے اندر قدم رکھا۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو وجد ہوا۔ ایسی حالت میں آپنے دست مبارک سے اُٹھا کر سینہ مبارک سے لگا کر تسکین دی۔ اور دیر بعد فرمایا کہ بہت روز سے بباعث بیماری تم نے کچھ کھایا نہیں ہے۔ اگر دِل کسی چیز کو چاہتا ہے تو تیار کریں۔ عرض کیا کہ جناب جو نعمت کہ مجھ کو اسوقت نصیب ہوئی ہے یہ کافی ہے اور نعمت کی ضرورت نہیں ہے گر خوری یک لقمۂ از نان نور۔ خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور

اِسی اثناء میں آپنے بضاعت سفر میں ایک جام میں قدرے طعام ہریسہ نکالا اور فرمایا کہ یہ تھوڑا کھانا اِس میں سے کھالیجئے۔ اگرچہ آپ کی طبیعت اسوقت مائل بغذا نہیں ہے مگر حضور کا حکم واجب العمل سمجھ کر آپ نے دو تین لقمے تناول فرمائے۔ اتنے میں آپ کو اشتہاءِ غذا ایسی ہوئی کہ سبحان اللہ! آپ نے موجودہ ہریسہ کو صاف کرکے تناول فرمایا صبح تک آپ آرام سے سوتے رہے۔ دوسرے روز مطلق آپ کو صحت ہو گئی۔ آپنے حضرت سے دریافت فرمایا کہ میری بیماری پر آپ کو کس طرح سے اطلاع ہوئی۔ اور آپ کو میرا پتہ کِس نے دیا۔ فرمایا کہ کئی روز سے مجھ کو اضطرابی رہا کرتی تھی۔ اور بے چینی اس قدر تھی کہ جس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اپنے دِل میں یہ عزم کیا گیا کہ اب میں ملک تیراہ میں بمقام ٹرین جاکر تمہارے ساتھ چندروز بسر کردں۔ تاکہ میرے یہ وحشت کے دِن آرام سے بسر ہوں اور حالتِ قبض سے فراغت حاصل ہوجائے۔ جب میں گھر سے روانہ ہوا تو مجھ کو ہر روز اتفاق سے ایسا ساتھ ملتا رہا جو کہ سفر راہ میں میرے لئے ہر طرح کی خدمت اور ضرورت کی کلفت نہیں رہی۔ ایسے رفیق شفیق نے مجھکو دروازہ مسجد تک پہنچا کر کہا کہ میں اب جاتا ہوں۔ تم مسجد میں خواجہ صاحب دیوانہ کے پاس جاؤ وہ بیمار ہے میں نے اُن سے دریافت نام ونشان

تو فرمایا کہ میرا نام کیا ہے۔ میں ہمیشہ خدا کے بندوں کو تکلیف کے وقت میں امداد کیلئے مامور ہوں۔ اصلی نام کوئی نہیں بتایا۔ ایک دو روز دونوں صاحب اکٹھے رہے اور بعد واسطے ملاقات حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ صاحبؒ سے جب ملاقات ہوئی چند روز کے بعد حضرت خواجہ محمد عیسےٰؒ واپس بمقام چوڑہ شریف تشریف لائے۔ اور حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب۔ اور ایک خلیفہ صاحب جو کہ فدائے جان حضرت خواجہ محمد عیسےٰ صاحبؒ اصل باشندہ موضع ڈرین تھا واسطے خدمتگذاری حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحبؒ کی خدمت میں تعینات ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں غلام حاضر خدمت رہے۔ اس اثناء میں حضرت سید صاحب محمد عیسیٰؒ کا وصال ہوا۔ اور آپکا روضہ مطہرہ موضع گنڈہ پور بمقام چوڑہ واقع مضافات ملتان کلاں میں ہے سن وصال ہجری مقدس سنہ ۱۲۳۰ ہجری ۷ ماہ ذوالحج ہے۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد عیسےٰؒ کے دو فرزند صاحب ولایت تھے۔ جس وقت حضور کا وصال کا وقت قریب پہنچا تو دونوں فرزندوں کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں میرے بعد میرے خلیفہ محمد فیض اللہ صاحب سے جا کر بیعت حاصل کریں۔ جب تک تمہارے منازل تصوف طے نہ ہو جاویں۔ انکی خدمت چھوڑ کر کہیں نہ جانا۔ چنانچہ حضرت کے بعد ہر دو صاحب حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی خدمت میں پہنچے اور بیعت حاصل کی چھ ماہ آپ کی خدمت مبارک میں رہے۔ اور تعلیم علم تصوف حاصل کرتے رہے۔ اتفاق سے بڑے صاحبزادہ صاحب کو ایسے فنا فی الشیخ کی منزل میں گذر ہوا کہ مجذوب کا حکم انپر صادق آیا۔ چنانچہ جماعت سے نماز کو ترک کرنے کے سبب سے گفتگو باہمی لوگوں میں شروع ہو گئی۔ اس تحریر میں حضرت خواجہ نور محمد صاحب المشہور بہ حضرت باباجیو صاحب کو صبر نہ آیا حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ حضرت آپ جماعت سے نماز پر حاضر نہیں ہوتے۔ کیا وجہ؟ فرمایا کہ واقعی میری غلطی ہے لیکن معذور ہوں۔ کیونکہ جو پیش امام نماز ہوتا ہے اس کا اعمال نامہ میرے سامنے ہوتا ہے اور اُسکے حالات جب میں دیکھتا ہوں۔ میری طبیعت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتی۔ حضرت باباجیو صاحب کا یہ سنکر دم بخود ہو

چنانچہ اُسی روز روپوشں ہو کر چلے گئے۔ اور حضرت والد بزرگوار خواجہ محمد عیسٰیؒ کے مزار مبارک پہنچے اپنی زندگی میں ہر سال حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ بعد از وفات حضرت محمد فیض اللہ صاحب کے ہر دو صاحبزادہ صاحبان کئی سال بمقام تیزی تشریف فرما ہوتے رہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب کلاں بمقام تیزئی تشریف فرما ہوئے۔ اور جناب خواجہ نور محمد صاحب المشہور بہ باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے فرزند دین محمد صاحب کے گھر میں کوئی فرزند نہیں۔ للہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اُنکو فرزند عطا فرماوے۔ تھوڑے دن گذرے ہونگے کہ اچانک حضرت صاحب زادہ صاحب نے حضرت باباجیو صاحب کو بُلا کر فرمایا کہ تمہارے گھر میں مجھکو لڑکا نہایت صاحب نصیب اور صالح پیدا ہونیکا آوازہ آیا۔ اور نام سے بھی اطلاع دیگئی ہے۔ اُس کا نام دیدار شاہ ہوگا۔ باباجیو صاحب نے فرمایا کہ مجھکو تو کوئی اس بات کا علم نہیں صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے آپ سے اسکی بشارت کا شکرانہ لینا ہے۔ قریب صبح کا وقت تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی پیشین گوئی کی بشارت پوری کردی۔ صاحبزادہ دیدار شاہ صاحب پیدا ہوئے صبح کیوقت باباجیو صاحب نے اُس بچہ کو گود میں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر کیا۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے اپنے لب مبارک کا ایک قطرہ بچہ کے منہ میں دیا۔ اور نام مبارک دیدار شاہ رکھا۔ حضرت باباجیو صاحب نے مبلغ پانچ روپے ضرب کابلی اور ایک جوڑہ لباس نذر فرمایا ✦

نقل ہے کہ حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحب حضرت خواجہ سید محمد عیسٰیؒ صاحب کی وفات کے بعد آپکی قبر پر بہت یاروں نے دیکھے۔ اور توجہ شریف مزار مبارک کو کرتے ہوئے مشاہدہ ہوئے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جناب سید شاہ جمال اللہ صاحب نے اجازت فرمائی اور فرمایا کہ ملک افغانستان میں چلو۔ اُسوقت آپ کو وصیت فرمائی ✦

رباعیات

مایۂ دین را بدنیا دادن از بے ہمتی است
زانکہ دنیا جملگی رنج است و دین آسائش است

نعمتِ فانی ستانی دولتِ باقی دہی
اندریں سودا خرد داند کہ غبن فاحش است

بکوش تا دل صاحب نظر بدست آری
کہ نیست در دو جہاں دولتے ازیں بہتر

مکن عمارتِ دنیا بکن عمارتِ دل ۔
کہ عرشِ اعظم است ایں دل بقول پیغمبر

نقل ہے کہ حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحبؒ کے حالات سے کسی کی دی کو خبر نہ تھی آپ چند سال دہلی میں بسر کرنیکے بعد جس وقت ارادہ رامپور شریف کا ہوا۔ تو آپنے اثنائے راہ میں شکار کی خواہش کی۔ ایک جنگل کیطرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ ایک جماعت کثیر اپنے دوستوں کی تھی۔ جس وقت میدان شکار میں آئے۔ تو حضور نے اپنے مخلص صادق شاہ درگاہی صاحب کو فرمایا کہ تم اس جگہ کھڑے رہو ہم بواپسی آپ کے ساتھ آبادی کو جاویں گے۔ شکار کرتے کرتے دیر ہوئی۔ اور راہ منزل سے دور ہوگئی۔ وقتِ آرام شب قریب آگیا۔ آپ دوسرے راہ سے کسی گاؤں میں جاکر شب بسر کرکے رامپور کو تشریف لے گئے۔ اور شاہ درگاہی صاحب کو اس گمان سے تلاش نہیں کیا کہ وہ خود بخود رامپور تشریف لاوینگے۔ آپ کا اُس جگہ قریب ایک سال قیام رہا۔ بواپسی آپ کا اتفاق اُسی راہ پر ہوا کہ جس جگہ شاہ صاحبؒ شاہ درگاہی صاحب کو کھڑا رہنے کی اجازت فرمائی تھی۔ جس وقت اُسجگہ حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ صاحب پہنچے تو دیکھا کہ شاہ درگاہی صاحب نہایت غمگین اور گرد آلودہ پوشاک سے کھڑے ہیں۔ حضور نے اُن سے ملاقات کی۔ اور دریافت فرمایا کہ اتنی مدت تم کہاں ٹھہرے رہے۔ عرض کیا کہ مجھکو جس جگہ حضور نے حکم دیا اُس جگہ سے کہیں نہیں گیا۔ آپنے فرمایا کہ جاو درگاہی جو تیرے ہاتھ سے ہاتھ ملائیگا۔ اُس کو بھی خدا کی معرفت حاصل ہو جاویگی۔ پیر کے حکم کی تعمیل اسکو کہتے ہیں۔ حضرت شاہ درگاہی صاحب نے آپکے کشف و کرامات سے آگاہی دی + ۵

قدرے گل و مُل بادہ پرستاں دانند | نہ خود منشاں و تنگدستاں دانند
از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن | کیں نقش غریب نقشبنداں دانند

حالات حضرت خان محمد صاحبؒ والد حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحبؒ

حضرت محمد فیض اللہ صاحبؒ کے والد کا نام حضرت خان محمد تھا آپکو علوم درسیہ پر اعلےٰ درجہ کی مہارت اور ملکہ عظیم حاصل تھا۔ آپکا قیام موضع شادی خیل جو کہ قریب جوار شہر کوہاٹ واقع ہے۔ درس علوم کیا کرتے تھے۔ اور اُس ضلع میں آپکا فتویٰ مسائل شرعی میں مقبول عام تھا۔ آپکے علم و فضل کا شہرہ آفاق ایک عالم گواہ تھا۔ اپنی فرزند حضرت محمد فیض اللہ صاحب کو اکیس سال کی عمر میں تکمیل علوم سے فارغ کرادیا تھا۔ اور

آپ کی طرز تحریر بھی یادگار زمانہ تھی *

نقل ہے کہ قوم اکوڑ خیل جو کہ قرب و جوار ضلع کوہاٹ میں بہت زمانہ سے بود و باش رکھتی تھی۔ اسوقت انکو ایک نئی آبادی ایک دہ میں بنا کرنیکا اتفاق ہوا چونکہ اسجگہ تپھر نہایت سخت اور مدور گول حل جیسا پاس جو دن میں بنائی جاتی تھی صبح سب کی سب گرجایا کرتی تھی۔ سب لوگوں میں یہ بات پاس ہوئی کہ حضرت صاحب قاضی خان محمد صاحب اگر اس جگہ تشریف لادیں اور اُنکے ہاتھ مبارک سے یہ بنا شروع ہو جاوے۔ تو اللہ تعالےٰ اس آبادی کو جلدی آباد کریگا۔ چنانچہ بہت سے آدمی آپ کی خدمت میں پہنچے اور حضرت صاحب کو بڑی التجا سے ہمراہ لیکر اُسجگہ پہنچے۔ صبح کیوقت حضرت صاحب نے بالاتفاق قوم دعا فرما وقت ایک خلوص پُر اثر دعاء بارگاہ الٰہی سے طلب کی اور تسمیہ پڑھکر اپنے ہاتھ مبارک سے ایک پتھر نصب کیا اور فرمایا کہ اس آبادی کا نام ٹیری ہے چنانچہ اب وہ موضع ایک اعلیٰ درجہ کا مشہور شہر ہے اور اسجگہ اب تحصیل نواب صاحب ٹیری مشہور ہے آپ کے کشف و کرامت کا ایک شمہ یہ ہے کہ آپ کا مزار مبارک متصل موضع الاچی ہے۔ اہل خٹک و قوم افغان کو اب بھی تنازعہ باہمی ہو جاتا ہے تو سب ملکر کے خانقاہ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور فیصلہ کرایا جاتا ہے گویا وہ ایک اچھی جگہ تسلیم کی گئی ہے ؎

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد　　　اگر گیتی سراسر باد گیرد

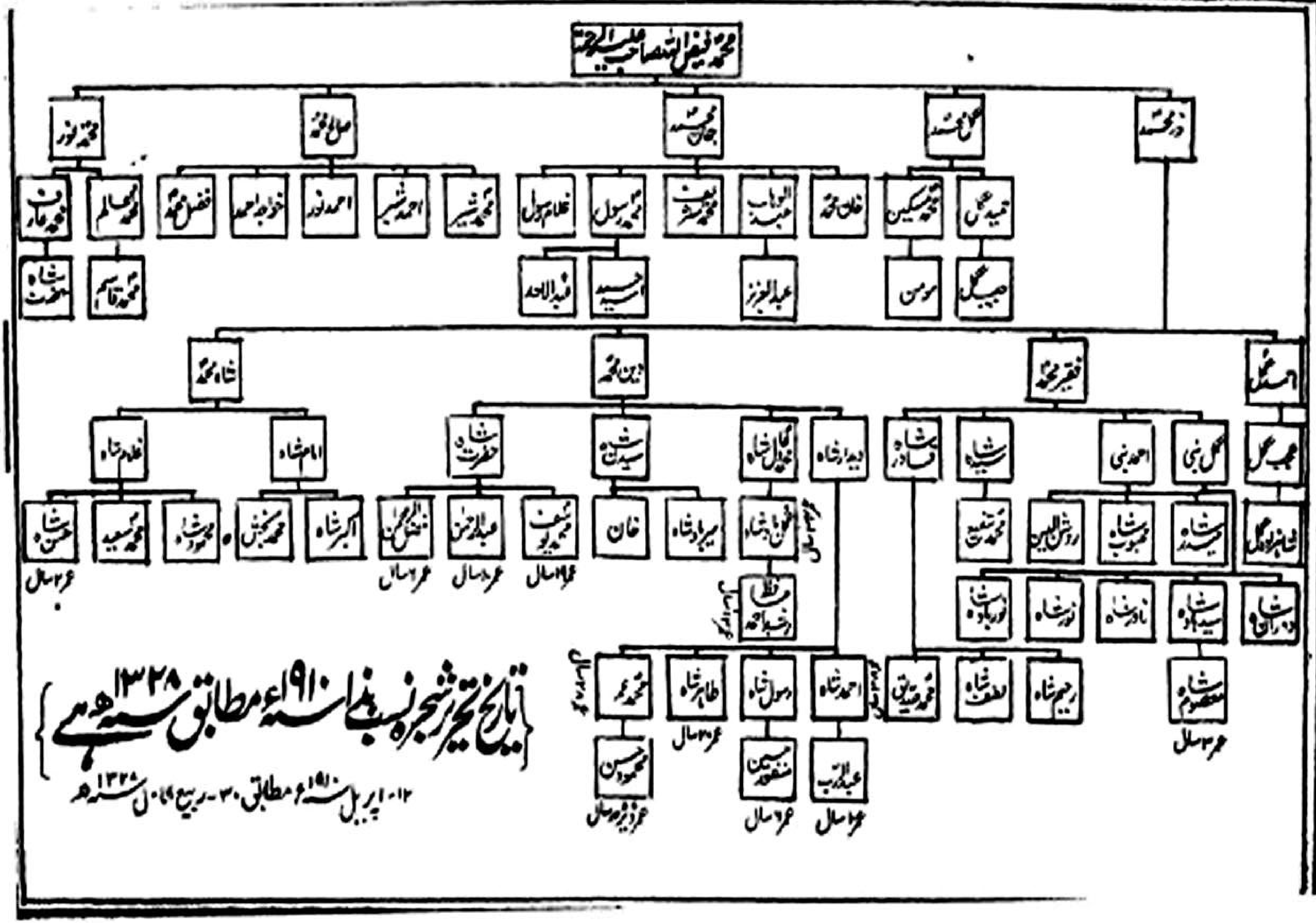
حالات حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ

درازل تقدیر یوسف با زلیخا رفتہ بود　　　ورنہ شاہے را گدائے کے ببازار آورد

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ جسوقت قیام پذیر موضع تیری ہوئے۔ آپ کی پہلی بیوی صاحبہ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ نذر کی کہ اگر حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کو اللہ جل شانہٗ فرزند عطا کرے تو میں ہر روز ایک سو رکعت نماز نفل نذر اللہ تازندگی ادا کرونگی۔ اور چھوٹی بیوی صاحبہ نے یہ وعدہ فرمایا کہ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ فرزند نرینہ عطا کرے تو میں اُس فرزند کو بڑی بیوی صاحبہ جی کو بخشش دونگی۔ میرا اُس کے ساتھ کوئی واسطہ و غرض نہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے اُسی سال میں چھوٹی بیوی صاحبہ کو فرزند عطا فرمایا۔ پھر وہ پیدا ہونیکے بڑی بیوی صاحبہ جی نے لڑکے کو اٹھا کر دودھ پلانا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی مائی صاحبہ کو ایسا دودھ اترنے لگا کہ گویا انہی سے فرزند تولد ہوا ہے۔

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپکا نام مبارک نور محمد رکھا۔ اور فرمایا کہ یہ لڑکا ولیعہد حضرت خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی ہوگا اور خاندان نقشبندیہ کو اسکے وجود سے ایسا فروغ ہوگا کہ کل دنیا میں اس کے نور سے خلق اللہ فیض یاب ہوگی۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب اپنے والدہ کلاں کی دودھ سے دو سال سے زیادہ کوئی دن دودھ پیتے رہے۔ اور اپنی چھوٹی والدہ حقیقی سے مطلق ایک مرتبہ بھی دودھ نہیں پیا۔ بلکہ لب تک آپکے سینہ مبارک پر نہیں پہنچایا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسرا فرزند حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی چھوٹی بیوی سے پیدا ہوا اُنکا نام نامی حضرت خواجہ گل محمد صاحب رکھا حضرت محمد فیض اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ فرزند نہایت صاحب نصیب اور صاحب کشف کرامت ہوگا۔ گویا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اسکا ثانی نہ ہوگا اور علم ظاہری میں بھی شہرۂ آفاق ہوگا چنانچہ ویسے ہی ظہور میں آیا۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحبؒ کے پانچ فرزند ہوئے ہیں جو کہ ہر ایک صاحب اپنے مرتبہ میں لاثانی تھے۔ ان کے اسمائے مبارک یہ ہیں: حضرت خواجہ نور محمد صاحب ابتدا سے تصوف میں شغل رکھتے رہے۔ اور کسی آدمی کو آپ کے علم ظاہری پر واقفیت نہ تھی۔ جب کسی شخص کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑجاتی۔ تو آپ روایت ونقل کتاب مستند سے ایسی سند دیتے تھے۔ کہ اُس کی تسلی ہوجاتی تھی۔ دوبارہ اُس کو دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور حضرت خواجہ گل محمد صاحب صاحب نسبت اور صاحب مجاز سجادہ نشین رہے۔ اور علم ظاہری میں آپ کو وہ فضیلت تھی۔ کہ افغانستان میں آپ کی شاگردی سے کوئی خالی نہ ہوگا۔ اور صاحب تالیف تھے اور بہت سی کتابیں آپ کے علم عربی وفارسی وافغانی منظوم ہیں۔ علم عربی میں آپ کے اشعاروں کو تبرکاً اہل علم حرز جاں رکھتے رہے۔ خوشنویسی میں ضرب المثال ہے حضرت جان محمد صاحب اپنے وقت میں صاحب نسبت کے علاوہ قاضی اور فیصلہ کن قوم افغانان تھے۔ حضرت صالح محمد علم حکمت اور علی الخصوص پانی چاہ وچشمہ کے دریافت کرنے میں ایسی استعداد رکھتے تھے۔ کہ دور دراز سے لوگ آپ کو لے جاتے تھے جہاں پانی نہیں ملتا تھا آپ اُن کو پانی نکلنے کی جگہ بتلاتے۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب دائم العمر چلہ کشی وخلوت گوشہ نشینی میں رہے۔

جملہ اسمائے مبارک یہ ہیں۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحبؒ۔ حضرت گل محمد صاحبؒ۔ حضرت جان محمد صاحبؒ۔ حضرت صالح محمد صاحبؒ۔ حضرت محمد نور صاحبؒ علیہم اجمعین۔



تاریخ تحریر شجرہ نسب ہذا سنہ ۱۹۱۰ء مطابق سنہ ۱۳۲۸ھ

۱۲- اپریل سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۳۰- ربیع الاول سنہ ۱۳۲۸ھ

اسمائے خلفائے حضرت جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماسوائے اولادِ حقیقی

بلند نور خٹک — عجب نور خٹک — خلیفہ نامدار شاہ نیستال — سید مرتضیٰ شاہ رترہ — خلیفہ خان عالم باڑلی — سید حسین شاہ الوصار — حبیب شاہ ازملی — محمد شریف زغ جگی

ملا محمد نصیر ملک والہ — حافظ خواجہ الدین ماجود والہ — صاحبزادہ محمد بخش باڑلی — حافظ عبداللطیف پشاوری — سید حبیب شاہ بساتیں پوچھ

ملا مرید جھنو — ملا کشمیر ایضاً — ملا حسن علی بکھو — خدا بخش بے والہ — قاضی میاں محمد نیڈی کھیپ — ملا بہادر گڑھی — حاجی سرخرو رجویہ — میاں محمود لانی والہ — میاں احمد کراچی

محمد عظیم سوداں والہ — میاں محمد نیوڑی والہ — حاجی تھارا یاسی — جان محمد کشت — عبید اللہ کوٹ جھجی

نقل ہے کہ جب حضرت محمد فیض اللہ ولی اللہ بمقام تیڑی قیام پذیر ہوئے تو مسجد کے قریب ایک بلند تخت چبوترہ کے مانند موجود تھا۔ اُس میں دو درخت زیتون جس کی موٹائی پر آٹھ گز کی رسی بمشکل پوری آتی ہے۔ بفاصلہ ۵ گز کے ایک دوسرے میں فرق ہے اور بلندی اُسکی بھی اچھی خاصی بلندی پہ ہے۔ کئی زمانہ سے خشک ہوئے کھڑے تھے۔ آپ اُس جگہ درخت زیتون کے تکیہ پر کتاب لکھا کرتے تھے۔ اور آپ جس وقت پانی پیا کرتے تھے تو بقیہ پانی اُن دونوں درخت خشک شدہ کے دامن میں ڈالدیا کرتے تھے۔ ایک ماہ کے اندر آپ کی دعا کی برکت سے دونوں درخت زیتون سبز ہوگئے تھے۔ چنانچہ اب تک وہ دونوں درخت سبز موجود ہیں۔ سب گرد نواح کے لوگ اس کرامت سے واقف ہیں۔

نقل ہے کہ آپ کے وجود مبارک میں آخیر عمر کے وقت میں بیماری ریح کی پیدا ہوئی تھی اور آپ کو سخت تکلیف تھی۔ آپ پالکی میں سوار ہو کر جہاں کہیں ضرورت ہوتی تھی تو جایا کرتے تھے اور آپ کی زبان میں یہ برکت خاص تھی کہ آپ جو کچھ زبان مبارک سے فرمادیا کرتے تھے بالکل صحیح ثابت ہوتا تھا اور جو صاحب حاجت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستدعی دُعا ہوتا تھا۔ اُس کی حاجت خدا کے فضل و کرم سے فوراً پوری ہوجاتی تھی۔ اور یہ خاصہ خاصانِ حق ہمیشہ سے ہوا کرتا ہے ؎

عاشق کہ شد یار بحالش نظر نہ کرد — ایخواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید محمد عیسٰے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں عرض کی کہ مجھ کو ایک دوست کی محبت نے نہایت ستار کھا ہے اور وہ دوست میرا ایام طالب علمی میں بہت سال میرے ساتھ ہم سبق رہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اُس سے میری ملاقات ہوجاوے ؎

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست — درحضرتِ کریم تقاضا چہ حاجت است

سید محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو میں آپ کی حاجت روائی کے لئے دل و جان سے حاضر ہوں۔ عرض کیا کہ حضرت میاں رفیق حضرت جی صاحب ہے جو کہ شہر پشاور کے قرب و جوار میں ہے کرتا ہے۔ اُس کے دیکھنے کو دل ترستا ہے۔ اور اُن کے وجود مبارک سے جو فائدہ مجھ کو حاصل ہوا ہے اُسکو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اول تو یہ ہے کہ بعد فراغت کتب درسیہ مجھ کو سات سال آپ کے ساتھ درس کتب کا شغل رہا۔ اور انکی ذات بابرکات سے مجھ کو اور بھی بہت فائدے دینی اور دنیاوی حاصل ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیوانہ چل میرے ساتھ اِس وادی کے اندر سیر کریں۔ آپ فوراً تیار ہو کر ہمراہ ہوئے۔ جب آبادی موضع چوڑہ مبارک سے تشریف باہر لیگئے تو فرمایا کہ اس جگہ بیٹھ کر مراقبہ کیطرف متوجہ ہو کر باخدا ہو جاؤ۔ دونوں صاحب ایک دو ساعت بخدا ہو کر مراقبہ میں رہے کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی دور سے چلے آرہے ہیں آتے ہی السلام علیکم کہا حضرت سید صاحب نے وعلیکم السلام کہکر بڑے ادب کے ساتھ اُن سے مصافحہ فرمایا۔ اِن دونوں میں سے ایک حضرت جی صاحب تھے۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش ہوئے ؎

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے بامیدے رسد امیدوارے

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے دیوانہ تو نہیں جانتا یہ دوسرا کون ہے۔ عرض کی کہ حضرت میں نہیں جانتا۔ فرمایا کہ یہ دوسرا خضر علیہ السلام ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر کچھ مانگنا ہے۔ تو خضر علیہ السلام سے مانگ لے۔ عرض کیا کہ حضرت میرے خضر آپ ہیں۔ میں نے جو کچھ لینا ہے آپ سے لینا ہے۔ اگر خضر علیہ السلام مجھ کو ملا ہے تو آپ کی برکت سے ملا ہے۔ ورنہ میری کیا طاقت آپ خوش ہو کر کہنے لگے ؎ منت خدا را کہ تمنائے سالہا۔ در دل کہ داشتیم ہو کامران شدیم

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب گنڈہ پور شریف سے روانہ ملک افغانستان ہوئے جبوقت آپ شہر کوہاٹ میں پہنچے آپ کا ارادہ چہل آبادی کا حضرت حاجی عبداللہ نقشبندی کے حجرہ مبارک میں ہوا۔ تین چار روز تک آپ ماندگی سفر کے لحاظ سے روضہ مبارک میں بیٹھے رہے۔

حاشیہ۔ حضرت جی صاحب کا مزار مبارک کنارہ دریائے اٹک متصل شہر اٹک ہے۔ اسوقت ہزارہا آدمی روز مرہ آپکے مزار مبارک پر جایا کرتے ہیں۔ اور فیض یاب ہو کر آتے ہیں۔ خصوصاً جمعرات کے روز تو سڑک میں راستہ نہیں ملتا۔ آپ کی اولاد نرینہ یا دعالم نہیں رہی ہے

اُس حجرہ مبارک میں سید شہزادہ صاحب خوی قیام پذیر تھا۔ رات کیوقت اتفاق بیان سرگذشت درمیان آیا تو سب سے زیادہ اور مقدم دریافت اسمائے مبارک بزرگان کا ذکر آیا شہزادہ صاحب نے فرمایا

میست در شہر نگارے کہ دلِ ما ببرد بختم ار یار شود رختم ازینجا ببرد

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء بہت ہیں۔ کوئی متلاشی صادق نہیں نظر آتا شہزادہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت متلاشی عاشق صادق میں ہوں۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایسا نہیں بلکہ عاشق نہیں معشوق بہت۔ الغرض تین مرتبہ اسی بات پر تکرار ہوا۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کسی بزرگ کے متلاشی ہو تو اسوقت موضع طور دو علاقہ میں ایک سید صاحب نہایت صاحب کمال ہے۔ ایک نظر سے اہل خدا بنا دیتا ہے۔ شہزادہ صاحب نے عرض کی کہ میں اسی وقت جانیکو تیار ہوں۔ راستہ کا پتہ مجھ کو بتلاؤ۔ شہزادہ صاحب نے اپنی گوڈری اٹھا کر کاندھے پر رکھی اور کہا السلام علیکم میں جاتا ہوں۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اُس سے بڑھ کر ایک اور سید بزرگ ملتان میں موضع چوڈہ شریف میں جس کی ولایت سے دنیا کو فیض ہے۔ عرض کیا کہ فرمائیے میں اودہر کو چلتا ہوں۔ راستہ کا پتہ نشان بتاؤ۔ خواجہ صاحب نے معلوم کیا کہ واقعی یہ عاشق صادق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ذرا تامل کرو اور میرے پاس آؤ۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب نے پہلے شہزادہ صاحب کی بیعت حجرہ مبارک میں کی۔ شہزادہ صاحب کو بمجرد بیعت کا یہ عالم ہوا کہ آپ کو کسی بات میں دوسرے سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اور بعد چند مدت کے آپ کی خلافت میں مشرف ہو کر خلیفہ اعظم ہوئے اب اُنکی اولاد موجود ہے اور حضرت بابا جیو صاحب کی قبر مبارک پر آیا کرتے ہیں ✝.

اسمائے مبارک خلفائے حضرت محمد فیض اللہ صاحب } شہزادہ صاحب۔ اخون شیر محمد صاحب و اخون زادہ محمد شاہ صاحب و مولوی محمد امین صاحب و سید شاہ زادہ صاحب۔ اور اپنے پانچوں فرزند حضرت کے

تاریخ وفات بستم ماہ ذوالحج سنہ ۱۲۳۵ ہجری مزار مبارک خاص موضع تیزی من مضافات تیراہ شریف حالا مبعہ کراما از ابتداء تا آخر فرزند کلان حضرت محمد فیض اللہ موسوم بنام نامی و اسم گرامی حضرت خواجہ نور محمد صاحب المشہور بحضرت جیو صاحب

برادران طریقہ عالیہ نقشبندیہ وغیرہ سے التماس ہے کہ خاکسار راقم راجی عفو پروردگار خادم اہل اللہ المدعو به محمد عادل شاہ عفی اللہ عنہ بن حضرت خواجہ دین محمد المشہور بہ ملا صاحب سجادہ نشین حضرت خواجہ نور محمد

بحالت کم سنی کے حضور حضرت جد امجد کی تربیت سے محظوظ رہ کر تعلیم ظاہری علوم کی بھی بقدر عمر حاصل کئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت جناب جد امجد نے پہلے مجھ کو اپنے اُستاذی و مولائی حضرت محمد امین صاحب کی خدمت میں لیگئے۔ میرے جد امجد کی ہمشیرہ بھی حضرت استاذ صاحب کے گھر میں نور افزا تھی اور آپکے سپرد کام تدریس علوم کتب درسیہ تھا۔ حضرت باباجیو صاحب نے اُستاد صاحب کو کہا کہ میرا لڑکا نہایت کم سن ہے۔ اِسکو قاعدہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر شروع کرادو۔ اور دعا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ اس لڑکے کو علم نافع نصیب کرے۔ جمیع حاضرین نے دعا فرمائی اور آپ کے روبرو مجھ کو سبق قاعدہ شروع کرادیا گیا۔ چنانچہ بقدر تین رکوع پارہ اوّل قرآن شریف سے حضرت استاذ صاحب موصوف نے ہم کو پڑھائے۔ اِسی اثناء میں اتفاق نقل مکان تیزی شریف سے بمکان موضع ڈلہ مجھ کو باقی قرآن شریف اور کتاب کریما سعدی و نام حق و محمود نامہ کا ایک ورق حضور سے پڑھنے کا اتفاق ہوا جو کہ اچانک تایا جی عالم بقا ہونے لگے اور مفارقت کے ایام قریب پہنچ گئے۔ عین حضور کی بیماری کی حالت میں حسب ایماء والدم مجھ کو اور میرے بڑے بھائی صاحب دیدار شاہ صاحب مرحوم کو اپنے ہاتھ مبارک سے بیعت سلسلہ نقشبندیہ عالیہ میں داخل فرمایا۔ اور اجازت بھی عطا فرمائی اور نیز فرمایا کہ تمہاری عمر کا خلاصہ اب پہلے تم علم پڑھو۔ پھر طریقت کیطرف شغل رکھو۔ تمہارا والد تم کو تکمیل کرا دیگا۔ چنانچہ ایک ہفتہ تک حضور کا وصال ہوگیا۔ سنہ وفات ۱۳ ماہ شعبان وقت عصر روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۷ھ مزار مبارک دربار شریف داخلی موضع چوڑہ شریف ضلع اٹک واقع ہے۔

مفصل حالات حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ المشہور بہ حضرت باباجیو صاحب

مؤلف کتاب ہذا کو بہ نقل صحیح اور بگوش ہوش حضور کی زبان مبارک سے یاد ہے کہ ایک مرتبہ بیاردن میں اتفاق دریافت سن عمر شریف کا ذکر آیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ میری پیدائش ۱۱۷۹ سنہ ہ میں ہے۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ جبوقت حضور سجادہ نشین ہوئے تو پہلے سب سے آپ کی خدمت مبارک میں فقیر السّدور وعجب نور جو کہ قوم افغانوں میں سے تھے۔ بیعت طریقہ شریف نقشبندیہ میں ہوئے۔ اور تھوڑے روز میں منتہی ہو کر مجاز طریقہ ہوگئے۔ ایسی شہرت ہوئی کہ دونوں بھائیوں کو بیعت کرنے کی فرصت محال ہوگئی۔ تمام افغانستان میں عجیب قسم کی روشنی اسلام شروع ہوئی۔ ایک روز ایک درویش نے جو کہ خاندان چشتیہ میں منسلک تھا عجب نور کے سامنے آیا اور ذکر اس بات کا شروع ہوا کہ اولیائے ہندوستان

زبردست ہیں یا فغانستان اللہ نور نے مسجد میں بعد نماز عشا ایک پتھر کو لاکر چشتی صاحب سے کہا کہ آپ اسکو توجہ کریں۔ اور فقیر بھی توجہ کریگا۔ چشتی صاحب نے بہت ضرب اسمائے الٰہی لگائے۔ لاکن کوئی اثر توجہ کا معلوم نہ ہُوا۔ اُسوقت خلیفہ اللہ نور نے بسم اللہ شریف و کلمہ تمجید پڑھکر متوجہ ہوئے اور اسم ذات سے ضرب دینے لگے بفضل الٰہی پتھر اُس جگہ سے حرکت میں آیا۔ فوراً اُس پتھر کو سردار دہ نے اُٹھا کر تبرکاً اپنے گھر لیگیا۔ اور باقی کل گاؤں کے آدمی داخل طریقہ ہوگئے۔

جدوجہد کسے کے بیشتر است کارش از جملہ کار بیشتر است

دوسرِ اثناء میں خلیفہ نامدار شاہ صاحب ہنستیاں والے موضع کاشہ بفاصلہ دہ میل متصل ڈڑاڈر سے واقع ہے۔ ایک مولوی صاحب سے کتاب شرح الیاس پڑھا کرتے تھے۔ رات کیوقت عالم خواب میں حضرت جناب باباجیو صاحب کو دیکھا اور ارشاد ہوا کہ تم فوراً میرے پاس موضع تیزی میں چلے آؤ۔ اور بیعت حاصل کرو۔ جسوقت آپ بیدار ہوئے اور دم بخود ہو کر طبیعت میں کمال اضطراری ظاہر ہوئی استاد صاحب نے پوچھا کہ نامدار شاہ تمہارے چہرہ پر پریشانی کا کیا باعث۔ آپنے اپنے خواب کے حالات بیان کئے۔ اسی وقت اُستاد صاحب نے ایک رفیق ہمراہ حرز جان بدرقہ ساتھ دیکر روانہ تیزی شریف فرمایا۔ جسوقت تیزئی شریف میں پہنچے تو مسجد میں حضرت خواجہ گل محمد صاحب حضور کے چھوٹے بھائی سے ملاقات ہوئی۔ دریافت حال فرمایا۔ شاہ نامدار صاحب نے اپنے خواب کی حالت عرض کی آپنے فرمایا کہ اگر بیعت کرنا چاہتا ہے تو میں بیعت کردونگا۔ شاہ نامدار شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضرت جس صورت نے مجھ کو خواب میں دکھائی دی ہے۔ میری بیعت اس سے ہوگی۔ اتنے میں حضرت خواجہ نور محمد صاحب گھر سے تشریف لائے۔ آپ نے وہی صورت جو کہ خواب میں دیکھے ہوئے تھے۔ دیکھے اُس جگہ فوراً آپنے بیعت حاصل کی۔

نقل ہے کہ شاہ نامدار صاحب نے حضرت باباجیو صاحب علیہ الرحمت کی خدمت میں ایک عدد سرمہ دانی اور ایک پیسہ نانک شاہی نذر کیا۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کرنے لگے کہ یہ پیسہ نانک شاہی مجھ کو ایک مرتبہ نماز جنازہ ادا کرنیکے بعد حیلہ اسقاط میں عطا ہُوا ہے۔ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہت دولت آپکو نصیب کریگا۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ نامدار شاہ صاحب چھ سال حضرت باباجیو صاحب کیخدمت مبارک میں واسطے لانے لکڑیوں اور گھاس مال مویشی کی خدمت گذاری کرنے پر خادم رہے۔ اس عرصہ میں آپ کو سر مبارک دھونے کی فرصت نہیں ملی ایک مرتبہ حضرت خواجہ گل محمد صاحب نے بڑے زور سے آپکا سر مبارک دھولایا۔ سر کے بال

ایسے باہم جمع ہوتے تھے۔ کہ اس میں کنگھی نہیں چل سکتی تھی۔ تمام روز خواجہ صاحب ایک ایک بال کو علیحدہ علیحدہ کرکے بمشکل تمام شام تک بالوں میں شانہ کیا۔ حضرت باباجیو صاحبؒ نے یہ حال دیکھ کر دوسرے روز اجازت خلافت فرمائی۔ اتفاق سے اچانک باباجیو صاحبؒ کے فرزند کلاں اسمی احمد گل جو کہ بفاصلہ تیس کوس تعلیم علم کیلئے قیام پذیر تھے خبر بیماری پہنچی۔ حضرت باباجیو صاحب نہایت پریشان خاطر ہوئے فرمایا کہ عجب نور اگر تمہارا جانا ہوسکتا ہے تو جاؤ میرے فرزند کو اس جگہ لے آؤ۔ عجب نور نے جواب میں عرض کیا کہ حضرت میں جا نہیں سکتا ایک کام ضروری ہے۔ پھر اللہ نور کو کہا کہ کیا تم جاسکتے ہو۔ عرض کیا کہ حضرت نہیں۔ مجھ کو بھی گھر میں ایک کام ہے۔ اتنے میں شاہ نامدار صاحب دست بستہ کھڑے ہو کر عرض گذار ہوئے اور کہا کہ حضرت غلام حاضر ہے تعمیل حکم کے لئے دل وجان سے تیار ہوں۔ باباجیو صاحبؒ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے فیض سے جہان کو منور کریگا۔ اسوقت شاہ نامدار صاحب روانہ ہوئے۔ اور پانچویں روز حضرت صاحبزادہ صاحب احمد گل کو حضرت کیپاس لائے۔ رات کو جناب باباجیو صاحب کو استخارہ کے ذریعے سے حکم ہوا کہ نامدار شاہ صاحب خلیفہ بناکر روانہ پنجاب کرو۔ چنانچہ صبح کیوقت حضرت باباجیو صاحبؒ نے شجرہ شریف نقشبندیہ معہ اجازت خلافت دیکر روانہ فرمایا۔ پنجاب میں پہنچتے ہی ہجوم ہجوم خلق آپ سے فیض یاب ہونے لگی۔ جس کے شمار سے قلم قاصر ہے۔ آخر کتاب میں بطور اختصار آپکے حالات درج ہونگے

فدائے نیک بختاں ہر کہ شد از نیک بختاں شد
ہمامنشور دولت میکند ہر استخوانے را

تقسیم اوقات حضرت جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ صبح کی نماز کے بعد تا ادائے نفل اشراق کلام کسی قسم کی نہیں کرتے تھے۔ اور تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ اوّل سب بعد از نماز صبح ایک مرتبہ فاتحۃ الکتاب اور الٓمٓ الی المفلحون و آیت الکرسی شریف و آیت ثم انزل علیکم تا صدور پڑھکر سورۃ یٰسین شریف۔ قل یاایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ احد۔ اور سورہ ہائے معوذتین پڑھکر یک تسبیح درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں نماز نفل اشراق چار رکعت پڑھتے تھے۔ متصل نفل کے والے جو بہر بیعت کیواسطے ارادہ کرتے تھے انکو بیعت فرما کر توجہ کرتے تھے بعد ازاں کھانا تقسیم ہوتا تھا۔ اور خود بھی فقراؤں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ قدرے آرام کرکے زوال کے بعد وضو کرکے نفی اثبات کی تسبیح پڑھتے تھے۔ اور چار رکعت نماز سنت زوال ہمیشہ

ظہر اور عصر سے پہلے آپ ضروری لازمی پڑھا کرتے تھے۔ بعد نماز ظہر آپ توجہ فرماتے تھے۔ اور یاروں کو تعویذ وغیرہ دیا کرتے تھے۔ اور جو یار آپ سے رخصت ہونا چاہتے انہیں اجازت ملتی تھی اور نماز ظہر کے بعد ضرور ایک مرتبہ سورہ نوح پڑھا کرتے تھے۔ یہ آپکی عادت میں ضروری امر تھا۔ بعد میں عصر کے داخل ہوتے ہی آپ چار رکعت نماز سنت ادا کرتے تھے۔ بعد ازاں عصر کی نماز پڑھ کر آپ کی دائیں ایڑی کے نیچے طرف جو کہ جوانی کے وقت سے زخم آیا تھا پوست انار پیسا ہوا ڈالکر باندھا کرتے تھے۔ بعدہٗ آپ سب یاروں سے ملکر مراقبہ کیا کرتے تھے۔ شام کی نماز کے بعد آپ یاروں سے ملکر کھانا کھاتے تھے۔ اگر اتفاق سے ایسا واقعہ ہوجاوے تو آپ کی قرأت نماز شام اکثر سورۃ الھکم التکاثر پہلی رکعت میں اور سورۃ والعصر دوسری رکعت میں ہوتی تھی۔ اور بعد میں چھ رکعت نماز نفل اوابین پڑھتے۔ اور سب یاروں کو نہایت تاکید فرماتے تھے بعد میں سورہ واقعہ شریف تلاوت کرتے تھے۔ اور بعد نماز عشا وتر سے پہلے آپ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ اور نیز ایک بار سورہ تبارک الذی اور ایکمرتبہ اسماء حسنیٰ۔ اور ایک مرتبہ آخر سورہ بقر۔ ایک مرتبہ آیت ثم انزل علیکم تا صدور۔ اور آخر سورت بنی اسرائیل اور آخر سورۃ کہف۔ آخر سورۃ حشر اور آخیر کے دس سورۃ پڑھ کر استراحت فرماتے تھے آخر رات تیسرا حصہ میں آپ بیدار ہوکر تہجد کی نماز بارہ رکعت ادا کرکے ایک تسبیح استغفار پڑھکر تھوڑا سا مراقبہ کر کے سبحہ گردانی ذکر نفی اثبات فرماتے تھے۔ اور آپکی عادت مبارک تھی کہ آپ درمیان سنت وفرض نماز فجر دائیں پہلو پر ذرا لیٹ جایا کرتے تھے ۔

باعث مراجعت حضرت جناب باباجیو صاحب و نقل مکانی از تیراہ شریف بموضع ڈاگ در وارانجا بشاور و تکالیف رسیدن جور و شر

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت باباجیو صاحب تقریباً اسی سال تیراہ شریف میں قیام پذیر رہے اور اس ملک میں حضور کے فیض سے عام مسلمانان فیضیاب ہوئے۔ سب لوگ حسب استعداد مستفید ہوتے رہے علاقہ تیراہ میں ایک گاؤں چیری نام ہے اُس میں ایک ملاں برائے نام مسمی ولی خان جو کہ اخوند صاحب سوات علیہ الرحمت سے طریقہ قادریہ میں داخل طریقہ ہونا بتلاتا تھا۔ حضرت باباجیو صاحب کا مخالف ہوگیا اور جگہ جگہ یہ وعظ کرنے لگا کہ باباجیو صاحب کی خدمت میں کوئی نہ جایا کرے کیونکہ اُس کا طریقہ

اچھا نہیں۔ اور باباجیو صاحب کا طریقہ کسی جوگی سے ہے۔ اور کہ نیز وہ معاذ اللہ تلقین کے وقت مریدوں کو یا ابلیس کا ذکر ہزار مرتبہ روزانہ بتلاتے ہیں۔ افغان جو کہ ناواقف تھے ایسے خرافات سنکر اشتعال میں آئے اور حضور کے عقیدتمندوں کو جو کہ پنجاب اور ہندوستان سے زیارت کرنے کو جاتے تھے راستے میں لوٹ لیتے تھے۔ اور مال اسباب چھین لیجاتے تھے۔ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ نے ایک مرتبہ ملا ولی خان کو بلایا اور کہا کہ تم ہمارے پیچھے کیوں پڑ گئے۔ اگر شرعاً میرے عمل یا عقیدہ میں خلل ہے تو ہم کو بتلاؤ۔ ورنہ ہر جگہ تمہارا یہ کہنا کہ باباجیو صاحب کا طریقہ اچھا نہیں۔ مناسب نہیں ہے۔ خدا کی قدرت سے اُنپر اُلٹا اثر ہوا اور پہلے سے زیادہ کوشش ایذا رسانی کی کرنے لگے چندسال تو حضور اِس تکلیف کی برداشت کرتے رہے مگر آخر میں آپ کو یاروں کی تکلیف گوارا نہ ہوئی۔ آپ دِل آزردہ ہو کر تیزئی شریف سے بمقام موضع ڈراڈرا تشریف لائے۔ چندسال اُس جگہ قیام پذیر رہے۔ بسنہ ۱۲۸۲ ہجری میں موضع ڈراڈرا سے موضع چورہ شریف مضافات اٹک میں تشریف لائے اور اس جگہ آپ ایک سال اور چھ ماہ کے قیام کے بعد رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوگئے۔

لو كانت الدنيا تدوم لواحد — لكان رسول الله فيها مخلدا

رفت نور محمد از دنیا — کہ بہر عمر خود نگفتہ دروغ
مست سکین کسست خانم او — سال تاریخ او بگفت فروغ

کرامت اوّل۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علمائے تیراہ نے ایک مسئلہ شرعی میں منصف قرار دیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اُن دنوں میں حضرت باباجیو صاحب کی خدمت مبارک میں ایک مولوی صاحب مسمّی بہ ملاں شرافت واسطے تعلیم علم فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ رہا کرتے تھے۔ اور درویشوں کو تعلیم کرتے تھے۔ وہ بھی اس مجمع علماؤں میں تحقیق مسئلہ پر گفتگو کرنے لگے اسوقت ملاں صاحب ملاں شرافت نے تقریر شروع کی۔ جو کہ حضرت باباجیو صاحب کو مرغوب خاطر نہ تھی باباجیو صاحبؒ نے بڑے تحمل سے فرمایا کہ ملاں شرافت تمہیں سمجھ نہیں آتی۔ چپ ہو جاؤ۔ خدا کی قدرت سے ملاں شرافت علم سے مطلق بے بہرہ ہوگئے۔ اور زبانِ تقریر بھی بند ہوگئی۔ جو طالب العلم کہ آپ سے تعلیم پاتے تھے سب حیران رہ گئے۔ اور تھوڑے روز انتظار کرکے رخصت ہوگئے۔ اس واقعہ کو قریب آٹھ سال کا عرصہ گذرا کہ اتفاق سے ایک روز حضرت جناب باباجیو صاحبؒ اپنی مسجد مبارک میں نماز نفل اشراق ادا کرکے دعا کر رہے تھے۔ دیکھا کہ ملاں شرافت دیوارِ صحن مسجد پر سر رکھ کر روتا ہے کیا کسی نے اچھا کہا ہے۔

بے گریہ کے شگفتگی دل میسر است — گلشن ز فیض قطرہ بنشو و نما شود

حضور کو اُسکی حالتِ زار پر نہایت رحم آیا اور فرمایا کہ ملاں شرافت کیا حال ہے ۔ سنتے ہی فضل الٰہی شاملِ حال ہو کر ملاں شرافت کی زبان کی گرہ کھل گئی اور زبان افغانی سے یہ بیت پڑھنے لگا :۔ ؎

لہ پہ قید او رنگ زیم چہ زہ خلاص شم — زہ پہ قید دے شیخ لونکار زری بابایم الاکنی لگا

من دل بخیال خط ندہم ہر چیشہ کن — بلبل نیم کہ مست کند رنگ و بو مرا

حضرت باباجیو صاحب نے بلا کر اپنے گلے سے لگایا اور دعا فرمائی اور دریافت حال فرمایا ۔ ملا صاحب ملان شرافت نے عرض کی کہ حضرت ایک حرف علم سے یاد نہیں رہا ۔ یہاں تک کہ نماز صحیح پڑھنی نہیں آتی دعائے خیر فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو علم نافع دوبارہ نصیب کرے ؎

دامن دریوزہ کشادیم باز — پیشِ کفِ ہمتِ عالم نواز

اور زبان معذرت سے کہنے لگا ؎

ز من ز بے عملی در جہاں ملول دلیں — ملالتِ علما ہم ز علم بے عمل است

باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ مسجد میں طالب العلموں کو سبق پڑھانا شروع کرو ۔ اللہ تعالیٰ ملکہ تعلیم دے دیگا ۔ آپ کی دعا کی برکت سے اسی حالت تعلیم میں بیس سال سے زیادہ ملاں شرافت خاص بمقام تیزئی شریف علم عربی کی تعلیم کرتے رہے ؎

ایں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است — فانی است و گفت او گفتِ خدا ست

اگر تو سنگ خارۂ مرمر شوی — چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

کرامت دوئیم ۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور جناب باباجیو صاحب بمقام موضع لحاظ جو کہ عین وسط ملک تیراہ میں ہے تشریف لیگئے ۔ باشندگان دہ آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کرنے لگے کہ ہمارے موضع کا پانی پینے کا نہایت دور سے آتا ہے ۔ اور ہم لوگوں کو سخت تکلیف ہے ۔ کیونکہ آبادی موضع لحاظ بر سر کوہ واقع ہے اور پانی نشیب کیطرف ایک میل سے زیادہ دور ہے اسلئے تکلیف ہے ۔ برائے خدا ہمارے حال پر

لہ زنجیر بندی میں قیدی اورنگزیب کا نہیں ہوں جو نجات کی امید ہو ۔ بلکہ میں قیدی حضرت شیخ لونکار زری بابا کا ہوں ۔ افغانستان میں حضرت شیخ لونکار صاحب بڑے مشہور ولی گذرے ہیں ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میں آپکا قید شدہ ہوں ۔ میرے سر پر کوئی اور تکلیف کسی قسم کی نہیں +

رحم فرماویں۔ اور درگاہِ الٰہی میں ہمارے حق میں دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ کہیں نزدیک سے ہم کو پانی کی سبیل کردیوے۔ حضور نے فرمایا کہ اچھا آج ہم استخارہ کریں گے اور تم لوگ بھی استخارہ کرو جو کچھ خدائے تعالیٰ کیطرف سے ہم کو حکم ہوگا اُسپر عمل کرینگے۔ فقط۔ بعض یاروں نے کہا کہ ہم کو استخارہ کی ترتیب معہ استخارہ بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ نمازِ عشاء کے بعد وضو کرکے دو رکعت نفل ادا کریں بہ نیت استخارہ۔ اور اُس کے بعد یہ دعاء ایک مرتبہ پڑھ کر سوجاویں استخارہ کی دعا یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ۔

اور فرمایا کہ نفلوں کی قرأت پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھ لیا کریں۔ چنانچہ حسب الارشاد ایسا ہی عمل ہوا۔ صبح کیوقت بعد از نماز سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ حضرت آپ کی طرف سے ہماری مشکل کشائی کا اشارہ ہونا ہے

اولیارا ہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ باز گرداند ز راہ

ورنہ اگر حقیقت ہماری پژمردہ نصیبہ کی دریافت کرنا چاہیں تو ہم بالکل کسی قابل نہیں اور ہمارے حال کا یہ شعر حافظ گواہ ہے ؎ ما آزمودہ ایم دریں ورطہ بخت خویش۔ بروں کشیدہ باید ازیں شہر رخت خویش حضور نے فرمایا ایسا نہ چاہیئے خداوند کریم کی رحمت کا ہمیشہ امیدوار رہنا تصوف کا پہلا رکن ہے۔ کیا بزرگوں کا قول تمہیں یاد نہیں ؎ بہنگام سختی مشو ناامید۔ کز ابر سیہ بارد آب سفید ٭ درچارہ سازی بخود در مبند۔ کہ بیماریٔ تلخی بود سودمند یارانِ طریقت نے عرض کی کہ حضرت ہم حاضر ہیں۔ جیسا حضور کا ارشاد ہو فرمایا کہ چلو ہمارے ساتھ۔ اس پہاڑ کی دوسرے گوشہ کیطرف ہاتھ اُٹھا کر دعاء قضائے حاجات کی اور بعد ازاں روانہ مسجد مبارک سے ہوئے قریب میل سے کم اُس پہاڑ کے پہنچے ہونگے کہ آپ یکبارہ اُسی جگہ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ بس حکم اسی جگہ ٹھہر جانیکا ہے۔ آپنے اس جگہ دو رکعت نماز نفل ادا کئے۔ اور بعد ازاں فاتحۃ الکتاب پڑھ کر دستہ بیل جسکو پنجابی میں کہی کہتے ہیں۔ پکڑ کر ایک پتھر کو نکالنا چاہا۔ تین ضرب لگائے اور ساتھ ہر ایک ضرب کے

بسم اللہ شریف پڑھتے رہے۔ حکم الٰہی سے پتھر اپنی جگہ سے حرکت میں آیا۔ اتنے میں اہل حاضر نے اِس خدمت کو اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ قریب نصف ساعت کے پتھر اپنی جگہ سے باہر آگیا۔ اور اس جگہ سے نہایت عمدہ اور صاف پانی کا چشمہ بڑے زور سے جاری ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نہر کی صورت سے پانی کا رستہ آبادی کی طرف بناتی چلو۔ چونکہ ایک بڑا عظیم الشان جلسہ تھا سب لوگ اس کام کو غنیمت جان کر نہر کھودنے میں شروع ہوئے۔ اور باباجیو صاحبؒ نے اُس جگہ تین عدد مادہ گائے کی قربانی کا صدقہ کیا۔ عصر کی نماز کے وقت نہر کا پانی مسجد موضع لحاظ تک پہنچا دیا گیا۔ اور نماز مسجد میں ادا ہوئی۔ بعدازاں نہر کے پانی کا مسجد کے صحن میں سے گذر کر اثنائے راہ میں ایک عظیم الشان پتھر پر گذر ہے اُس سے نیچے کی طرف ایک زمیندار کی زمین ہے۔ مالک زمین گذر پانی کا مانع ہو گیا۔ چونکہ پانی کی گذر کا بغیر اُس راہ کے اور کوئی سبیل نہیں تھا۔ سب حاضرین نہایت لاچار ہوئے کیونکہ اگر اُس جگہ نہر کا گذر نہ ہو تو دُور سے نہر کے پانی روکنے کی تجویز ہوتی۔ اور اس صورت میں نہ تو مسجد میں پانی آسکے اور نہ آبادی کو پانی نزدیک سے مل سکے نہایت لاچار ہوئے۔ اہل دِہ سب اُس زمیندار کے پاس جاکر نہایت عجز سے التجا کرنے لگے لیکن اثر پھر بھی کیا ہونا تھا۔ آخر میں حضرت باباجیو صاحبؒ نے اپنی زبان مبارک سے زمیندار کو کہا کہ نہر کے پانی کا گذر تمہاری زمین کے بغیر اور کسی راستہ سے نہیں ہوسکتا۔ اللہ کیواسطے رحم کرو۔ اور اجازت فرماؤ۔ جواب میں کہا کہ اگر مجھ کو قتل کر دیویں گے تو بھی میں اپنی زمین میں نہر کو گذرنیکا راستہ نہ دونگا۔ حضور نے اپنے حاضرین کو فرمایا کہ اچھا چلو۔ اس نہر کے گذرنیکا راستہ خدائے تعالےٰ خود بنا دیویگا۔ قریب نصف شب گذری ہوگی کہ ایک عظیم الشان آوازہ آیا سب آدمی خواب سے جاگ اُٹھے۔ حیران رہگئے کسی کو بعدازاں نیند نہ آئی۔ جب صبح نماز کے واسطے مسجد میں گئے دیکھا کہ اُس پتھر میں ایک تین گز مدور شکل پر سوراخ ہوا ہے۔ اور پانی اُس میں جارہا ہے۔ اب تک اس سوراخ میں پانی نہر کا گم ہوجاتا ہے

بالکل نام و نشان آگے کہیں اس کا نظر نہیں آتا۔ دو تین روز حضور کا اُس جگہ قیام رہا۔ اور سب وِہ کے آدمی آپ سے بیعت ہوئے۔ بوقت ادائیگی آپ نے فرمایا ؎

ماخاک نشینیم و انار انشا سیم
صد شکر کہ در مذہب ماکبر و انانیست

کرامت ۳۔ **نقل ہے** بلکہ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ حضرت باباجیو صاحبؒ کے پاس ایک درویش ملاں شمیر نام بملازمت پاسبانی مال مویشی رہتا تھا۔ اُس کی رفتار میں قدرتی تیز رفتاری کی طاقت نہیں تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے مال مویشی کو جنگل کی طرف واسطے گھاس چروانے کے لے کر چلا گیا۔ اتفاق سے مال مویشی ایک زمیندار کے کھیت زراعت میں چلے گئے۔ اور نقصان ہونے میں تھا کہ زراعت کا مالک آپہنچا۔ اور کل مال مویشی اپنے گاؤں میں جو کہ مشہور بہ موضع برس ہے لے گیا۔ فقیر ملاں شمیر نے ہرچند زاری اور عجز سے کہا کہ یہ مال مویشی حضرت باباجیو صاحب کی ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اُس شقی ازلی نے پرواہ نہ کی۔ ملاں شمیر نا امید ہو کر حضرت جناب باباجیو صاحب کی خدمت مبارک موضع تیز نی شریف جو کہ موضع برس سے بقدر دو میل ہے۔ پہنچا۔ عرض حال کیا۔ آپ نے اپنی سمند رنگ کی گھوڑی جو کہ آپ کی سواری کی تھی حاضر کی گئی۔ آپ سوار ہو کر اُس زمیندار کے گھر چلے گئے۔ زمیندار نے کی کی چھلیاں گھوڑی کے آگے رکھ کر حضور کو چارپائی پر بٹھایا۔ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ سمندی گھوڑی کو کچھ نہ کھلانا تاوقتیکہ ہمارے مال مویشی ہمارے سپرد نہ کرے۔ گھوڑی نے نظر کرنا اُس موجودہ چھلیوں پر حرام سمجھا۔ زمیندار نے کہا کہ اگر باباجیو صاحب مال مویشی کو لیجانا چاہیں تو خواہ اپنے پیران کو بھی ہمراہ لادیں اور میرے قدم پکڑیں میں مال مویشی نہیں دونگا۔ اتنے میں حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ اچھا ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

قبلۂ عالم نے اللہ کا نام لیکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھر تشریف لائے اتنے میں زمیندار کا ایک لڑکا سید عالم نام بعمر ہشت و چہار سال کا بدرد شکم مبتلا ہوا ایک دو گھنٹہ میں اُس کی حالت نہایت ابتر ہو گئی۔ اہلِ محلہ و ہمسایہ نے اُس کو کہا کہ اے کمبخت تمہارے گھر سے جناب باباجیو صاحب ناراض اور ناخوش ہو کر تشریف لے گئے۔ جب تک وہ راضی نہ ہوں ممکن نہیں کہ شفاء مرض منہ دیکھائے زمیندار نے مبلغ پانچ روپے نقد لیکر اور ایک راس بزغالہ حضرت کی حضور میں ہدیہ کر کے ہمراہ مال مویشی حضور کے بارگاہِ عالی میں روتا ہوا حاضر ہوا۔ کہنے لگا کہ حضرت میرا ایک ہی لڑکا ہے۔ برائے خدا دعا فرمادیں کہ اللہ اُس کو شفاء نصیب کرے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا کام ہمارے اختیار سے باہر ہو گیا ہے کیونکہ تم نے پیرانِ عظام کو بے ادبی کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اور یہ شعر اس وقت کی حالت بالکل موزون تھا ؂

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد

دریغ سود ندارد چو کار رفت از دست

اسی بات میں تھے کہ لڑکے کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا ؂

اول بغالماں اثرِ ظلم میرسد ۔۔۔ پیش از ہدف ہمیشہ کماں نالہ میکند

اور مثنوی والا فرماتا ہے ؂

تادِل مردے خدا نامد بدرد

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

درحقیقت یہ مصیبت محض سبب بے ادبی بزرگانِ دین اس کو پہنچی۔ اور بے ادبی کا نتیجہ یہ ہونا ہے ؂

رباعی

کردم از عقل سوالی کہ بگو ایمان چیست ۔۔۔ عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب است

چشم بکشاد بہ بیں جملہ کلام اللہ را ۔۔۔ آیت آیت ہمہ ایں معنی کہ قرآن ادب است

کرامت ۴۔ نقل ہے کہ مولوی صاحب محدث ومفسر جامع المنقول والمعقول
واقف علوم فروع واصول مولوی نورحسین صاحب نوراللہ مرقدہٗ ساکن ہتیال
نے بوقت خوردسالگی ایک روز باہر حاجت ضروری کو تشریف لے گئے۔ اثنائے
راہ میں آپ کو ایک روپیہ محمود شاہی جس کے اوپر کلمہ طیبہ نقش ضرب تھا
ملا۔ مولوی صاحب نے روپیہ اُٹھا کر اپنے والد صاحب مولوی نورعبداللہ صاحب
کی خدمت میں گئے۔ عرض کی کہ مجھ کو باہر جنگل میں ایک روپیہ اس نقش کا ملا ہے
میں چاہتا ہوں کہ اب کے سال جو آپ بمقام تیراہ شریف جائیں گے مجھ کو بھی
ہمراہ لیجادیں۔ اور حضرت جناب باباجیو صاحب سے میرے لئے دعا کرادیں
کہ اللہ مجھ کو علم نافع نصیب کرے۔ قریب ایک ماہ کا گذرا ہوگا کہ بہت مخلص
آپ کے خدمت عالیہ میں جانے کے لئے تیار ہوئے۔ مولوی نورعبداللہ صاحب نے
بھی اپنے فرزند نورحسین صاحب کو ہمراہ کر کے حضرت باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت اقدس میں مستفیض ہوئے۔ حضرت باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی
نورعبداللہ کو فرمایا کہ یہ لڑکا تمہارا کم سن ہے۔ یہ کیونکر متحمل سفر کوہستان ہوگیا ہے
ہے۔ عرض کیا کہ حضرت اول تو اسکو بیعت فرماؤ۔ بعد ازاں دعا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ
اُسکو علم نافع نصیب کرے۔ اور حافظہ اچھا ہو جاوے۔ حضور نے اُس کے ہاتھ
پکڑے اور داخل طریقہ نقشبندیہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ بعد از ہر نماز بارہ مرتبہ یہ دُعا
معہ بسم اللہ شریف پڑھا کرے رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي
أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا وَفَهْمًا
رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اِس لڑکے کو عالم کر دیگا۔ اور اس کے
علم سے خلق خدا اِس قدر فیض یاب ہوگی۔ جس کا بیان مشکل سے ہوگا۔ بوقت واپسی
مولوی نورعبداللہ صاحب نے اپنے فرزند کو واسطے تعلیم علم موضع چکی روانہ کیا۔
اُس جگہ سے صرف اور نحو کے علم سے فراغت حاصل کر کے ریاست کپورتھلا میں موضع
ٹکونڈی ڈھڈی مولوی مفتی عبداللہ صاحب سے علم فقہ ومعقولات پڑھ کر بمقام خوجہ شریف

باقی کتب ہئیت وادب و احادیث پوری کرکے بتقرریِ تنخواہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ اس اثناء میں ۱۳ سال گذر گئے کہ مولوی نور عبداللہ کو اپنے فرزند عزیز کے کوئی خبر نہ ملی شب و روز روتا رہتا تھا۔ اور سب لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ کہیں مر گیا ہے۔ ورنہ کوئی خبر تو اس کی آتی۔ نہایت دِل آزردہ ہو کر ایک روز حضرت جناب باباجیو صاحب رح مسجد بھورما میں تشریف رکھتے تھے۔ مولوی نور عبداللہ نے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ رو کر کے عرض کیا کہ حضرت آپ کا غلام نور حسین ۱۳ سال ہوئے کہ مفقود الخبر ہے۔ برائے خدا دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخیر عافیت واپس گھر لائے ؎

برآوردن کام امیدوار به از قیدی بندے شکستن ہزار

آپ نے مع تمام حضار مجلس دعائے خیر فرمائی۔ ایک ہفتہ کے بعد اُس کی خبر خیریت کا خط بعبارت عربی شہر خورجہ ملک ہندوستان سے آیا۔ اور اُس کا مضمون یہ تھا کہ تمام علوم عربی سے فارغ ہوں اور تعلیم علوم عربی میں ملازم ہوں۔ قریب چھ ماہ کے آپ کی خدمت میں قدمبوسی کرنے کے لئے حاضر ہو جاؤں گا۔ جب مولوی نور حسین تشریف فرمائے ملک اپنے میں ہوئے تو سب عالم ہمعصر آپ کے مساوات اور مقابلہ میں تن فرسائی کرنے لگے۔ مگر آخر میں سب نے تسلیم کا جامہ پا کر آپ کے تابع ہو گئے۔ مؤلف کتاب اور میرے مکرم اخی المعظم محمد دیدار شاہ صاحب تین سال آپ کی خدمت میں تعلیم پاتے رہے ؎

سلوک راہ معنی را توکل باید و تقوے

توکل مرکب راہ است تقویٰ توشہ رہ رو

نقل ہے کہ ایک مرتبہ جناب باباجیو صاحب کو اتفاق سفر پنجاب ہوا تو آپ کے ساتھ خلیفہ صادق مولوی حسن علی صاحب طالب العلمی کی حالت میں ہمراہ تھے۔ جب حضور قبلہ عالم پنجاب سے واپس ہونے لگے تو فقیر مولوی حسن علی کو حضور کی نسبت بدظنی ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ ایسی بدظنی ہوئی جس کا اندازہ نہیں رہا۔ اسی خیال میں تھا کہ حسن علی کو تپ شروع ہو گیا۔ اُس کے دِل میں یہ سوچ پڑی کہ دن کے وقت تو مناسب

نہیں لیکن رات کیوقت جس وقت سب لوگ آرام میں ہونگے تو میں بھاگ جاؤں گا۔ یہ کیا فقیری ہے کہ تمام روز محنتِ سفر میں خراب کرتے رہتے ہیں۔ اتفاق سے رات کو مقام الاچی متصل شہر کوہاٹ مسجد میں استراحت فرما ہوئے۔ سردار صاحب خانگل خان صاحب و سردار امیر خان صاحب و سردار سمند خان صاحب نے آپ کی دعوت کی۔ حضرت جناب باباجیو صاحب نے گوشت میں روٹی نرم کر کے اپنے پاس رکھی۔ قریب نصف رات گذری ہوگی کہ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ چراغ روشن کر کے فقیر حسن علی کے پاس تشریف لیگئے۔ اور فرمایا کہ فقیر حسن علی کیا حال ہے۔ کہا کہ حضرت تپ کا ازحد زور اور تکلیف ہے۔ فرمایا کیا کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے کہا ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ذرا نسوار استعمال کرو۔ کہا اچھا۔ آپنے اپنے ہاتھ پر نسوار واسطے استعمال کے خلیفہ حسن علی کو دیدی۔ اُسی وقت بخار اُترنے لگا۔ اور ہوش درست ہوگئے۔ آپنے فرمایا کچھ کھانا ہے کہا حضور اب دِل چاہتا ہے قبلہ عالم نے وہ گوشت اور روٹی رکھی ہوئی کھانے کو دیدی۔ جو وقت روٹی کھائی تو حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ حسن علی ایک روز کے بخار میں تم بے اعتقاد ہو چلے۔ اس کا نام فقیر ثابت قدم نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اور فقیری میں ہزارہا قسم کے وہم وخیال بداعتقادی پیدا کرنے کو ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر جو لوگ ثابت قدم ہوتے ہیں وہ پرواہ نہیں کرتے۔ فقیر حسن علی آپ کے قدموں پر گرا۔ اور اپنی ندامت کو بیان کر کے عذر خواہی کرنے لگا۔ اور حضور سے معافی کا خواستگار ہُوا۔ آپ نے فرمایا کہ اہلِ خدا کو کسی پر غصّہ نہیں آتا اور نہ ناراض ہوتے ہیں۔ بعض وقت جو کوئی باعث خفگی ظہور میں آتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہُوا کرتی ہے۔ اُس میں وہ مجبور ہوتے ہیں۔ خلیفہ حسن علی کو اپنے گلے سے لگایا اور اجازت وظائف اور قصائد شریف خصوصاً قصیدہ بردہ شریف کی عطا فرمائی۔ اسی اثناء میں خلیفہ صاحب کو وجد ہُوا۔ اور حالتِ وجد

میں یہ بیت ورد زبان رہا ؎

ماہ من در نیم شب کاکل پریشاں کرد و رفت
خود پریشان بود ما را ہم پریشاں کرد و رفت

جب ہوش میں آئے تو کہا ؎

ندارم ذوق رندے نے خیالِ پاک دامانی
مرا دیوانہ خود کن بہر رنگے کہ میخواہی

اللہ تعالےٰ نے خلیفہ حسن علی کو وہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ پنجاب میں ضرب المثل ہے۔ آپ کی وفات ۲ ماہ محرم ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔ اور مزار مبارک موضع بھوت مار متصل بسال ضلع اٹک میں واقع ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جناب باباجیو صاحب کا ارادہ سفر پنجاب کا ہوا آپ کے ہمراہ بہت صاحب علم اور منتہی خلیفے تھے۔ آپ کا ارادہ شب موضع اورنگ آباد گذار کر صبح موضع رنگلی کو جانے کا ہوا۔ میاں احمد فقیر سکنہ چورہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ براہِ چورہ شریف لیجائیے اُس جگہ میرا غریب خانہ اپنے قدم مبارک سے منور فرمائیے باباجیو صاحب نے اُنکا کہنا منظور فرما کر براہِ چورہ تشریف آوری فرمائی۔ اثنائے راہ میں میاں احمد فقیر کا حقیقی بھائی کلاں مسمی محمد فقیر قلبہ رانی کرتا تھا۔ حضرت باباجیو صاحب کے ساتھ صدہا آدمی ہمراہ تھے۔ از روئے تکبر و تجاہل عارفانہ السلام علیکم زبان سے بھی نہ کہا۔ فقیر میاں احمد کو اُس جماعت میں سخت ندامت آئی۔ رونے لگا۔ اور حضور کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ حضرت یہ میرا حقیقی بھائی تھا۔ جس نے حضور کو السلام علیکم بھی نہیں دیا دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکو راہ راست پر لاوے۔ حضرت نے دعا فرمائی آپ موضع رنگلی تک نہیں پہنچے تھے کہ فقیر محمد کو ایک ایسا ہیبت و خوفناک واقعہ نظر آیا۔ کہ اپنے قلبہ ران گاواں کو اُسی قلبہ رانی کی حالت میں چھوڑ کر حضرت باباجیو صاحب کی قدم بقدم دوڑا اور حضرت سے جا ملا۔ آپ حضور اپنی گھوڑی پر سوار تھے کہ سائل بیعت ہوا۔ حضور نے گھوڑے پر سواری کی حالت میں فقیر محمد کو بیعت طریقہ نقشبندیہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی حالت میں اُسکو مرتبہ ولایت نصیب فرمایا۔ اور صاحب کشف ایسا ہوا کہ جس کے بیان سے زبان راقم الحروف قاصر ہے۔ سبحان اللہ خدا کی باتیں خدا ہی جانے

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ رند از رہ نیاز بدار السلام رفت

نقل ہے کہ ایکمرتبہ بمقام تیرٹی شریف حضور کے خاندان میں سے اسمی محمد نور نے حضرت کے باغیچہ میں داخل ہو کر چوری کر کے بہت سے کھیرے توڑے۔ باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسکو اپنی مصیبت میں گرفتار کرے۔ چنانچہ تھوڑے روز گذرے ہونگے کہ اُس کے ہاتھ سے ایک ناحق خون ہو گیا اور ایسی تکلیف میں آیا کہ اُسکو تا دمِ عمر یاد رہا۔ مزید براں یہ کہ تھوڑے دنوں کے بعد اسکی ایک آنکھ کی نظر جاتی رہی۔ اور ہمیشہ کہتا تھا کہ مجھ کو باباجیو صاحب کی بددعا نے برباد کر دیا۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎ کھوٹی کرنی کیوں کریں کر کے کیوں پچھتا بیجے بیر یول کے آنب کہانسے کھا

نقل ہے کہ ایک مرتبہ محمد شاہ نام حضور کے خاندان میں سے صحبتِ ناجنس اپنا عزیز وقت ضائع کرنیکا عادی ہوا۔ ایک مرتبہ حضور کے نور چشمی جو کہ سب فرزندوں میں سے خورد سال تھی اُس کا زیور چوری لے گیا۔ اور ساتھ ہی اُن کے گھر میں تلوار تھی وہ بھی لیگیا حضرت باباجیو صاحب کی خدمت عالیہ میں عرض کرنے لگے کہ حضرت میرے گھر میں محمد شاہ شام کے وقت آیا تھا۔ میرا زیور بمعہ ایک تلوار چوری کر کے لے گیا ہے۔ حضرت جناب باباجیو صاحب نے اپنے فرزند حضرت شاہ محمد صاحب کو فرمایا کہ محمد شاہ کا پتہ لگاؤ کہاں ہے۔ عرض کیا کہ حضرت موضع چنگی میں چلا گیا۔ فرمایا کہ صبح سے پہلے جاؤ اور اُسے کہدو کہ زیور اور تلوار واپس تمہارے ہاتھ دے دیوے۔ اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی زندگی میں صرف کل کا روز باقی ہے۔ حضرت شاہ محمد صاحب حسب الحکم تشریف لے گئے۔ اور محمد شاہ کو ملے زیور اور تلوار اُس نے ظہر کی نماز سے پہلے دے دی۔ عصر کی نماز کے وقت اُس کی گردن پر ایک ذراسی علامت سرخی معلوم ہوئی۔ اور کہنے لگا کہ یہ میری موت کی علامت ہے۔ باباجیو صاحب کی بددعا ہے۔ اب میں ہرگز نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ عشا کی نماز سے پہلے دارِ دنیا سے رحلت کر گیا

؎

جو چمن سے گذرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبل زار سے

کہ خزاں کے دن بھی قریب ہیں نہ لگانا دل کو بہار سے

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم کا مخلص فقیر میاں محمد سکنہ چورہ شریف بہت سے احباب کو جمع کر کے کہنے لگا کہ مجھ کو آج کی رات حضرت باباجیو صاحب بمعہ تمام اولیائے کرام خصوصاً مشائخ نقشبندیہ ایک وادیئے آب جو کہ آبادی موضع چورہ شریف سے ایک میل کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے جمع ہوئے نظر آئے اور مجھ کو یہ حکم دے گئے کہ اسجگہ مسجد بنائی جاوے۔ اور آبادی کے واسطے بنفس نفیس آنحضرت اقدس نے کسی قدر جگہ تجویز کی اور حضور نے اپنے روضہ مبارک اور اولاد امجاد کے مزارات کی جگہ علیحدہ کر کے جتلائی۔ آؤ ہم سب یار چلکر اُس جگہ نشان بنا دیں۔ اُس زمانہ میں حضرت جناب باباجیو صاحب مقام موضع تیری شریف سے بھی موضع وڑاواڑ تشریف نہیں لائے تھے۔ یہ پیشین گوئی آپ کے چورہ شریف تشریف لانے سے گیارہ سال پیشتر ہوئی تھی۔ خلفائے موجودہ اور اہل دِہ شامل ہو کر اُس جگہ نشان پتھر نصب کر کے آبادی کے واسطے پتھر جمع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ چنانچہ تا مدت گیارہ سال حضور اُسی جگہ تشریف فرما ہو کر فروکش ہوئے اور اُس جگہ ایک سال بقید حیات رہ کر واصل بحق ہوئے۔ روضۂ مبارک اُس جگہ میں واقع ہے۔ فقیر محمد مذکور نے اپنے ہاتھ سے حضور کی قبر تیار کی۔ اور اس سعادت کے مستحق ہوئے اُسی روز سے فقیر محمد حضور کی قبر کے غلام ہو کر تیس سال تک زندہ رہے۔ اور جب رویا کرتے تھے تو اُن کے رونے کی یہ صدا تھی۔ ؎

جینے جی جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑ کر بُلبل نالاں کہاں جاوے گلستاں چھوڑ کر

دنیا میں ثابت قدمی اسلامی لباس میں اعلےٰ درجہ کا نصیبہ ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ عنایت کرے۔ ضروری ہے۔ ؎

انفاس پاس دار اگر مرد عارفی مُلک دو کون بلکہ تو گردد بیک نفس

دنیا کے لالچ میں نہ آئے دل کا صوفی بنے۔ تن کے صوفی ہونے سے لاحول پڑھے۔ مثنوی میں لکھا ہے۔ ؎

فعل معکوس ست نقش ایں جہاں میل ہر چیزے بسوے ضد بداں
کار دنیا جملہ عکس کارہا است در خوشی غم ہست در غم فرحہاست

ہر کہ گریاں است خنداں او بود — وانکہ شاداں زلیست گریاں او رود

دوستی و دشمنی ایں جہاں — ہمچنیں برعکس آمد اے فلاں

ہر کہ با تو دوست نزد دشمن تراست — نقد عمرت را با فسوں زد برست

ہر کہ دشمن گشت ناید سوے تو — نا مدار گاہے ندبیا و روے تو۔

در حقیقت او بود از دوستاں — نقد عمرت را نگشتہ او ستاں

نقل ہے کہ حضور جناب باباجی صاحبؒ سے ایک شخص مسمّی بہ بخشا، قوم آہنگر ساکن موضع زنگلی کا بیعت ہوا اور بروقت بیعت حضرت جناب باباجیو صاحب نے اس کو در باب اجتناب معصیات و منہیات بہت تاکید فرمائی۔ لیکن شامت اعمال بقول حافظ ع۔ روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم اور ایک بزرگ کی رباعی برسر موقعہ یاد آئی۔ **رباعی**

نفس از ہم نفس بگیرد خوے — بر حذر باش از لقاے خبیث

باد چوں بر فضاے بد گذرد — بوے بد گیرد از فضاے خبیث

اُس کی صحبت نااہل جماعت کے ساتھ مترتب ہوئی اور اخلاق ذمیمہ سے آراستہ ہو کر ایک عورت کے ساتھ اُس نے آشنائی اختیار کی۔ رات کے وقت خلیفہ فقیر محمد کو جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے حضرت باباجیوؒ صاحب جو کہ تیراہ میں قیام رکھتے تھے عالم خواب میں ملے اور فرمایا کہ اسی وقت جا کر موضع زنگلی میں بخشا لوہار کو اطلاع دو اور کہدو کہ اگر اپنی عادت سے باز آجاؤ تو بہتر ورنہ رسوا ہو جاؤ گے اور ایسی آفت تمہارے سر پر گریگی کہ یاد رہے۔ فقیر محمد فوراً اپنے بستر سے اُٹھ کر ایک لکڑی حفظ جان کے لئے ہاتھ میں پکڑ کر اُسی وقت موضع زنگلی کو روانہ ہوئے اور یار طریقہ اسمی شیر محمد سکنہ موضع ننھیال اُس جگہ قیام رکھتا تھا۔ اُس کو بھی ہمراہ لے کر قریب نصف رات کے گذری ہوگی کہ موضع زنگلی میں اُس ناخلف لوہار کے گھر میں پہنچے۔ مسمے بخشا بولا کس طرح سے آئے ہو کہنے لگے کہ ہم کو حضرت جناب باباجیو صاحب نے نہایت تاکید سے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ گناہ سے بچو۔ اور توبہ کرو ورنہ کسی سخت آفت اور بلا میں گرفتار ہو جاؤ گے اور ہمیں یہ خواب میں حضرت باباجیو صاحب نے بڑی تاکید سے فرمایا ہے اس واسطے ہم دونوں بھائیوں نے فوراً تعمیل کے واسطے حاضر ہو کر پیغام پہنچایا۔ مسمے بخشا

لوہار نے کہا۔ کہ بس میری توبہ آئندہ کوئی گناہ نہ کرونگا۔ تھوڑے سے دن گذرے کہ پھر وہ اپنے خیال سے اپنی عادت کی طرف متوجہ ہوا۔ رات کے وقت جب مسمّے بخشا اُس عورت کی طرف متوجہ ہوا اتفاق سے عورت کے خویش معلوم کر گئے اور مجرم کو پکڑ کر سخت مضروب کیا اور نیم بسمل جان کر کے چھوڑا۔ اُسی ہفتہ میں مزید از رسوائی بمرض جزام بیمار ہو کر اہل دیہہ سے الگ ہو گیا۔ ایک سال اسی بیماری میں مبتلا رہا آخر ایک وقت یاران طریقت سے کہلا بھیجا کہ اگر کوئی یار زیارہ شریف میں چلنے والا ہو تو مجھ کو اطلاع دیوے۔ میں اُس کے ساتھ ہمراہ جاؤنگا۔ اُس اثناء میں کئی یار طریقت حضور کی خدمت میں تیار تھے اطلاع دی گئی مسمّے بخشا بھی حضرت باباجیو صاحب کی خدمت میں موضع وڈا وڈر شریف میں حاضر ہوا۔ نہایت ذلت اور ندامت کے ساتھ عرض کرنے لگا۔ ؎

چشم دارم کہ وہی چشم مرا حسن قبول ایکہ دُر ساختۂ قطرۂ باران لے را

اور کہا۔ کہ حضرت اب تو میں نہ دین کا رہا نہ دنیا کا۔ حضور نے جواب دیا۔ ؎

چوں طہارت نبود خانہ و بتخانہ یکے است نبود خیر دراں خانہ کہ عصمت نبود

جب تم کو اطلاع دی گئی تھی۔ پھر تمہاری غفلت کا کیا عذر۔ عرض کرنے لگا کہ حضرت برلے خدا رسوائے عالم ہو گیا ہوں۔ اب بجز خدا کوئی میری دستگیری کرنے والا نہیں۔ بڑی سختی سے دور دراز مسافت طے کر کے اس کوہستان میں حضور کی قدمبوسی حاصل کی۔ للہ محروم اپنے فیض سے نہ فرمایا جاوے اور چیخ مار کے رونے لگا۔ اتنے میں حضرت باباجیو صاحبؒ کو اُس کی حالتِ زار پر ترس آیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالٰی رحم کرے۔ یہ کہنا تھا کہ دریائے رحمت جوش میں آیا۔ ؎

آں ملیحاں کہ طبیبانِ دلند سوئے رنجوراں بپرسش مائلند

اور مریض بیچارہ وجد میں آیا دیکھا تو اُس وقت ایک یار کی زبان کی یہ صدا تھی۔

ظہور چشم بزرگاں تہی ز رحمت نیست غبار چہرۂ گردوں دلیل باراں است

جب وجد سے تسکین ہوئی تو حضرت باباجیو صاحبؒ نے اپنے ہاتھ مبارک سے کوزہ پکڑ کر اُس کے ہاتھ دھلائے اور کھانا اپنے ساتھ کھلایا۔ چار روز آپ کی خدمت میں رہا بالکل

تندرست اور صحت یاب ہو گیا۔ ۶ عیسٰے دمےخدا بفرستاد و غم گرفت۔ مسمٰی مذکورہ تیس سال تک صحیح و تندرستی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ یہ بھی میرا چشم دید واقعہ ہے۔ مؤلف۔ دراصل بات تو یہ ہے کہ جس وقت سچے دل سے اللہ تعالےٰ کی جناب میں توبہ کی جاوے۔ تو ثمرہ حاصل ہوتا ہے۔

مثنوی

از پئے زہر گناہ ار بشنوی — ہست استغفار تریاق قوی

مرکب توبہ عجائب مرکب است — بر فلک تازد بیک لحظ ز پست

چوں برآرد از پشیمانی آنیں — عرش لرزد از انین المذنبیں

اور حضرت باباجیو صاحبؒ جو دعا اُس وقت اُس کی شفاء مرض کے لئے پڑھکر دم کرتے رہے وہ دعاء مجرب اور آزمودہ یہ ہے۔ جس کے پڑھنے کی مولف کتاب کو حضور کی زبان مبارک سے اجازت ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ اُرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ وَّحَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا حَافِظَ نُوْحٍ فِی الْمَاءِ وَاِبْرَاھِیْمَ فِی النَّارِ وَمُوْسٰی فِی الْیَمِّ وَیُوْسُفَ فِی الْبِئْرِ وَیُوْنُسَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَیَا اِلٰہَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَحْفِظْہُ مِنْ کُلِّ بَلَاءٍ وَّاٰفَاتٍ کَمَا حَفِظْتَہُمْ مِنْ کُلِّ عِلَّۃٍ بِشِفَاءٍ ۵

اور حضور کے غلاموں سے ایک غلام کی زبان مبارک پر یہ اشعار جاری تھے۔ ۵

بر تربتم کہ یار ز راہ وفا رسید — گویا کہ جان تازہ ز سوئے خدا رسید

دیگر نہ گرد روے ارادت بسوئے حرم — اے اہل قبلہ کہ بکوئے شما رسید

گیسوے تست طوق غلامی بگردنم — ایں سلسلہ ز حلقۂ زلف دوتا رسید

بہر عیادت آمدی و شد شفا مرا — لعل لبت مسیح دل زار ما رسید

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ ہمراہ اپنے فرزند اسمی دین محمد صاحبؒ واسطے سیر پنجاب تشریف فرما ہوئے۔ اثناء راہ میں حضور کا ایک غلام اسمی نور محمد

نہایت مخلص جان نثار نے حضور کو اپنے غریب خانہ کی طرف جو کہ موضع میاں کی ڈھوک سے مشہور ہے لے جانے کی التجا کی حضور کے ساتھ ہو کر اپنے مکان پر لے گیا حضور کے ہمرکاب قاضی صاحب اورنگ آباد و مولوی محمد شاہ سکنہ کوٹ بجھی و سید محمد شاہ سکنہ ڈھوڈمر و مولوی محمد عمر افغان و مولوی شبیر محمد مدوکالس ضلع جہلم و خلیفہ مولوی حسن علی مولوی نور عبد اللہ نبتال والہ حاضر خدمت تھے۔ اتنے میں رات کے وقت بعد از نمازِ عشاء منادی ہوئی کہ اس موضع میں تیراہ سے ایک فقیر آیا جو کہ اسلام کے زمرہ سے خارج ہے۔ اگر وہ بحث ہمارے حاضریں مولوی صاحبان سے نہ کریں اور تحقیق مسائل میں روبرو بالمشافہ گفتگو نہ کریں تو کوئی مسلمان اُن سے السلام علیکم نہ کرے اور مسجد میں اُن کو اور اُن کے مریدوں کو نہ آنے دیں۔

اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ فقیر کو بحث مباحثہ سے کیا کام۔ میں تو ایک فقیر آدمی ہوں۔ مولوی صاحبان کو اختیار ہے۔ ہمارے عمل میں اگر خلاف شرع کوئی فعل ہے تو ہم کو اس سے آگاہ کیا جاوے۔ کوئی ہرج کی بات نہیں۔ صبح کے وقت دوسری جانب سے مولوی عبد اللہ صاحب سکنہ نوتھہ اور مولوی شبیر محمد صاحب سکنہ وہاں واسطے مباحثہ کے تیار ہوئے۔ اور حضور کی طرف سے محمد شاہ صاحب اور خواجہ دین محمد صاحب خلف الرشید مقرر ہوئے۔ خدا کی قدرت اس قدر خلق خدا جمع ہوئی جو کہ نہایت کثیر التعداد تھی۔ بعد از نمازِ اشراق مباحثہ شروع ہوا۔ اور فریقین کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب جو کہ فریق ثانی کے اُستاد بھی تھے منصف مقرر ہوئے۔ پہلے مولوی عبد اللہ فریق ثانی نے یہ سوال کیا کہ حضرت باباجیو صاحبؒ نسوار سونگھا کرتے ہیں اور یہ شریعت میں حرام ہے۔ پس نسوار سونگھنے والے کو ہم کافر جانتے ہیں اور ہمارے پیر پیشوا اصحاب سوات کے روبرو اس کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے۔ جس پر حضرت خواجہ دین محمد صاحب نے یہ جواب دیا کہ نسوار کی حرمت پر کیا دلیل ہے۔ مولوی عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ آیت شریف نسوار کی حرمت پر دلیل ہے۔ قولہ تعالےٰ۔ انما الخمر والمیسر والازلام الخ۔ میسر کے معنے نسوار ہیں۔ حضرت خواجہ دین محمد صاحب نے

تو اس جگہ کے قاضی صاحب جو بڑے بزرگ اور صاحب کرامت تھے آپ کے خلاف ہو گئے اور نوبت بد دعا تک پہنچ گئی۔ قاضی صاحب نے فرمایا آپ کی قبر پر بچھو کثرت سے ملا کریں گے شاہ صاحب نے فرمایا مگر کاٹیں گے نہیں۔ پھر شاہ صاحب نے قاضی صاحب کو فرمایا تمہاری قبر پر گدھا ملا کرے گا قاضی صاحب نے فرمایا مگر وہ بول و براز نہیں کرے گا۔ چنانچہ آج تک یہی حالات ہیں حضرت شاہ ولایت صاحب کے مزار پر بچھو کثرت سے ملتے ہیں مگر کاٹتے نہیں ہاں مزار شریف سے باہر لاؤ تو کاٹتے ہیں۔ اگر اجازت لے کر گھر لے آؤ تب بھی مدت معینہ تک نہیں کاٹتا۔ اور قاضی صاحب کے مزار شریف پر دن بھر گدھا کھڑا رہے گا مگر کیا مجال جو پیشاب یا لید کر دے۔ یہ ہے تصرف و کرامت اولیاء اللہ

۲۔ رہتک شہر سے چار میل جنوب کی طرف ایک موضع معائینہ ہے قبلہ مولوی عبدالمجید خاں صاحب مرحوم نے فرمایا کہ وہاں ایک بزرگ کا مزار شریف ہے جس کی ہم نے بھی زیارت کی ہے۔ فرمایا ان کی کرامت یہ ہے کہ اس گاؤں میں سؤر زندہ نہیں رہتا۔ اگر گاؤں کی سرحد میں آجائے گا تو فوراً مر جائے گا۔ وہاں کے ایک شخص نے بیان کیا کہ انقلاب ۱۹۴۷ء میں کافر اس گاؤں میں چند سؤر لے آئے۔ گاؤں کے باہر گایوں کا گلہ کھڑا تھا۔ گایوں نے ان کو مار مار کر گاؤں کی سرحد کے باہر نکال دیا۔

۳۔ احمد آباد میں حضرت قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف کے باہر ایک پتھر پڑا ہوا ہے۔ کتاب اخبار الاخیار میں حضرت عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ایک دفعہ ندی سے پایاب تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کا پاؤں پانی میں ایک پتھر سے لگا۔ آپ

نے فرمایا نہ معلوم یہ لوہا ہے یا لکڑی ہے یا پتھر ہے۔ مریدان ارادت مند جو ہمراہ تھے اس کو ندی سے نکال کر جائے قیام پہ لے آئے۔ چنانچہ آج تک یہ پتھر موجود ہے۔ اس کو اگر دور سے دیکھو تو لوہا معلوم ہوتا ہے۔ ذرا قریب سے نگاہ ڈالو تو لکڑی نظر آتی ہے۔ بالکل قریب سے دیکھو تو پتھر ہے۔ حضرت مولانا محمد خوبؒ صاحب خلیفہ مجاز قبلۂ عالمؒ احمد آبادی فرماتے تھے کہ انگریز اس کو نصف کاٹ کر ولایت لے گئے اور تجربہ کرکے دیکھا تو اس میں لوہا۔ لکڑی اور پتھر تینوں جزوی خاصیتیں موجود تھیں حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ان چند کرامات سے ناظرین پر واضح ہو گیا ہوگا کہ اللہ پاک نے اپنے ولیوں اور وابستگانِ دامانِ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا کیا تصرفات و کرامت ہائے عطا فرمائیں۔

اب چند تصرفات و کشف و کرامات و خوارق عادات حضرت قبلۂ عالم رحمتہ اللہ علیہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

قبلہ مولوی عبدالمجید خاں صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

۱۔ ابتدا میں حضرت حافظ ظفر علی خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ عشق مجازی میں مبتلا تھے ہر چند کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس مرض کے مریض جب دنیاوی اسباب سے ناکام ہوتے ہیں تو گنڈا تعویذ اور فقرا کی کرامت یا دعا کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ چونکہ حضور کی شہرت ان دنوں عام ہو چکی تھی اس لئے حافظ صاحب مرحوم بھی حضور کی خدمت میں سیالکوٹ حاضر ہوئے اور عرض مدعا کیا۔ اوّل اوّل حضور نے ان کو سمجھایا کہ فقراء کے پاس ایسے ناجائز فعل کی امداد

سکے لئے نہیں آیا کرتے۔ مگر حافظ صاحب کے سر پر عشق کا جن سوار تھا ان باتوں کو کب خاطر میں لاتے۔ لیکن ان کو کیا خبر تھی کہ یہ عشق مجازی ان کو حقیقی عشق کے جال میں گرفتار کرانے کو یہاں لایا ہے۔ حضور نے جب ان کا اصرار زیادہ دیکھا تو فرمایا بھائی حافظ صاحب آج تہجد کے وقت تعویذ دیں گے۔ اور خادم سے فرمایا آج شام حافظ صاحب کو دودھ اور جلیبیاں خوب کھلاؤ۔ چنانچہ حافظ صاحب خوب سیر ہو کر سو گئے۔ تین بجے حضور نے وضو فرمایا اور حافظ صاحب کو جگایا۔ حافظ صاحب پلنگ پر پاؤں نیچے لٹکا کر بیٹھ گئے اور نیند کے خمار میں جھٹکے کھانے لگے۔ حضور نماز میں مشغول تھے کہ حافظ صاحب کو ایک بار زور کا جھٹکا لگا۔ آنکھ کھل گئی تو دیکھا سامنے شیر ببر کھڑا ہے۔ دوڑ کر تخت کے نیچے گھس گئے۔ جو قریب ہی بچھا ہوا تھا۔ پھر مڑ کر دیکھا تو حضور مصلے پر بیٹھے مسکرا رہے ہیں۔ اور فرمایا او بھائی حافظ کہاں گیا۔

غرضیکہ حافظ صاحب تخت کے نیچے سے باہر آئے، وضو کیا اور بیعت کے طالب ہوئے اور پہلی ہی نظر میں ایسے گرویدہ ہو گئے کہ اٹھارہ برس تک گھر کا منہ نہ دیکھا حالانکہ پسرور پانچ میل دور تھا۔ نوجوان بیوی، اکلوتا بچہ، بوڑھی ماں گھر پر موجود تھیں۔ مگر کسی سبب نے بھی پیر کی صحبت وخدمت چھوڑنے پر مجبور نہ کیا۔ حضور کے مویشیوں کی خدمت کرتے اور ہر وقت دربار میں حاضر رہتے۔ فصل پر حضور ہی ان کے گھر پر اناج وغیرہ خورد ونوش کا انتظام فرما دیتے تھے۔ حضرت قبلہ عبدالمجید خاں صاحب مرحوم نے یہ تمام واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ جلسہ خدام الصوفیہ کے موقعہ پر ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ مولانا خیر صاحب

سے کہو وعظ کہیں - عرض کیا گیا حضور مولانا صاحب موجود نہیں ہیں - پھر دو تین اور مولویوں کے نام لئے گئے مگر کوئی بھی حاضر نہ تھا - آخر فرمایا حافظ ظفر علی کو بلاؤ - حافظ صاحب حاضر ہوئے تو دستار مبارک سر سے اتار کر ان کے سر پہ رکھ دی فرمایا جاؤ وعظ بیان کرو - حافظ صاحب الف - ا بے پاس فلسفے منطق کے ماہر تھے - ایسا بیان کیا کہ ۵۰۰ آدمیوں کے قریب مجمع مبہوت و بُت بنا بیٹھا تھا - اُس دن سے حافظ صاحب مبلغ - مباحث مقرر اور جملہ علوم کے ماہر ہو گئے - فرقہ ہائے باطلہ کے علماء آپ کا نام سن کر راہِ فرار اختیار کر جاتے اور سامنے نہ آتے تھے -

۲ - حضرت قبلہ عبدالمجید خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ ظفر علی صاحب اجازت کے بعد پسرور رہنے لگے اور ہر روز فجر کی نماز علی پور شریف آ کر حضور کی اقتداء میں پڑھا کرتے تھے - ایک روز زیادہ سویرے آنکھ کھل گئی - برسات کا موسم تھا - علی پور شریف اور پسرور کے درمیان ایک برساتی نالہ ہے جس کو ڈیگ کہتے ہیں - ۸ میل دور سے اس کے اندر پانی آنے کی آواز آتی ہے - اس وقت جو مسافر کناروں کے قریب ہوتے ہیں وہ اِدھر اُدھر بھاگ کر اپنی جان بچا لیتے ہیں - مگر جو لوگ نالہ کے درمیان میں ہوتے ہیں ان کو پانی بہا لے جاتا ہے - جس وقت حافظ صاحب نالے کے درمیان میں تھے تو پانی کی آواز آئی - بہتیرا بھاگے مگر پانی نے آ لیا - فرمایا بڑے بڑے پتھر پانی کے ساتھ بہتے آتے ہیں - اس لئے مسافر کے پاؤں اُکھڑ جاتے ہیں - چنانچہ حافظ صاحب بھی غلطاں و پیچاں ہو کر پانی میں گر گئے اور قریب تھا کہ پانی بہا لے جاتے مگر دیکھا کہ حضور نے ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا مارا اور حافظ صاحب کنارے پر پڑے تھے - اُٹھ کر کپڑے جھاڑے مگر حضور

نظر نہ آئے۔ جب علی پور شریف کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ حضور منتظر کھڑے ہیں دیکھ کر فرمایا او بھائی حافظ صاحب بے وقت نہ چلا کرو۔

۳۔ جناب بخشی غلام مصطفےٰ علی خاں صاحب خلیفہ مجاز مہاجر مدینہ منورہ نے ایک دفعہ رسالہ انوار الصوفیہ میں لکھا کہ میں مدراس کے علاقہ میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لگا ہوا تھا کہ کسی مقام پر ہندوؤں کے دو فرقوں میں فساد ہو گیا۔ پبلک مندر کے مہنت کے خلاف ہو گئی اور تیاترا کے رتھ کو نکلنے نہیں دیتے تھے ہم دو سپاہی اردلی لے کر وہاں گئے۔ تحصیل دار اور تھانے دار سب عملہ موجود تھا۔ ہم لوگوں کو ۳۰ ہزار کے قریب مجمع نے محاصرہ میں لے لیا۔ تحصیل دار اور تھانیدار وغیرہ تو بھاگ گئے ہم دو سپاہیوں کے ہمراہ رہ گئے اور ان میں بھی ایک ہندو اور ایک مسلمان تھا۔ بہت زیادہ خطرہ جان کا اندیشہ تھا اور خوف و ہراس چھایا ہوا تھا ہم نے دیکھا کہ حضور نے پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ پر بھروسہ رکھو ہم نے پبلک کو آرڈر دیا۔۔۔ کہ منتشر ہو جاؤ ورنہ فائر کر دیا جائے گا۔ لیکن ان لوگوں نے آرڈر کو نہ سمجھا۔ آخر جب پبلک از خود رفتہ معلوم ہوئی تو ہم نے اللہ کا نام لے کر فائرنگ شروع کر دی وہ لوگ پانچ سات زخمی تڑپتے چھوڑ کر بھاگ نکلے اور ہم ایک محفوظ مقام پر پہنچ گئے۔ لطف یہ کہ تحصیلدار کے ڈیرے کو لوٹ کر برباد کر گئے اور ہمارا ڈیرہ جو قریب ہی تھا محفوظ رہا۔

۴۔ ڈاکٹر لطیف خاں صاحب نے فرمایا جو کہ حضور کے مخلص مرید ہیں کہ امرتسر کے ایک شاہ جی غیر عقیدہ لوگوں میں پھنسے ہوئے تھے اور حضور کی بدگوئی کیا کرتے تھے مگر سامنے نہیں آتے تھے۔ ایک دفعہ حضور لاہور سے امرتسر تشریف لے جا رہے تھے۔ گاڑی سیٹی دے کر چل پڑی۔ وہ شاہ صاحب

بھی بھاگ کر چلتی گاڑی میں اتفاق سے اُسی ڈبے میں سوار ہو گئے جس میں حضور تشریف فرما تھے۔ اب نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہو گیا آخر شاہ صاحب سلام کر کے بیٹھ گئے اور سلسلۂ کلام جاری ہوا۔ درمیان گفتگو شاہ صاحب کہنے لگے۔ شاہ صاحب! ہم تو فقیری تب جانیں جب کوئی کرامت دکھلاؤ۔ تھوڑی دیر میں دریائے بیاس کا پل آگیا حضور نے فرمایا شاہ جی جلدی جاؤ دریا میں سے پانی کا لوٹا بھر لاؤ۔ شاہ جی گئے اور پانی بھر کر لے آئے جب گاڑی امرتسر کے اسٹیشن پر پہنچی تو شاہ جی مسافروں سے پوچھنے لگے کہ کیا گاڑی بیاس کے پل پر ٹھہری تھی۔ لوگ کہنے لگے [illegible] ہو گیا ہے کہیں پل پر بھی گاڑی ٹھہرتی ہے۔ آخر شاہ صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گئے۔

۵۔ بخشی غلام مصطفٰے علی خاں صاحب فرماتے ہیں کہ بنگلور میں ہالینڈ کے شاہی خاندان کی لیڈی مسلمان ہو گئی مگر اس کا خاوند مسلمان نہ ہوتا تھا جب حضور بنگلور تشریف لے جاتے تو خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کے متعلق سوالات کیا کرتا۔ آخر ایک روز حضور نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ بیہوش ہو گیا اور جب ہوش آیا تو اپنی بیوی کی طرح مسلمان ہو کر مرید ہو گیا۔

۶۔ حضرت قبلہ حفیظ الدین صاحبؒ کے حالات میں لکھا گیا ہے کہ جب حضور آگرہ تشریف لائے تو ایک بڑے قفل کو ٹھوکر مار کر کھول دیا۔

۷۔ بمبئی میں ایک سیٹھ کو فرمایا کہ تیل ختم ہو گیا تو ہو جانے دو۔ دوسرے روز سیٹھ کا دیوالہ نکل گیا۔

اس قسم کی ہزاروں کرامات سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ والغفران سے

سے ظہور پذیر ہوئیں۔ جن کا مفصل بیان و حالات تو حضور کی سیرت پاک لکھنے والا ہی تحریر کرے گا۔ اس جگہ تبرکاً لکھا گیا ہے تاکہ ہیچ گنج کے ناظرین ایک امام وقت قطب زماں کی کرامات سے محروم نہ رہیں بلکہ اپنے ایمان کو تازہ فرمائیں۔

حج بیت اللہ شریف

حضور کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ پاک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد شوق تھا۔ فرمایا ہم نے پہلا حج سنہ ۱۳[illegible]ھ میں ادا کیا اور اس کے بعد ہر سال ہی تشریف لے جاتے رہے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور نے کتنے حج کئے ہیں فرمایا ہم نے شمار نہیں کئے۔ لیکن اکثر حضرات کا خیال ہے کہ حضور نے چالیس سے زائد حج ادا کئے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۶ء میں نجدی نے حرمین شریفین کو فتح کر کے مزارات کی بے حرمتی کی اس لئے حضور نے سنہ ۱۹۳۰ء تک کوئی حج ادا نہیں کیا۔ سال سنہ ۱۹۳۱ء میں حیدرآباد دکن کے سیٹھ قاری شہاب الدین صاحب مع کنبے کے حج کے ارادے سے علی پور شریف حاضر ہوئے اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور بھی ہمراہ تشریف لے چلیں۔ آپ نے انکار کر دیا۔ مگر دوسرے دن صبح کی نماز کے بعد ارادہ فرما لیا۔ شاید استخارہ کیا ہو کسی نے لاہور کے سٹیشن پر عرض کیا کہ حضور نجدی کی امداد فرمانے جا رہے ہیں۔ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بلوایا ہوا جا رہا ہوں اس کے بعد پھر سلسلہ زیارت حرمین شریفین شروع ہو گیا۔ تمام صاحبزادگان اور متعلقین نے کئی کئی حج ادا کئے۔ آخری حج سنہ ۱۹۴۹ء مطابق سنہ ۱۳۶۸ھ میں ہوائی جہاز سے ادا کیا۔ اس میں حضرت صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب

بخشی مصطفےٰ علی خاں اور میجر اسلم خاں صاحب وغیرہ اور بہت سے محبین مخلصین ہمراہ تھے۔ اس سفر کی وجہ سے جملہ یاران طریقت عموماً اور حضرات صاحبزادگان والا تبار خصوصاً بڑے پریشان اور متفکر تھے کیونکہ سو سے زائد عمر شریف تھی۔ جسم نحیف چلنے پھرنے سے معذور دیرینہ امراض لاحق اور یہ طول طویل سفر۔ مگر کسی کی کیا مجال تھی کہ چون وچرا کر سکے۔ یا کچھ عرض کرے۔ اگر کسی نے دبی زبان سے التجا بھی کی تو فوراً خلیل صاحب کا یہ شعر پڑھ دیا ؎

زیارت کی تمنا میں خیالِ رنج و راحت کیا
کڑی جو راہ میں پڑتی اٹھا لیتا اپنی آنکھوں سے

ویسے تو حضور کے نزدیک حج کا سفر مسافت کے لحاظ سے کراچی بمبئی سے زیادہ اہمیت نہ رکھتا تھا۔ جب دل میں شوقِ زیارت پیدا ہوا چل کھڑے ہوئے۔ بیشتر حج اتر کر روضہ اقدس حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کئی کئی مہینے گزار دیتے تھے۔ حرم شریف میں اکثر راتیں عبادت میں گزارتے۔ ساری ساری رات آرام نہ فرماتے۔ مگر یہ آخری سفر صاحبزادگان کے لئے موجب تشویش و فکر ہوا۔ اکثر حضرات کراچی تک ہمراہ تشریف لے گئے۔ سفر کی سہولت کے لئے حضرت صاحبزادہ نور حسین شاہ صاحب نے سترہ ہزار روپیہ پیش کیا۔ ۱۰ ستمبر کو حضور علی پور شریف سے روانہ ہو کر لاہور تشریف لائے اور دو روز قیام فرما کر بارہ تاریخ کو ریل گاڑی کے فرسٹ کلاس ڈبے میں سوار ہو کر دوسرے روز کراچی پہنچے اور وہاں ۱۸ ستمبر کو صبح کی نماز پڑھ کر ہوائی جہاز میں سوار ہوئے۔ جہاز چھ بجے روانہ ہو کر نو گھنٹہ میں یعنی تین بجے شام کے قریب جدہ پہنچا۔ راستہ میں وضو کر کے احرام باندھا۔

اور جناب باری تعالےٰ کی درگاہ میں لبیک عرض کیا - ایام حج نہایت عزم وثبات اور صبر و استقلال سے گذارے - حج کے بعد ۱۵ راکتوبر کو ہوائی جہاز میں سوار ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوگئے - اور ایک ماہ کے قریب حاضر دربار رسالت مآب رہ کر ۱۴ ر نومبر کو جدہ واپس تشریف لائے - ۱۶ ر کو جہاز میں سوار ہو کر اسی دن بوقت رات کراچی پہنچے - دو روز کراچی میں قیام فرما کر ۱۸ ر نومبر کو گاڑی میں سوار ہو کر ۱۹ ر کو لاہور ۸ بجے شب تشریف لائے خلقت کا بے شمار ہجوم تھا - رات کو لاہور قیام فرمایا - دوسرے روز نواب ممدوٹ کی کار میں سوار ہو کر بادامی باغ سٹیشن پر اجلال فرمایا اور وہاں سے سوار ہو کر بخیریت علی پور شریف تشریف لائے -

خاص حضوری

لیّہ کے مدرسہ نعمانیہ رضویہ میں جناب مولوی حامد علی صاحب پڑھاتے ہیں - جو کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے طالب علمی کے زمانے میں بیعت ہوئے تھے - وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں بھی حضور کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے گیا - حضور جب مدینہ منورہ حاضر ہوتے تو ہمیشہ رات کو روضۂ اقدس پر حاضر رہتے - ایک روز میں چھپ کر ایک کونے میں بیٹھ گیا تاکہ حضور کے حالات بچشم خود دیکھوں - میں نے دیکھا کہ حضور کبھی نماز پڑھتے کبھی تسبیح تہلیل کرتے کبھی سو جاتے - آخری شب میں تہجد پڑھ کر تسبیح پڑھ رہے تھے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مع چار یاران رضی اللہ عنہم تشریف فرما ہوئے اور دیر تک حضرت پیر صاحب سے عربی میں گفتگو فرماتے رہے - جب صبح قریب ہوئی تو سرکار دو جہاں تشریف لے گئے - صبح اس شخص نے

اپنا یہ چشم دید ماجرا حضرت پیر صاحب سے بیان کیا۔ حضور نے سن کر ہدایت فرمائی کہ اس راز کو کسی سے ذکر نہ کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ اب میں نے حضور کے وصال کے بعد اس واقعہ کو بیان کیا۔ واللہ علم بالصواب۔ یہ صاحب گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں۔

ارشادات

حضور قبلۂ عالم امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ والغفران

حضرات! حضور کے ارشادات عالیہ حیدر آباد دکن۔ کراچی۔ پشاور لاہور وغیرہ مختلف مقامات سے اکثر شائع ہوتے رہے ہیں اور ہو چکے ہیں مگر آپ کے ارشادات کا احاطۂ تحریر میں لانا محال ہے۔ راقم نے جو ارشادات گرامی اپنے کانوں سے سنتے ہیں وہ اس جگہ تحریر کرتا ہے۔ تاکہ ناظرین کرام مستفید ہو کر محظوظ ہوں۔

ارشاد فرمایا کہ عرصہ سو سال کا گزرا کہ ایک پیر صاحب بمع اپنے مرید کے یورپ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ پیر صاحب نے ایک روز مرید کا ہاتھ پکڑ کر توجہ دینی شروع کی۔ تھوڑی دیر میں مرید پر رعشہ طاری ہو کر وجد شروع ہو گیا۔ ایک انگریز اس وقت ان کو دیکھ رہا تھا اس نے خیال کیا کہ کوئی طاقت ہے جو پیر کے جسم سے مرید کے جسم میں پہنچ رہی ہے اسی اصول پر اس نے رفتہ رفتہ بجلی ایجاد کر لی۔ فرمایا جب ڈاکٹر کسی آدمی کے جسم میں بجلی بھرتے ہیں تو وہ اس کے جسم کے ہر حصہ میں اپنا اثر کرتی ہے اگر اس کے ساتھ دوسرا آدمی ہاتھ لگائے تو اس کے جسم میں بھی ویسا ہی اثر

کرتی ہے۔ اسی طرح دوسرا۔ تیسرا۔ دسواں۔ بیسواں غرضیکہ جتنے آدمی پہلے آدمی سے مس کریں گے سب کو بجلی کا اثر معلوم ہوگا۔

معنوی بجلی کا اثر تو یہ ہے اور اس کا کوئی منکر نہیں لیکن اصلی اور حقیقی بجلی جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک میں موجود تھی اور آں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت صدیق سے مسلسل پیرانِ عظام تک آئی ہے اور اس میں بزرگانِ دین، صوفیا کرام کی طاقت، ریاضت ومجاہدات سے کچھ نہ کچھ اضافہ ہی ہوتا رہا ہے تو کیا کوئی شخص اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے۔ ہاں منکرین ہی اس امر سے انکار کریں گے جن کو بجلی کی طاقت کا تجربہ نہیں ہے۔

فرمایا حدیث شریف میں جتنے کم واسطے ہوں گے اتنی ہی زیادہ معتبر ہوگی۔ مگر صوفیائے کرام اور پیرانِ عظام کا سلسلہ جتنا وسیع اور زیادہ ہوگا اتنا ہی قابل اعتبار ہوگا۔ کیونکہ روحانی بجلی کے اثرات کی طاقت میں اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔ راقم۔ جس طرح عام بجلی کے ذخیرہ گھر ہوتے ہیں اسی طرح روحانی بجلی کے ذخیرہ گھر ہوتے ہیں۔ جس طرح ذخیرہ گھروں سے بجلی سپلائی ہوتی ہے حالانکہ پاور ہاؤس وہاں سے بہت دور ہوتا ہے۔ اسی طرح روحانی بجلی کے ذخیرہ گھروں (خانداؤں) سے روحانی بجلی سپلائی ہوتی ہے معنوی بجلی گھروں کو روشن کرتی ہے۔ اور روحانی بجلی دلوں کو منور و مجلا کرتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ مدراس کے ایک شخص نے جو پیرانِ عظام کا منکر تھا سوال کیا کہ حضرت پیر کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پیغمبر نبی رسول کی کیا ضرورت ہے کیا خداوند کریم بلا واسطہ ہدایت پر قادر نہیں ہے اور ماں و باپ کی کیا ضرورت ہے خداوند کریم قادر ہیں کہ بغیر ماں باپ کے انسان پیدا کردیں

پیدا کیا۔ آدم علیہ السلام کو بغیر ماں و باپ کے پیدا کیا۔ حوا علیہما السلام کو بغیر ماں کے پیدا کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ انسان کو بھی درختوں کی طرح پیدا کر سکتا تھا۔ لیکن جب تک دو انسان مرد و عورت نہ ملیں ایک تیسری شے یعنی اولاد پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح پیر اور مرید کے ملنے سے ایک تیسری شے ہدایت پیدا ہوتی ہے۔ پھر آپ نے حقیقی بجلی و مصنوعی بجلی والا فلسفہ ایسا مدلل بیان فرمایا کہ مدراسی مان گیا اور بہت شرمندہ ہوا۔

رہتک میں قیام کے موقعہ پر ایک شخص نے کہا کہ وہابی کہتے ہیں کہ جاہل ملا کے کہنے پر عمل نہ کرو۔ ارشاد فرمایا ہاں امان اللہ بادشاہ کابل نے بھی جب وہ یورپ کی سیر کے لئے باہر جا رہا تھا اور انجمن اسلامیہ بمبئی نے اس کی دعوت کی تھی تو اس نے اپنی تقریر میں پہلا لفظ یہی کہا تھا کہ جاہل ملانوں کے کہنے پر ہرگز عمل نہ کرو۔ سو تم سب نے دیکھا کہ خداوند کریم نے تھوڑے دنوں میں اس بے ادبی کا کیا نتیجہ دکھلایا کہ تخت چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ یہ ایک ملا ہی کی برکت تھی۔ پھر فرمایا کہ جاہل اور ملا (عالم) دو ضد ہیں اور ضدیں ایک جگہ کسی طرح جمع نہیں ہو سکتیں۔ اور جس آدمی نے کسی بزرگ کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ جاہل کہاں رہا۔

وسیلہ کی تحقیق۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ وسیلہ کے متعلق وہابی کہتے ہیں کہ وسیلہ کوئی چیز نہیں اور حضور صلعم خود وسیلہ کے لئے دعا فرماتے تھے کہ آیتہ محمدن الوسیلۃ دعائے اذان میں آیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ وہ وسیلہ تو جنت کے ایک اعلیٰ مقام کا نام ہے۔ جس کے لئے خود حضور اور ہم سب دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ حضور

صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عظمیٰ جانکے وسیلہ سے قرآن و مسلمان ہو سکے اور حضور ہی کے صدقہ سے قیامت کے دن حوض کوثر کا پانی میسر ہوگا۔ پل صراط سے نجات پاکر جنت میں داخل ہوں گے۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ تو کسی شخص کی نسبت اس کے حالات دریافت نہ کر بلکہ یہ دیکھ کہ وہ کیسے لوگوں میں بیٹھتا ہے اور اس کے وہ دوست کیسے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ ہمارے استاد حضرت مولانا امجد علی صاحب کانپوری اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب ٹونکی رحمتہ اللہ علیہ نے جب یہ سنا کہ دیوبندی امکانِ کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں تو آپ حضرات نے بڑی مخالفت کی اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے رشید احمد گنگوہی کی کتاب کا رد لکھا اور فرمایا کرتے تھے الرشید الغوی والخلیل الخلیل۔

ارشاد فرمایا بھائی ہماری کیا نماز ہے۔ ہم لوگ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نقل کرتے ہیں۔ فرمایا فرعونیوں میں سے ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل کرتا تھا۔ جب فرعون کا لشکر غرق ہوگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک شخص دوسرے کنارے پر پھر رہا ہے۔ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی شخص ہے جو فرعون کے دربار میں ہماری نقلیں کیا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ مولا پاک یہ شخص تو میرا سب سے بڑا دشمن تھا یہ کیونکر بچ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ یہ تمہاری نقلیں اتارا کرتا تھا اس لئے بچ گیا کیونکہ ہم اپنے دوستوں کی نقل کرنے والوں کو بھی عذاب نہیں کرتے۔

ارشاد فرمایا ایک دفعہ میانوالی میں ایک شخص محمد علی نے کہا کہ میاں یہ پیر لوگ اور ملاں عیش پسند آدمی ہیں۔ ہم نے کہا کہ تم لوگ ساری عمر خداوند کریم کی نافرمانی کرتے ہو لیکن مرتے وقت کہتے ہو کہ ملا جی کو بلاؤ یٰسین شریف پڑھے گا

اور جب مر جاتے ہو تو ملا جی آکر غسل دیتا ہے۔ کفن پہناتا ہے۔ نماز جنازہ پڑھاتا ہے۔ قبر میں بھی مذہبی لوگ ہی اتارتے ہیں۔ اور تمہارے ساتھی پتلون کی جیبوں میں ہاتھ دیئے دور کھڑے رہتے ہیں اس وقت کیوں مذہبی بنتے ہو کیوں نہیں تم لوگوں کو مرنے کے بعد اسی طرح بغیر مذہبی بنائے پھینک دیا جائے یا عیسائیوں کے سپرد کر دیا جائے۔ فرمایا اس شخص کے کان کھل گئے، ہوش آگیا اور تائب ہوگیا۔

ارشاد فرمایا رہتک میں ڈپٹی کمشنر مہدی زمان صاحب ایک بزرگ غوث محمد صاحب کے مرید ہیں۔ ہیٹ پہنتے ہیں مگر تہجد گذار ہیں۔ کالا باغ میں ہمارے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ آٹھ روز تک برابر تہجد پڑھتا رہا۔ ایک روز کہنے لگا ہمارے گاؤں میں ایک موچی رہتا ہے میرے چچا نے اس کو حج کرا دیا تھا۔ ایک دفعہ چچا صاحب پر ایک بڑا مقدمہ چل پڑا۔ موچی نے کہا خیر ہے گھبراؤ نہیں اور کئی باتیں اس بزرگ سے ظاہر ہوئیں۔ فرمایا موچی کو علم غیب اللہ تعالیٰ عنایت کریں اور وہابی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر ہیں عجیب مسلمان ہیں۔ فرمایا خداوند کریم کے لئے تو تمام علوم شہادۃ ہیں اللہ کے لئے تو غیب ہے ہی نہیں (غیب کہاری وجہ سے فرمایا) ارشاد فرمایا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت باقی باللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ دہلوی کی خدمت میں آپ کے خادم نے عرض کیا کہ حضرت ہر روز مہمانوں کی تعداد زیادہ بڑھے گا کبھی کھانا کم ہو جاتا ہے اور کبھی بچ جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ہماری بلی سے دریافت کر لیا کرو۔ خادم نے عرض کیا کہ حضرت بلی کس طرح بتائے گی۔ فرمایا جتنی بار بلی میاؤں کرے اتنے ہی آدمیوں کا کھانا پکایا کرو۔ چنانچہ اس طرح عمل ہوتا رہا۔ ایک روز بلی نے تین بار میاؤں کیا اور مہمان چار کھانے پر موجود تھے۔ خادم نے حضرت کی خدمت میں شکایت کی کہ آج بلی

نے غلطی کی ہے۔ آپ نے فرمایا بلی کو بلاؤ۔ بلی کو حاضر کیا گیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا اے بلی تو نے آج کیوں غلطی کی ہے۔ بلی نے ایک مہمان کی آستین پکڑ کر کھینچنا شروع کیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آدمی ایک مقامی ہندو تھا جو امتحاناً دسترخوان پر آ بیٹھا۔ وہ کھڑا ہو کر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ دین اسلام برحق ہے اور میں سچے دل سے مسلمان ہوتا ہوں۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ یہ واقعہ حضرت خواجہ صاحب کی سوانح حیات میں لکھا ہے۔ فرمایا اللہ کے بندوں کے جانوروں کو بھی علم غیب ہوتا ہے اللہ والوں کو علم غیب ہونا بعید از قیاس نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر کا نام تو معلوم نہیں مگر لوگ ان کو اچھے میاں کہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت دس بارہ سال ہوگئے میری عورت گم ہوگئی کہیں پتہ نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا بھائی فقیروں کی خدمت میں خالی ہاتھ نہیں آیا کرتے کچھ نہ کچھ لے کر آنا چاہیئے۔ فرمایا جاؤ باغ سے چار پیسے کے پھول لے آؤ۔ اور یہ ہماری چادر لے جاؤ اس میں ڈال لانا۔ وہ شخص باغ میں گیا۔ وہاں ایک تالاب تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ تالاب پر اس کی بیوی برہنہ بیٹھی ہے۔ اس نے جھٹ چادر اوڑھا دی اور ساتھ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس عورت نے کہا کہ میں شہر بخارا میں تھی۔ آج میرا نکاح تھا اس لئے غسل کے لئے کپڑے اتار دیئے تھے۔ یہ بزرگ میرا ہاتھ پکڑ کر یہاں تالاب پر بٹھا گئے۔ سبحان اللہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلامان غلام میں عجیب قدرت و طاقت ہے۔ ؎

ہست قدرت اولیاء را از اللہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

حضور رہتک میں تشریف فرما تھے ایک کلانوری نے عرض کیا کہ مولوی بشارت علی

بہادر گڑھ والے کہتے ہیں نماز تہجد گیارہ بجے رات کے بعد پڑھ سکتے ہیں اور حدیث شریف متواتر قرآن کی آیت کو رد کر سکتی ہے۔ نیز سجدہ تعظیمی پیر کو جائز ہے۔ اور اذان جمعہ میں صرف ایک ہی کافی ہے۔ حضور نے فرمایا سب غلط۔

بعدہ حاضرین نے کہا کہ وہ اپنے سلسلہ کا آدمی ہے ایسی باتیں کیوں کرتا ہے۔ کسی نے کہا کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے ارتداد کے موقعہ پر بڑا کام کیا۔ آپ نے فرمایا یہ بھی غلط ہے۔ اس موقعہ پر دو حکایات بیان فرمائیں۔

فرمایا ایک پٹھان صاحب ہمیشہ شہادت کے لئے دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ شہادت کا درجہ نصیب کر۔ ایک تیلی بھی ان کے پڑوس میں رہتا تھا وہ سمجھا نہ معلوم شہادت کیا چیز ہے اس لئے وہ بھی یہی دعا کرتا۔ ایک روز کافروں نے ان کے گاؤں پر حملہ کر دیا۔ پٹھان صاحب ہتھیار لگا کر گھر سے باہر آئے اور تیلی کو پکارا کہ آؤ اب شہادت کا موقعہ ہے۔ تیلی نے گھر سے باہر نکل کر دیکھا کہ ہر طرف تلوار ہائے برہنہ چمک رہی ہیں اور لوگ خوشی خوشی دشمن کے مقابلے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ یہ عالم دیکھ کر تیلی اپنے گھر میں گھس گیا اور کہنے لگا اللہ پاک میری دعا لوٹا دے۔ میں ایسی شہادت سے باز آیا۔

پھر فرمایا ایک پٹھان صاحب کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ لوگ ان کا نام پوچھتے تو کہتا میرا نام تھر کلو ہے۔ لوگوں نے کہا پٹھان صاحب تھر کلو کے کیا معنی ہیں۔ کہنے لگا کہ دشمن مجھے دیکھ کر تھر تھر کانپتا ہے۔ ایک روز لڑائی میں کسی زبردست دشمن سے مقابلہ ہو گیا خاں صاحب بھاگنے لگے۔ لوگوں نے کہا آپ تو تھر کلو ہیں بھاگتے کیوں ہیں۔ کہنے لگا میری ماں کبھی گھس کلو بھی کہدیا کرتی تھی۔

ارشاد فرمایا کہ عالمگیر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے ایک مولوی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا جھوٹا پانی بیمار کو

شفا بخشتا ہے۔ آپ اپنا جھوٹا پانی مجھے پلائیں تاکہ بیماری سے شفا حاصل ہو۔ اگر آرام نہ ہوا تو لاکھ روپیہ مولوی صاحبان کا وظیفہ بند کر دیا جائے گا۔ مولوی صاحب بڑے گھبرائے اور ایک روز کی مہلت طلب کی۔ شہر کے ایک درویش کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر مولوی صاحب نے تمام حقیقت بیان کی۔ اور عرض کی کہ مجھے مومن بنا دیجئے ورنہ تمام علمائے دین کی حقارت اور توہین ہوگی اور سب کا وظیفہ بند ہو جائے گا۔ فقیر نے ایک دفعہ توجہ فرمائی اور مولوی صاحب کا ایمان کامل ہو گیا۔ دوسرے روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا جھوٹا پانی پلایا اور بادشاہ کو آرام ہو گیا۔

ارشاد فرمایا کہ عالمگیر بادشاہ نے ایک عالم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا کیا طریقہ ہے۔ بادشاہ کے اس سوال سے مولوی صاحب بہت گھبرائے۔ آخر مولوی صاحب کی نظر دریا کی طرف اٹھ گئی۔ دیکھا کہ ایک درویش کامل دربار کی طرف آ رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا بادشاہ سلامت آپ کے سوال کا جواب وہ درویش دیں گے جو دریا کی طرف سے آ رہے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ درویش کو کمند ڈال کر قلعہ پر کھینچ لو۔ جب درویش قلعہ پر آ گئے تو بادشاہ نے فقیر سے بھی وہی سوال کیا کہ خداوند کریم سے ملنے کا کیا طریقہ ہے۔ فقیر نے جواب دیا جیسا آپ سے۔ بادشاہ نے کہا ہم سے ملنے کا کیا طریقہ ہے۔ فقیر نے جواب دیا جیسا خدا سے۔ بادشاہ اس جواب سے حیران ہو گیا اور کہنے لگا شاہ صاحب ہم آپ کی بات سمجھے نہیں ذرا مشرح بیان کرو۔ درویش نے فرمایا دیکھو بادشاہ اگر ہم آپ سے ملنے کی خواہش کرتے تو دربار لباس پہنتے وزراء امراء کی خوشامد کرتے۔ دربانوں اور نوکر چاکر شاہی کی خدمت کرتے۔ نذرانے پیش کرتے تب آپ تک پہنچتے۔ پھر نہ معلوم آپ

کا دل ملنے کو چاہتا یا نہ چاہتا۔ لیکن جب آپ کا دل خود چاہا کہ آپ ہم سے ملیں تو بے راہ کمند ڈال کر کھینچ لیا۔ اسی طرح خداوند کریم کا حال ہے کہ جب کسی بندے کو اپنا مقبول بناتے ہیں تو معمولی بات سے خوش ہو جاتے ہیں۔ ورنہ ہزاروں سال کی عبادت و ریاضت مردود ہو جاتی ہے۔ فضل کرے تو چھٹیاں عمل کرے تو لٹیاں۔

ایک شخص نے ایصال ثواب کے بارے میں سوال کیا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ فاتح ایران بڑے جلیل القدر عشرہ مبشرہ میں سے صحابی تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی ایسا عمل فرمائیں کہ اس سے میری والدہ ماجدہ کو ہمیشہ ثواب پہنچتا رہے۔ حضور نے فرمایا کہ ان کے نام کا کنواں بنوا دو۔ چنانچہ ام سعد کا کنواں آج تک مدینہ پاک میں موجود ہے۔ پھر فرمایا کہ مردے کے نام کا حج کرتے ہیں۔ جنازہ پڑھتے ہیں، قرض ادا کرتے ہیں یہ سب ایصال ثواب ہیں۔

پھر فرمایا ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ کہ حضور صلعم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا تو تیسرے روز حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کچھ کھجوریں اور دودھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لاکر پیش کیا اور حضور نے دستِ مبارک اٹھا کر دعا فرمائی یہی ایصال ثواب ہے جو آج تک مروج اور جاری ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ہمارے دادا استاد حضرت مولانا فضل حق صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے والد مولانا فضل حق صاحب رحمتہ اللہ علیہ سب چار رکعت نماز جد جبہ پڑھتے تھے۔ اور اسی طرح انہوں نے اپنے استادوں کی پیروی کی

اور یہ سلسلہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ نیز امام شافعی صاحب کے ہاں جمعہ کے روز ظہر کی نماز با جماعت پڑھتے ہیں۔

۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو حضور قبلہ عالم آگرہ سے تشریف لا رہے تھے۔ راقم اور بہت سے یاران طریقت دہلی و رہتک دہلی کے پلیٹ فارم پر استقبال کے لئے موجود تھے۔ ساڑھے گیارہ بجے ایک گاڑی آگرہ سے آئی۔ قبلہ مولوی عبدالمجید خاں صاحب قصوری چھاؤنی اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ آپ نے حضور کو اس گاڑی میں تلاش کیا مگر ان کو نہیں ملے۔ لیکن آپ گاڑی کے دروازے میں کھڑے تھے۔ جب لوگ حضور کی زیارت کو دوڑے تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضور اس گاڑی سے تشریف نہیں لائے فرنٹیئر میل سے آئیں گے۔ تمام آدمی مایوس ہو کر بنچوں پر بیٹھ گئے۔ دو ہی منٹ کے بعد ایک لڑکا دوڑتا ہوا آیا کہ حضور تشریف لا رہے ہیں۔ سب نے بھاگ کر قدمبوسی کی۔ حضور نے فرمایا کہ ساری عمر میں آج یہ پہلا واقعہ ہے کہ ہم نے تنہا سفر کیا ہے۔ صبح کی چائے بھی نہیں پی اور ہمارے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔ خیر دہلی والے کھانا لائے تھے پلیٹ فارم پر ہی حضور نے کھانا تناول فرمایا۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر کار میں سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ زیارت کی فاتحہ پڑھی۔ خادم کو ایک روپیہ دیا ایک صندوقچہ میں ڈالا۔ ظہر کی نماز وہیں پڑھی۔ پھر موٹر گاڑی میں سوار ہو کر اسٹیشن پر تشریف لائے۔ اتنے میں فرنٹیئر میل آ گئی اس میں سوار ہو کر رہتک تشریف لائے۔ رہتک کے سٹیشن پر سینکڑوں زائرین موجود تھے۔ جھنڈ لاریاں، تانگے بگھی وغیرہ سب کچھ موجود تھا۔ حضور کو سوار کرا کر بازاروں سے جلوس نکالا گیا اور حضور نے قلعہ پر بھائی صوفی حاجی ذاکر علی صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ دہلی کے سٹیشن پر حضور نے فرمایا تھا کہ آج پہلا اتفاق

کہ ہمارے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے لیکن خواجہ صاحبؒ کے خادم کو ایک روپیہ دیا۔ اور ایک روپیہ جیب سے صندوق میں ڈالا۔ کار والے کو کرایہ بھی خود ہی ادا کیا۔ بندہ حیران تھا کہ حضور نے تو فرمایا تھا کہ ہمارے پاس تو ایک پیسہ بھی نہیں اب یہ روپے کہاں سے آ گئے۔ قبلہ مولوی عبدالمجید خاں صاحب نے فرمایا کہ تم نے دیکھا نہیں کہ جب حضور سٹیشن کے پل سے گذر رہے تھے تو ایک شخص نے پانچ روپیہ پیش کئے تھے۔ آگرے والوں کو حضور کے تن تنہا سفر کا حال معلوم ہوا تو بڑے حیران ہوئے۔ دہلی سٹیشن پر تار دیا کہ حضور کا ٹکٹ یہاں رہ گیا ہے لہٰذا آنجناب سے ٹکٹ طلب نہ کیا جاوے۔ ۸ بجے رات کو حضور کا خادم حاجی بوٹا صاحب اور قبلہ فریدی صاحب رہتک تشریف لائے اور حضور کی خدمت میں معذرت کی کہ بڑی غلطی ہو گئی حضور معاف فرمائیں۔ انہوں نے کہا کہ واقعہ یوں ہوا کہ ہم نے سرِ شام ایک کار کرایہ پر لی تھی۔ اس لئے چار بجے صبح کار والا حضور کو لے کر سٹیشن پر چھوڑ گیا تاکہ سامان اور دیگر سواریاں لائے لیکن کار کا پٹرول ختم ہو گیا۔ صبح کا وقت سردی کا موسم، پٹرول کی دکان بند، بڑی حیرانی ہوئی۔ بڑی دیر کے بعد ایک تانگہ ملا۔ جب سٹیشن پر آئے تو حضور روانہ ہو چکے تھے حضور نے فرمایا کہ ہم بڑی دیر تک ویٹنگ روم میں بیٹھے رہے۔ ایک گاڑی آئی اور جب اس نے روانگی کی سیٹی بجائی تو ہم سوار ہو گئے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ فرنٹیئر میل پیچھے آئے گی۔ فرمایا ہم نے خیال کیا تھا کہ فرنٹیئر میل دہلی کے سٹیشن پر پندرہ منٹ ٹھہرتی ہے اس عرصہ میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے مزار شریف کی زیارت کس طرح کریں گے۔ مگر یہ قدرت کا انتظام تھا کہ زیارت بھی کرلی اور فرنٹیئر میل بھی مل گئی۔

۲۵ نومبر ۱۹۵۰ء کو فرمایا کہ انسان اپنے معاملہ سے پہچانا جاتا ہے۔ حدیث

شریعت میں ہے الانسان یعرف بالمعاملتہ - راقم نے عرض کیا حضور حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بھی ملے ہیں - فرمایا ہاں سائیں صاحب مجھے صاحبزادہ کہا کرتے تھے - ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا رات کو استنجا کے لئے مٹی تلاش کرنے لگا - بچھو نے ڈنگ مارا - سائیں صاحب نے دم فرمایا اور فرمایا ہمارے حکیم صاحب سے دوا لگوا لو - اُس دوا میں بُو آتی تھی کیونکہ اس میں ہینگ شامل تھی - میں نے کہا کہ اس میں بُو آتی ہے اس لئے میں نہیں لگاتا - سائیں صاحب نے فرمایا کہ بُو تو گناہوں میں آیا کرتی ہے -

چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا - نواب بہاولپور حضرت سلیمان صاحب رحمتہ اللہ علیہ تونسوی سے ملنے کے لئے گیا تو آپ نے دور ہی سے فرمایا یہ ظالم ہے - اس میں سے گناہوں کی بُو آتی ہے - ہمارے پاس نہ آنے دو - آپ کے خادم نے نواب کو واپس کر دیا -

فرمایا بادشاہ عالمگیر نے اپنے صوبے داروں کو حکم لکھا کہ تمہارے علاقہ میں کوئی درویش کامل ہو تو ہمیں خبر دو - چنانچہ الہ آباد کے صوبیدار نے لکھا کہ گنگا کے کنارے ایک درویش رہتے ہیں - بادشاہ وزیر کو ہمراہ لے کر درویش کی خدمت میں گیا - فقیر نے جب ان لوگوں کو آتے دیکھا تو لیٹ گیا - اور اپنے کتے سے کہا دیکھ تیرے ساتھی آرہے ہیں - بادشاہ فقیر کے سرہانے کھڑا ہو گیا - وزیر نے تمسخر سے کہا شاہ صاحب یہ پاؤں کب سے پھیلے ہیں - فقیر نے کہا جب سے ہاتھ سکیڑے ہیں - وزیر نے کہا آپ نے بادشاہ کی تعظیم نہیں کی اور سلام بھی نہیں کیا - فقیر نے کہا تجھ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ آنے والے کو پہلے سلام کرنا سنت ہے نہ کہ بیٹھنے والے کو -

وزیر نے کہا آپ نے ہیں کتے کے ساتھی بنا دیا۔ فقیر نے کہا اے وزیر اگر تجھے ایک روز بھی کھانے کو نہ ملے اور بادشاہ تنخواہ نہ دے تو تو اپنے آقا کا ساتھ چھوڑ دے گا۔ مگر یہ کتا ہر وقت ہمارے پاس رہتا ہے۔ اگر ہمیں روٹی ملتی ہے تو اس کو بھی ٹکڑا ڈال دیتے ہیں ورنہ تین تین دن تک بھوکا پیاسا یہیں پڑا رہتا ہے۔ اس لئے یہ کتا تم سے بہتر ہے۔ بادشاہ نے کہا اے وزیر فقیر سے معافی مانگ۔ اور صوبے دار کو لکھا کہ واقعی وہ درویش کامل ہے۔

ارشاد فرمایا۔ مولوی غلام احمد صاحب انگر امرتسری نے بچپن میں ایک مرغ خریدا۔ آپ کے والد بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے پوچھا مرغ کا کیا کرو گے عرض کیا یہ اذان دے گا تو صبح کو بیدار ہو کر نوافل پڑھوں گا۔ خیال پاکیزہ تھا مگر آپ کے والد صاحب اور بھی بلند خیال تھے۔ آپ نے فرمایا انسان ہو کر حیوان کا محتاج ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کو ہوش آ گیا اور مرغ کو اسی وقت ذبح کر دیا۔ مولوی صاحب مرحوم حضور کے خلفاء میں سے تھے۔ بڑے عالم اور شاعر تھے۔ انگر آپ کا تخلص تھا۔

ارشاد فرمایا کہ حافظ علی احمد جان صاحب خلیف پشاوری کا نوجوان لڑکا فوت ہو گیا اور بیٹے کے غم میں دیوانے ہو گئے۔ کھانا پینا چھوٹ گیا اور بہت نحیف وزار ہو گئے۔ ہم نے لکھا حافظ صاحب اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں ولا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم یعنی جو شے تم سے لے لی جائے اس پر افسوس نہ کرو۔ اور جو تم کو دی جائے اس پر خوش نہ ہو حافظ صاحب نے کہا کہ صرف اس آیت کے پڑھنے سے مجھے صبر آ گیا اور سب غم جاتے رہے۔

ارشاد فرمایا نظام حیدرآباد دکن سے تو پستہ قد منحنی سا آدمی مگر آواز بلند ہے - جب ہم ان سے ملنے گئے تو اس نے کہا شاہ صاحب کیا حال ہے ہم نے کہا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

عمر یک روز یا سو سال گذر جاتی ہے — دوش پر کملی ہو یا شال گذر جاتی ہے
گر امیروں پہ اقبال گذر کرتے ہیں — تو غریبوں کی بہر حال گذر جاتی ہے

فرمایا ایک دفعہ نظام نے اپنے بچے کو دم کرانے کے لئے بلایا تو خود اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ہمیں اندر لے گیا۔

فرمایا۔ نظام نے ایک دفعہ ہم سے کہا کہ شاہ صاحب یہ لوگ یعنی امراء آپ سے بہت جلتے ہیں - ہم نے کہا کہ ہمارے علاقہ میں ایک مثل مشہور ہے - جلنے کو جلائیں گے - تیل کڑاہی چڑھائیں گے - اور فارسی کا بھی مقولہ ہے ع عدو نار بہتر۔ نظام کا یہ حال تھا کہ جب حضور حیدرآباد تشریف لے جاتے تو آپ کے ہر وعظ میں شریک ہوتا تھا اور قیام گاہ پر بلا تکلف آجاتا تھا - اور صاحب خانہ کو انتظام کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔

ارشاد ہوا کہ جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے کبھی نماز تہجد قضا نہیں ہوئی ایک شخص کا قصہ بیان فرمایا کہ ایک بوڑھے آدمی نے ہم سے کہا کہ شاہ صاحب میری اتنی عمر گزری ہے مگر تہجد کبھی قضا نہیں ہوئی - میں ایک دفعہ کسی گاؤں میں مہمان تھا صاحب خانہ نے میرا پلنگ مویشی خانہ میں بچھا دیا - صبح نوافل کی فکر ہوئی - تمام جگہ پلیدی تھی کوئی پاک جگہ نظر نہ آئی - آخر چارپائی الٹی بچھا کر اس پر نوافل ادا کئے - دوسری دفعہ میں کھیت میں پانی دے رہا تھا نوافل کا وقت ہو گیا - ہر طرف پانی ہی پانی تھا - آخر ایک منڈیر سوکھی جگہ نظر پڑی - پانی میں کھڑے ہو کر اس پر سجدہ کیا۔

ارشاد فرمایا اندھیرے میں نوافل پڑھا کرو تاکہ قبر میں روشنی ہو - اللہ
تعالیٰ فرمائے گا یہ اندھیرے میں ٹکریں مارتا تھا آج اس کی قبر روشن کردو۔
دسمبر ۱۹۳۳ء کی تعطیلات میں راقم حضور کی خدمت میں حاضر تھا - ارشاد
فرمایا کہ سکھوں کی بھی عجیب باتیں ہوتی ہیں - اکثر دفعہ بے وقوفی اور بعض دفعہ
سمجھ کی بات کہہ جاتے ہیں - پہلے زمانے میں سڑکیں بڑی شکستہ اور خراب
ہوتی تھیں - سکھوں کی گاڑیاں منڈی میں غلہ لا رہی تھیں - ایک گاڑی سڑک میں
دھنس گئی - بہتیرا زور لگایا - دوسری گاڑیوں کے بیل بھی لگائے مگر گاڑی نہ نکلی
شام ہو گئی کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی - آخر ایک بوڑھے سکھ نے کہا کہ یا داتا پیر
گڈا بنے لاوے میں سوا روپیہ نیاز پیش کروں گا - پھر ہمراہیوں سے کہا کہ
اب بیل لگا کر زور کرو - خدا کی شان گڈا باہر نکل گیا - دوسرے سکھ کہنے لگے
بڈھا مسلمان ہو گیا - وہ کہنے لگا سوا روپیہ دے کر کام بنا لیا اس میں کیا مسلمان
ہوا - ورنہ رات بھر بھوکے مرتے اور مصیبت میں پڑے رہتے -

ارشاد فرمایا کہ والدین اگر ناراض ہوں تو نماز نہیں ہوتی - ایک دفعہ حضرت
بابا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادے پر ناراض ہو گئے - صاحبزادے
نے نماز پڑھنی چھوڑ دی - لوگوں نے دریافت کیا تو کہا کہ جب والد صاحب ناراض
ہیں تو میری نماز نہیں ہوتی پھر پڑھنے سے کیا فائدہ - خدام نے حضرت بابا
صاحب سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا اچھا کہہ دو کہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرے -

ارشاد فرمایا - سجدے میں آٹھ اعضا جب تک زمین پر نہ ٹکیں نماز نہیں
ہوتی - مثلاً دونوں پاؤں ، دونوں گھٹنے ، دونوں ہاتھ ، پیشانی و ناک - مگر
قدم بوسی میں کوئی سا اعضا بھی نہیں ٹکتا تو سجدہ کیسے ہوا - نیز حدیث شریف
میں آیا ہے کہ یمن کا وفد جب حضور کی خدمت میں آیا تو انہوں نے قدم بوسی کی

فرمایا انجمن حمایت الاسلام نے وکیل بنائے۔ بیرسٹر اور پلیڈر پیدا کئے مگر شمس العلماء بنانے کا فخر انجمن نعمانیہ ہی کو حاصل ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانے میں ایران، شام مصر وغیرہ ممالک فتح ہوئے۔ ان ملکوں میں انبیاء علیہم السلام کے مقبرے پختہ بنے ہوئے تھے۔ کسی کو شہید نہیں کیا گیا بلکہ حضرت عمرو ابن العاص رضؓ نے جب مصر کو فتح کیا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ یہاں حضرت دانیال علیہ السلام کا مقبرہ بوسیدہ حالت میں ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو اس کی مرمت کرادی جائے۔ آپ نے لکھا کہ ازسرِنو تعمیر کر دیا جائے۔ مگر نجدی نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین کے مقبرے شہید کر دیئے اور آثارِ قدیم کی توہین کر کے اپنی عاقبت خراب کر لی۔ نظام دکن نے لکھا تھا کہ اگر اجازت ہو تو ان مقابر کی ازسرِنو تعمیر کر دی جائے جس پر ایک کروڑ روپیہ لاگت آتی تھی۔ مگر نجدیوں نے انکار کر دیا۔

ماسٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ حضرت بابا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اشعار تو یہ کس طرح سے ہیں۔ حضور نے ذرا توقف کے بعد فرمایا۔

کفر در دل سجدہ بر خاک چہ سود	تن بپوشید را جامہ پاک چہ سود
گوئی کہ گناہ کنم و توبہ میکنم	زہر کہ بجاں رسید تریاق چہ سود

ارشاد فرمایا۔ نواب دوجانہ گذشتہ سال ۱۹۳۹ء داخل سلسلہ عالیہ ہوئے تھے جب کہ ہم لائل پور کی طرف گئے تھے۔ ان کی والدہ صاحبہ نے مدینہ منورہ کے چندے میں چھ ہزار روپیہ ہمارے پاس بھیجے تھے۔

فرمایا کل چندہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار روپیہ ہوا تھا۔ بیس ہزار روپیہ مدینہ پاک

کے یتیم خانوں میں دیئے باقی مساکین و غرباء میں تقسیم کر دیئے۔ فرمایا مدینہ منورہ میں گرانی کا اب بھی وہی حال ہے۔ مزدور کہتا تھا کہ ایک روز کے کھانے کا خرچ پچیس ۲۵ روپیہ ہے چاول چار روپیہ سیر۔ گندم ۱۴ آنے سیر۔ گھی بارہ روپیہ سیر۔ شہد سولہ روپیہ سیر ایک مرغی چھ روپیہ۔ ایک انڈا آٹھ آنے کو آتا ہے۔

۲۶ نومبر ۱۹۵۰ء بوقت شام ۴ بجے اخی محترم سردار احمد خاں ساکن ننگانہ ضلع رہتک کو فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم نے تیرہ سال کی عمر میں ایک حدیث سنی تھی انا عند ظن عبدی بی۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے موافق اس کے نزدیک ہوں۔ فرمایا آج ۹۰ سال کی عمر ہو گئی ہے مجھے ایک رات بھی یہ خیال نہیں آیا کہ صبح کیا کھاتا ہے۔ کیونکہ رزاق مطلق بندے کے گمان کے ساتھ ہے پھر روزی کا کیا فکر ہے۔

فرمایا نو حصہ مخلوق اس جرم میں دوزخ میں جائے گی کہ وہ خداوند کریم کی رزاقی پر ایمان نہیں رکھتی ہے۔ فرمایا جو اب ماں کے پیٹ میں رزق پہنچاتا تھا کیا وہ اب نہیں دے گا۔ دیکھو مجھ جیسے بیکار کو دو وقت کھانا عنایت کرتا ہے اور تم تو مضبوط آدمی ہو۔

ارشاد فرمایا کہ جب ہم پہلی دفعہ نیلگری کے پہاڑ پر گئے تو مسجد کو دیکھا کہ بہت بڑی ہے مگر نمازی صرف دو۔ اور جب وہاں سے واپس آئے تو ڈیڑھ سو نمازی تھے۔ ہر روز حلقہ ذکر ہوتا تھا۔ اور حلقہ کے بعد سب کو چائے پلاتے تھے۔ فرمایا نیلگری پر سبزی بہت قسم کی ہوتی ہے۔ چودہ پندرہ قسم کے آلو ہوتے ہیں۔ فرمایا ساون کے مہینے میں وہاں ہلکی ہلکی پھوار پڑتی ہے۔ اکثر انگریز ان ایام میں وہاں جاتے ہیں اور ننگے بدن پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں اس

ہلکی بارش سے خون صالح پیدا ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ فقیر کا وضو ٹوٹنا اور بادشاہ کے قلعہ کی دیوار گرنی برابر ہے۔ ہمیشہ باوضو رہا کرو۔ اور وضو کر کے سویا کرو۔

فرمایا کہ کابل کی کونسل میں ایک سید پنجابی ڈاڑھی منڈا تھا۔ ایک روز کہنے لگا شاہ صاحب مجھے تنہائی میں کچھ کہنا ہے۔ چنانچہ تخلیہ کرایا گیا تو کہنے لگا شاہ صاحب جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے ہمیشہ باوضو رہتا ہوں اور کوئی نماز حتی کہ تہجد بھی قضا نہیں ہوئی۔ فرمایا میں اس تقوے کو سن کر حیران رہ گیا حالانکہ بظاہر یہ معمولی انگریزی خواں معلوم ہوتا تھا۔ فرمایا کہ اس کے والد بڑے بزرگ تھے یہ انہی کی صحبت کا اثر ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خداوند کریم کی اس لئے عبادت کرتا ہوں کہ وہ باری تعالے حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے۔

حضرت احمد رضا خاں صاحب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مولوی صاحب نہ ہوتے تو دیوبندی سارے ہندوستان کو وہابی بنا لیتے۔

ارشاد فرمایا۔ لاہور میں حضرت بابا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دو مولوی آئے اور عرض کیا کہ آپ مرزا قادیانی کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم تو اس کو جانتے نہیں وہ کون ہے۔ پھر فرمایا وہ کیا کہتا ہے۔ آیا شریعت کے موافق کہتا ہے یا خلاف۔ عرض کیا گیا خلاف کہتا ہے۔ فرمایا پھر تم نہیں جانتے کہ جو شخص شریعت کے خلاف کہتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا حضرت نے ایسا الزامی جواب دیا کہ مولوی صاحبان چپ چاپ اٹھ کر چلے گئے۔ فرمایا اس وقت میں بھی پیر صاحب

کے ہمراہ تھا۔ میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اس کے کوٹھے کو ہاتھ نہ لگانا یعنی مرزا صاحب کی کتابیں نہ پڑھنا۔ ڈاکٹر شمشیر علی صاحب مرحوم بھی اس وقت یعنی دسمبر ۱۹۳۶ء میں حاضر تھے۔ آپ نے ایک وقت کا کھانا چھوٹے صاحبزادے صاحب کے ہمراہ کھالیا فرمایا المسافر کالا عمیٰ ولو کان بصیرا۔ سبحان اللہ حضرت کو اپنے غلاموں کا کس قدر خیال ہے۔ یہ بھی گوارا نہیں کہ ایک وقت بھی کھانے سے غیر حاضر ہوں۔ حالانکہ سب جگہ حضور ہی کا دستر خوان ہے۔

سال ۱۹۳۶ء میں حضرت قبلہ کابل تشریف لے گئے تھے۔ نادر خاں زندہ تھا۔ بڑا اکرام کیا۔ کوئٹہ سے تشریف لے گئے اور قندھار ہوتے ہوئے واپس تشریف لائے۔ حضور نے فرمایا کہ کابل کی عمارات باہر سے معمولی نظر آتی ہیں کیونکہ چاروں طرف کچی مٹی کی دیواریں ہوتی ہیں مگر اندر بڑی عالی شان عمارتیں اور کمرے ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں باہر ٹیپ ٹاپ اندر کچھ نہیں۔ فرمایا کابل میں کتنا ہی بڑا مقدمہ دیوانی ہو تین ساڑھے تین روپیہ کا کاغذ لگتا ہے۔ اور تیسرے روز فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں برسوں مقدمے چلتے ہیں۔ ہائی کورٹ کے ایک جج نے کسی جاٹ کے مقدمہ کی تاریخ پیشی تین سال لگائی۔ جاٹ نے کہا کہ صاحب تو فیصلہ کرے گا یا کوئی دوسرا ہی آ کر فیصلہ سنائے گا۔ جج ہنسا اور ایک سال کم کر دیا۔

توکل کے متعلق ارشاد فرمایا کہ علی پور شریف کے قریب ہی کسی گاؤں میں ایک بزرگ احمد حسین شاہ رہتے تھے۔ اس گاؤں کے ایک جولا ہے نے بیروزگاری سے تنگ آ کر گورداسپور جانے کا ارادہ کیا۔ جب سب سامان گاڑیوں میں لاد لیا تو کہنے لگا کہ میں میاں صاحب کو سلام کر آؤں حضرت کی خدمت میں جب آیا تو آپ نے فرمایا کہ گورداسپور کے خدا کو ہمارا

سلام کہہ دیا۔ جولا ہے نے کہا کہ گورداسپور کا کیا کوئی دوسرا خدا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب سب جگہ ایک ہی خدا ہے تو جو گورداسپور میں دے گا وہ یہاں روزی نہیں دے گا۔ جولاہے کے کان کھل گئے۔ اسی وقت جا کر سامان گاڑیوں سے اتروا لیا اور گورداسپور جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

احسان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ایک سیٹھ تخت مل نامی امرتسر سے تیرتھ کرنے جا رہا تھا۔ اثنائے سفر میں اس نے ایک گاؤں میں قیام کیا۔ اس کے بیوی بچے بھی ساتھ تھے۔ اس گاؤں کی ایک کمہاری مٹی کے کونڈے میں کچھ آٹا اور گڑ ایک گاڑھے کے رومال سے ڈھک کر سیٹھانی کے پاس ہدیہ لائی۔ اس نے ان چیزوں کو حقارت اور نفرت سے دیکھ کر کہا یہ ہمارے کس کام کی ہیں۔ کمہاری نے کہا یہ تو میں جانتی ہوں کہ یہ چیزیں آپ کے نزدیک نہایت حقیر ہیں۔ لیکن آپ لوگ ہمارے گاؤں میں مہمان ہیں۔ میں یہ اپنی حیثیت کے مطابق ہدیہ لائی ہوں۔ فرمایا تخت مل یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ جو کچھ لائی ہے لے لو۔ اور کمہار کو بلا کر کہا کہ میاں جی جب تم امرتسر آؤ تو ہم سے ضرور ملنا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ کمہار اپنے گدھوں پہ اناج لے کر امرتسر گیا۔ اور تخت مل کا مکان دریافت کیا۔ وہ ایک بڑی کوٹھی میں رہتا تھا۔ باہر دربان کھڑا تھا۔ اس نے دربان سے کہا کہ تخت مل کو کہو کہ فلاں گاؤں کا کمہار ملنا چاہتا ہے۔ تخت مل نے اس کو اندر بلا کر بڑی خاطر کی اور کچھ روپیہ دے کر کہا کہ تم یہاں سے اناج لے جا کر ہوشیارپور بیچا کرو۔ چنانچہ میاں نے اناج کی تجارت شروع کر دی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں مالدار ہو گیا۔ تخت مل جب مرنے لگا تو اس نے میاں کو بلا کر اس کی طرف جتنے روپے تھے معاف کر دیئے اور کہا کہ میاں تمہارا

وہ احسان مجھے یاد ہے۔

ارشاد فرمایا نادر خاں بادشاہ کابل نہایت سیدھے سادے لباس میں رہتا ہے۔ کوئی پچاس سال کے قریب عمر ہوگی۔ ایک دفعہ جمعہ میں ایک خاکی سی ٹوپی پہن کر آیا۔ دوسرے جمعہ کو جو ٹوپی ہم نے دی تھی وہ پہن کر آیا۔ فرمایا ہم نے ایک قرآن شریف جو تین سو سال سے زائد کا قلمی تھا اور ایک ہیرے کی انگوٹھی اور ایک بردے یمانی پیش کی۔ بردے یمانی کو دیکھ کر بادشاہ کھڑا ہو گیا۔ نادر خاں کہنے لگا کہ شاہ صاحب آپ ہر سال تشریف لایا کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ اب ہماری آخیر عمر ہے۔ کہنے لگا خداوند کریم آپ کی عمر دراز کرے۔ آمین

فرمایا غزنی میں حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ہم دو مرتبہ گئے۔ وہاں عجیب کیفیت ہے۔ اور محمود بادشاہ کے پیر کا مقبرہ بھی دیکھا

وفات حسرت آیات

۳۰ اگست ۱۹۵۱ء مطابق ۲۶ ذیقعد ۱۳۷۰ھ جمعرات و جمعہ کی درمیانی شب رات کو ۱۰ بجے کے قریب وہ آفتاب ولایت قطب الاقطاب قیوم زمان اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ علی پور شریف میں دوسرے روز بیس ہزار کے مجمع نے نماز جنازہ ادا کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہزاروں تار و خطوط تعزیت نامہ صاحبزادگان کی خدمت میں آتے رہے۔ گورنر پنجاب نے خاص تعزیت نامہ اپنے دستخطوں سے ارسال کیا۔ تیسرے روز آپ کے بڑے صاحبزادے محمد حسین شاہ صاحب کو سجادہ نشین مقرر کیا گیا۔

ایک خاص مکتوب شریف

حضرت قبلہ عالم امیر ملت سیدنا پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپریل ۱۹۳۳ء میں ایک مکتوب گرامی مدینہ منورہ سے بنام سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار ریاست ارسال فرمایا تھا۔ یہ تاریخی مکتوب گرامی معرکۃ الآرا مضامین کا حامل ہے۔ لہٰذا اس کو سوانح عمری کا ایک جزو تصور کرتے ہوئے اس کو آپ کے حالات میں شامل کیا جانا ضروری ہے۔ وہو ہذا

مجمع مکارم اخلاق مخلصم حبیب صاحب زاد محبتکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت۔ فقیر کو بروز روانگی لاہور اپنے یاران طریقت سے آخری ملاقات نہ ہونے کا جو صدمہ پہنچا وہ احاطہ تحریر و تقریر سے خارج ہے۔ ع

داغ حسرت قبر تک دل میں کھٹکتا جائے گا

اس روز وجہ یہ ہوئی کہ فقیر ایک قریب المرگ بیمار کو اس کے عرض کرنے پر میو ہسپتال میں دیکھنے چلا گیا تھا۔ جب اسٹیشن پہنچے تو موٹر ڈرائیور نے کہا گاڑی چلنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں۔ ادھر ایک شخص نے کہا کہ میاں میر جاؤ گاڑی چلی گئی ہے۔ پھر دوسری آواز آئی کہ گاڑی ٹھہر گئی۔ واپس لوٹے تو گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ ہم نے پھر میاں میر کا قصد کیا۔ میاں میر پہنچ کر ہم گاڑی کا دس منٹ تک انتظار کرتے رہے۔ مرضی مولا از ہمہ اولا چنانچہ گاڑی پہنچے پر چند خوش نصیب یار اس میں موجود تھے جن سے آخری ملاقات ہو گئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ کیمبل پور، کوہاٹ، راولپنڈی، پشاور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، علی پور کے جو یاران طریقت محض ملاقات کی خاطر لاہور

اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے اور جن کی تعداد ہزاروں تک سنی گئی ہے اُن سے
ملاقات نہ ہونے کا صدمہ اب تک میرے دل میں ہے۔ ؎

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

؎ حدیثِ حسن یوسف راچہ دانند اخوانش را
زلیخا را بپرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد

ہندوستان چھوٹ گیا مگر اپنے یاروں کی محبت اب تک میرے دل
سے نہیں گئی۔ بقول استاذی حضرت مولانا مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری
رحمۃ اللہ علیہ ؎

کعبہ بھی گئے پر نہ گیا عشق بتوں کا
زمزم بھی پیا پر نہ بجھی پیاس جگر کی

؎ اب تو جاتے ہیں میکدہ کو امیر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

چونکہ ہمارا حقیقی وطن اور میکدہ مدینہ منورہ ہے۔ جہاں سے ہمارے
بزرگ ہجرت کر کے ہندوستان کو تشریف لے گئے۔ حب الوطن من الایمان
حدیث شریف ہے۔ ع یا خدا اگر یہاں جانے کی پھر ہمت نہ دے
اپنے یارانِ طریقت کی محبت و کشش فقیر کے دل میں نہ ہوتی تو فقیر کبھی ہندوستان
کی طرف منہ نہ کرتا۔ باقی رہا میرا اصل فرض یعنی خدمتِ خلق تو خلقِ خدا تو
یہاں بھی موجود ہے۔ فقیر آپ کو اور یارانِ طریقت کو مژدہ سناتا ہے کہ
اگر خداوند تعالے کو منظور ہوا تو انشاء اللہ حج و زیارت کے بعد بہت جلدی
تلافی مافات کر کے اپنے یاروں سے مل کر اپنے دل کو اور ان کے دل کو

ٹھنڈا کروں گا۔ وہ اطمینان رکھیں ہرگز ہرگز نہ گھبرائیں یار زندہ صحبت باقی۔ تا زندہ ام۔ در بندہ ام مشہور مقولہ ہے۔ فقیر لاہور سے چل کر کراچی پہنچا۔ جہاز میں سوار ہوتے ہی بیمار ہو گیا۔ بخار و زکام رہا بیمار رہو گیا۔ آٹھ یوم کے بعد جدہ شریف پہنچے۔ وہاں سے پونے دو روز میں مدینہ منورہ پہنچے۔ سے

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید

سے
کہ جو جاناں میں جانا ہو گیا
مرنے جینے کا ٹھکانا ہو گیا

مدینہ منورہ کے دربار اقدس کی حاضری ہر ایک مومن پر واجب ہے مدینہ منورہ کی تعریف میں قلم و زبان عاجز ہے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور تمام صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ جس زمین اقدس پر حضور تشریف فرما ہیں اس کا مرتبہ تمام روئے زمین۔ خانہ کعبہ شریف۔ بیت المقدس بلکہ عرش اعلیٰ سے افضل ہے۔ سچ ہے سے

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

سے
نہ دیکھا ہو زمیں پر جس نے فردوس
وہ آکر دیکھ لے کوچے محمد

سے
تیری گلی کو چھوڑ کر باغ جناں کو جائے کون
نقد ملے جو مدعا وعدے پہ جی لگائے کون

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مدینہ منورہ میں ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو نزول فرما کر ہمیشہ ذات پاک پر درود شریف پڑھتے

رہتے ہیں۔ یہ وہی مدینہ منورہ ہے جس میں حضورؐ تشریف فرما ہوئے ؎

یا خدا آکر یہاں جانے کی پھر ہمت نہ دے

ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

نہ دیکھا روضۂ اقدس کو جا کے
تو ہم نے کیا کیا دُنیا پہ آ کے

اس جمعہ کے دن خوش نصیب حضرت شیخ سنوسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں انتقال فرمایا۔ فقیر کو بھی ان کے تابوت شریف کو کندھا دینے اور جنازہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کل معلوم ہوا کہ محبی و مخلصی شیخ چھیپانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ بمبئی کا جنازہ گذشتہ سال اسی مسجد میں خود حضرت سنوسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا تھا۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خدا تعالیٰ فقیر کو بھی اس جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ ع اپنے کہاں نصیب کہ ایسے نصیب ہوں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں ایک نماز ایک حج کا حکم رکھتی ہے۔ مدینہ منورہ کی رہائش ہر روز روزِ عید ہر شب شب برات ہے۔ حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مدینے میں آکر ہم نے وہ آرام پایا ہے
جو پریوں نے سُلایا ہے تو حوروں نے جگایا ہے

مدینہ منورہ میں ان شاء اللہ بیس روز قیام کے بعد مکہ شریف پہنچ کر فریضہ حج ادا کروں گا۔ خدا تعالیٰ نصیب کرے آمین ثم آمین۔ بعد ازاں وہاں سے

فراغت کے بعد کراچی پہنچکر آپ کو تار دوں گا۔

اب فیقر حج کے معنی بیان کرتا ہے - حج خدا تعالیٰ نے ساری عمر میں ایک مرتبہ مالداروں پر فرض کیا ہے۔ فرمایا ایک مرتبہ فیقر کے ہمراہ غزنی کے حضرت نور احمد صاحب نقشبندی تھے جن کا چالیسواں حج تھا۔ اور حیدر آباد کے بزرگ مولوی عباس صاحب تھے جن کا پنتیالیسواں ۴۵ حج تھا۔ پنجاب میں آجکل لندن کے حاجی بہت ملیں گے۔ بقول شائق لاہوری ؎

حج کعبہ ہوا ہے اب موقوف

حج لندن ہوا ہے اب جاری

خدا تعالےٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے اور حج کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

حقیقت حج یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں مجرم کی توبہ کے واسطے دو سزائیں مقرر تھیں۔ قتل نفس یا جلا وطنی۔ مجرموں سے دریافت کرتے تھے کہ قتل منظور ہے یا جلا وطنی تو وہ قتل کو جلا وطنی پر ترجیح دیتے تھے۔ کہتے تھے قتل سہل ہے اور جلا وطنی مشکل۔ چونکہ قتل میں ایک منٹ میں جان نکل جاتی ہے اور جلا وطنی میں تمام عمر کی مصیبت۔ ہم اُدھر روتے ہوئے مر جائیں گے اور ہمارے متعلقین و خویش واقارب ادھر روتے ہوئے مر جائیں گے۔ اس امت میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے صرف زبان سے توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ان کی توبہ قتل یا جلا وطنی سے ہوتی تھی۔ یہاں صرف زبان ہلانا کافی سمجھا گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ ملک الموت آئے گا اور تمہاری جان نکال کر لے جائے گا۔ جبرًا وقہرًا تم گھر بار خویش واقارب سب کو چھوڑ دو گے۔ ہم یہ دیکھنا چاہتے

ہیں کہ اپنے ارادے وخواہش سے بھی ان تعلقات کو چھوڑتے ہو یا نہیں اور جلاوطنی اختیار کرتے ہو کہ نہیں۔ جس نے دنیاوی تعلقات اور گھر بار کو چھوڑ کر جلاوطنی اختیار کی ہے وہی حاجی ہے۔ جو شخص گھر سے باہر نکلے اور اللہ یا اس کے رسول کی طرف جائے وہ اسی وقت سے حاجی ہے۔ حقیقتاً تمام دنیا تعلقات کے جال میں پھنسی ہوئی ہے۔ اور کوئی بڑا ہی شہ زور ہو جو اس جال کو توڑ کر باہر نکل جائے یا کسی دوسرے بندۂ خدا کی ہمت و مدد سے وہ جال ٹوٹے اور خود باہر نکل آئے۔ ورنہ تمام مخلوقات اسی جال میں پھنسی ہوئی ہے اور قبر میں چلی جائے گی۔

درحقیقت ان دنیوی تعلقات کو چھوڑ کر باہر نکلنے کا نام حج ہے۔ جتنی عبادتیں ہیں ان میں جان یا مال کا خرچ ہوتا ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں جان و مال دونوں کا خرچ ہوتا ہے۔ چنانچہ روزہ میں جان کو تکلیف ہوتی ہے۔ زکوٰۃ دینے سے مال خرچ ہوتا ہے۔ مگر حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں جان و مال دونوں کا برابر خرچ ہوتا ہے۔ اور دونوں چیزیں انسان کو عزیز ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کی بخشش کے واسطے تین سو ساٹھ دن میں سے ایک دن یعنی ۹ تاریخ ذی الحجہ کو منتخب کر کے ساری دنیا کے مسلمانوں کو ایک جگہ عرفات شریف میں جمع ہونے کا حکم دیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عرفات کے میدان میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت اماں حوا علیہا السلام کی مدت کے بعد ملاقات ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت کے واسطے خدا تعالےٰ نے اسی مقدس زمین کو منتخب کر کے حکم دیا کہ قیامت تک حضرت علیہ السلام کی اولاد اس زمین پہ ۹ تاریخ ذی الحجہ کو جمع ہو جاوے۔ اس روز ہم ان کے تمام گناہ معاف کر دیں گے۔ دنیاوی

بادشاہوں کے دربار سے معززین کو خطاب یا لقب دیئے جاتے ہیں مثلاً خاں صاحب۔ خان بہادر۔ سر یا سی۔ آئی۔ ای وغیرہ۔ حاجی کا خطاب اللہ تعالےٰ نے اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کے واسطے عطا فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک اس خدائی خطاب کے مقابلے میں وہ دنیاوی خطاب کیا وقعت رکھتے ہیں۔

سفر حج درحقیقت بغور دیکھا جائے تو سفر آخرت ہے۔ دنیوی تعلقات کو مرنے کے بعد جبراً وقہراً چھوڑ دے گا اور ان تعلقات کو جیتی جان چھوڑنے کا نام حج ہے۔

ایک دفعہ لاہور میں حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ دہلی سے چل کر ایک ہندو فریادی پنڈت روتا ہوا پاپیادہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا مکان وزیر نے اپنے محل میں شامل کر لیا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی میری داد فریاد نہیں سنی جاتی ہے آپ مہربانی فرما کر میرا مکان مجھ کو دلادیں۔ وزیر کا نام محرم خاں تھا۔ حضرت صاحب نے ایک ٹھیکری پر کوئلہ سے اس کو یہ شعر لکھ کر دیا۔ ؎

محرما محرما توسن اساڈی سدھ

تے تو جو کچھ مر کے چھڈنا سو جیوندے ہی چھڈ

یعنی اے محرم خان تو نے جو کچھ مرنے کے بعد چھوڑنا ہے سو جیتی جان چھوڑ دے۔ اسی جیتی جان چھوڑنے کا نام حج ہے۔ وہ پنڈت دستی رقعہ لے کر دہلی پہنچا وزیر کو دکھایا وہ شعر پڑھتے ہی وزیر ایسا بے چین ہوا کہ اس نے محلات میں جا کر بیگمات کو کہا کہ جتنا مال و اسباب اٹھانا چاہتی ہو اٹھا لو تم سب کو طلاق ہے۔ اس کے بعد لوگوں کو بلا کر حکم دیا کہ میرا سارا مال و اسباب

لوٹ کرلے جاؤ۔ جب محل خالی ہوا تو اس پنڈت کو کہا کہ یہ تیری ملکیت ہے اور محرم خاں نے پاپیادہ دہلی سے چل کر لاہور پہنچکر تمام عمر حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بسر کی۔

خانہ کعبہ میں ایک نیکی سے ایک لاکھ نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں اور مدینہ منورہ میں پچاس ہزار لکھی جاتی ہیں۔

حج کی فضیلت یہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے حج کرلیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا گویا ماں کے پیٹ سے آج پیدا ہوا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ حاجی کو خدا تعالیٰ قیامت کے دن حج کے انعام میں جنت بخشیں گے۔

حاجی درحقیقت خدا کا مہمان ہوتا ہے۔ جب تک کہ اس سفر سے واپس اپنے گھر میں نہ پہنچ جاوے حاجی کا کھانا۔ پینا۔ سونا۔ رفتار۔ گفتار سب عبادت ہے۔ اور ان سب کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے حاجی جب تک سفر کی تکالیف کو لاکھوں آرام سے بہتر نہ سمجھے تب تک اس کا حج ہی کیا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ جب دنیا میں کوئی شخص اپنے مہمان کو تکلیف نہیں دیتا تو خدا تعالیٰ اپنے مہمان کو کیوں تکلیف دیں گے۔ کسی کو کوئی تکلیف بھی ہو تو وہ تکلیف ہم کو گناہوں سے پاک کرنے کے واسطے ہوتی ہے۔ جیسا کہ کشتہ بنانے والے ایک دھات کو بار بار بھٹی پر چڑھا کر آنچ دیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالےٰ بھی ہم کو گناہوں سے پاک کرنے کے واسطے سفر کی تکالیف دیتے ہیں۔ اور مشہور مقولہ ہے کہ الثواب بقدر المشقت۔

بندہ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ حج کی قدر ان لوگوں سے پوچھنی چاہیئے جو یارقند۔ چین۔ کاشغر۔ بخارا سے پاپیادہ چل کر ایک ایک سال میں

کعبہ شریف میں پہنچتے ہیں۔ حاجی ترنگ زئی صاحب دام اللہ فیوضہم کے ایک مخلص عالم مرید نے کابل میں فرمایا کہ حاجی صاحب نے سات حج پا پیادہ پشاور سے چل کر مکہ شریف تک کئے ہیں۔ یہ بات زبان سے کہنا سہل ہے مگر اس پر عمل کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ یہ سعادت ہر ایک شخص کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ فقیر کی تو یہ دعا ہے خداوند کریم فقیر کے تمام یاران طریقت کو اپنی اور اپنے حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب فرمائے آمین اور ان سب کو محبت اور ایمان کے ساتھ بامراد دنیا سے اٹھائے۔

ے
اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

ے
کہتے ہیں زندگی جو پائیں گے
اب نہیں اگلے سال جائیں گے
جی نہیں چاہتا نکلنے کو
ورنہ مانع ہے کون چلنے کو
جانے والے چلے ہی جاتے ہیں
کب کسی کا دھیان لاتے ہیں

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از مدینہ منورہ
۱۹ ذیقعد ۱۳۵۱ھ

فہرست خلفاء کرام

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کرام کابل سے لے کر بنگلور میسور دکن تک پھیلے ہوئے ہیں۔ کتاب کی ضخامت کے بڑھ جانے کے خوف سے صرف اسماء پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ان کے حالات انشاء اللہ کسی اور کتاب میں لکھے جائیں گے۔

صاحبزادگان اور نبیرگان کے علاوہ بڑے بڑے خلفاء کرام کے اسماء مبارک حسب ذیل ہیں۔ اگر بعض حضرات کے نام عدم واقفیت کی وجہ سے رہ گئے ہوں تو براہ مہربانی معاف فرمائیں۔

۱۔ حضرت قبلہ مولانا محمد حسین صاحب بی۔ اے فقصور گیؒ۔ مدفون کرنال شریف انڈیا۔

۲۔ حضرت حافظ ظفر علی خاں صاحب ایف۔ اے پسروری۔

۳۔ حضرت مولانا محبوب احمد صاحبؒ عرف خیر شاہ امرتسری۔

۴۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ بیکانیری۔

۵۔ حضرت مولانا غلام احمد صاحبؒ اخگر امرتسری۔

۶۔ حضرت مولانا غلام محی الدین صاحبؒ کشمیری۔

۷۔ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحبؒ الہ آبادی۔

۸۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ یاغستانی۔

۹۔ حضرت مولانا میر محمد صاحبؒ میسوری۔

۱۰۔ حضرت سید عبداللطیف صاحبؒ کابلی۔

۱۱۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ حسین صاحبؒ بنگلوری۔

۱۲۔ حضرت مولانا غلام محمد صاحبؒ رنگ پٹنی دکن۔

۱۳۔ حضرت مولانا سید میر یحییٰ صاحبؒ بنگلوری۔

۱۴۔ حضرت سید محمد شفیع صاحب گورداسپوری۔

۱۵۔ حضرت خواجہ احمد شاہ صاحب امرتسری۔

۱۶۔ حضرت پیر حیات محمد صاحبؒ سیالکوٹی۔

۱۷۔ حضرت کریم بخش صاحبؒ بی۔اے پسروری۔

۱۸۔ حضرت محمد ایوب صاحبؒ مردانی۔

۱۹۔ حضرت مولانا امام الدین صاحبؒ رائے پوری۔

۲۰۔ حضرت پیر ولایت شاہ صاحب گجراتی۔

۲۱۔ حضرت ڈاکٹر اللہ دتا صاحب کنجاہی۔

۲۲۔ حضرت مولانا قطب الدین صاحبؒ جھنگی۔

۲۳۔ حضرت مولانا ماسٹر کرم الٰہی صاحبؒ بی۔اے۔ایل ایل بی سیالکوٹی۔

۲۴۔ حضرت مولانا قاضی حفیظ الدین صاحب بھائی جی رحمۃ اللہ علیہ رہتکی۔

۲۵۔ حضرت مولانا مولوی عبدالمجید صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ جھجری۔

۲۶۔ الحاج حضرت نصیب خاں صاحب نعت خوان رہتکی۔

۲۷۔ حضرت قبلہ مولانا مولوی حامد حسین صاحب فریدی مدظلہ تعالیٰ ایم۔اے قادری۔

۲۸۔ حضرت مولانا عابد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایم۔اے پروفیسر آگرہ۔

۲۹۔ حضرت مولانا محمد خوب صاحب احمد آبادی۔

۳۰۔ حضرت بخشی مصطفےٰ علی خاں صاحب بنگلوری۔ مہاجر مدنی متوطن مدینہ منورہ۔

۳۱۔ حضرت سید محمود شاہ صاحب کشمیری۔

۳۲- حضرت حافظ سلطان احمد صاحبؒ پشاوری -

۳۳- حضرت حافظ علی احمد جان صاحبؒ پشاوری -

۳۴- حضرت سید محمود شاہ صاحبؒ ہزاروی -

۳۵- حضرت سید عبد القاضی صاحبؒ ہزاروی -

۳۶- حضرت مولانا سعید احمد صاحبؒ کوہاٹی -

۳۷- حضرت اکبر خان صاحبؒ کوہاٹی -

۳۸- حضرت محبوب عالم صاحبؒ بجنوری (انڈیا)

۳۹- حضرت الحاج حافظ نور احمد صاحبؒ مدظلہ العالی قصوری -

۴۰- حضرت سید ولی محمد شاہ آبادی - متوطن ملتان -

۴۱- حضرت مولانا محمد عظیم صاحبؒ گکھڑی -

۴۲- حضرت صوفی ماسٹر مولانا محمد عظیم صاحب بی-اے فیروز پوری -

۴۳- حضرت مولانا محمد عالم صاحبؒ جھوال -

۴۴- مولانا محمد امین صاحبؒ الہ آباد

باب سوم

مختصر حالات حضرت قدوۃ السالکین عمدۃ الواصلین مرشدنا ومولانا حاجی الحرمین الشریفین حضرت قبلہ محمد حسین صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ مجاز قبلہ عالم امیر ملت سرکار علی پوری رحمتہ اللہ علیہ قدس سرہٗ العزیز

آپ کا مولد ومسکن قصور شریف ضلع لاہور ہے۔ آپ کے اجداد موضع مرالی نواح قصور سے آکر یہاں آباد ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے خاندان کو مرالی خواجگان کہتے ہیں۔ آپ کے جد امجد میاں نور محمد صاحب مرالی تجارت کیا کرتے تھے۔ اور آپ ہی اس خاندان کے پہلے بزرگ ہیں۔ جو قصور آکر آباد ہوئے۔ آپ نے یہاں کوچہ جھگیاں میں رہائش اختیار فرمائی۔ آپ کے صاحب زادے میاں احمدین صاحب بھی تجارت کرتے تھے۔ جو ہمارے حضرت کے دادا ہیں۔ حضرت کے مورث اعلےٰ میاں نور محمد صاحب بڑے زاہد عابد اور متقی، پرہیز گار تھے۔ آپ نے کوچہ جھگیاں والے میں ایک مسجد تعمیر کرائی تھی۔ جس میں ہمیشہ یاد خدا میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کے خدام زیادہ تر چمڑہ رنگنے والے تھے۔ جو ہمیشہ خدمت میں مشغول رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ضعیفی میں کندھوں پر اٹھا کر مسجد میں لے جاتے۔ جہاں آپ باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ وعظ ونصیحت اور تلقین دین میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔ آپ ہی کی وجہ سے آپ کا خاندان مقدس مانا جاتا ہے۔

بچپن کے حالات و تعلیم

حضرت کے والد بزرگوار مولانا غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ امرتسر ہائی سکول میں فارسی مدرس تھے۔ ۱۱؍اکتوبر ۱۸۶۹ء کو بوقت عشا آپ کے فرزند ارجمند پیدا ہوا۔ اور محمد حسین نام رکھا گیا۔ چھ سال کی عمر میں آپ کی تعلیم شروع ہوئی۔ اور آپ کے والد صاحب رح اپنے ہمراہ امرتسر لے گئے۔

وہاں دینی و دنیوی علوم بڑی توجہ اور کوشش سے تعلیم فرماتے رہیے۔ چھ ماہ میں آپ نے قرآن شریف ختم کیا۔ پھر عربی فارسی مروجہ علوم شروع کیے اور ساتھ ہی انگریزی مدرس کی تعلیم بھی جاری رہی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں مشرقی علوم سے فارغ ہو کر ایف۔اے کے امتحان میں شریک ہوئے کہ اچانک ۱۸۸۸ء میں بعمر ۴۰ سال آپ کے والد ماجد نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اس وقت حضرت کو جو صدمہ ہوا۔ اس کی مثال بہت کم ملے گی۔ مگر والد مرحوم و مغفور کی اخلاقی و دینی تعلیم اور قدرتی صبر و رضا کے ملکہ نے حضرت کی دستگیری فرمائی۔ اور ایف۔اے کے بعد بی۔اے میں داخل ہو گئے۔ گو تعلیمی اخراجات کے علاوہ جدّ امجد اور والدہ صاحبہ اور ایک چھوٹی ہمشیرہ کی کفالت بھی حضرت کے ذمہ تھی۔ مگر آپ کی اولوالعزمی علیٰ حوصلگی غالب آئی۔ اور اپنی تعلیم کو برابر جاری رکھا۔ سال ۱۸۹۰ء میں آپ بی۔اے کے آخری پرچہ کا امتحان دے کر فارغ ہوئے تھے۔ کہ شہباز طریقت اعلیٰحضرت امیر ملت قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ علی پوری۔ چورہ شریف سے قطب زماں بابا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت اور خلافت کے بعد سیدھے لاہور تشریف لائے۔ اور کالج کے بورڈنگ ہاؤس میں آپ سے ملاقات ہوئی۔ اور

پہلی ہی نظر میں آپ کو گرویدہ بنا لیا۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل فرما لیا۔ چونکہ قدرتی حق شناس۔ حق بیں اور تہذیب اخلاق کا مجسمہ تھے۔ اسلئے پیر طریقت کی ایک ہی نگاہ نے وہ کام کیا۔ جو دوسروں کو برسوں میں نصیب ہوتا ہے۔ اور قدرت الٰہی سے پیر بھی ایسے میسر آئے جو قطب زماں۔ امام وقت۔ سیّد۔ حافظ۔ عالم۔ حاجی۔ محدث ہمہ صفت موصوف تھے۔ اور آپ بھی ایسے گرویدہ و فریفتہ ہوئے کہ تعلیم و تعلّم سب کام چھوڑ کر مرشد کی خدمت میں اکثر اوقات حاضر رہنے لگے۔ اور ایسے مقبول و محبوب اور برگزیدہ ہوئے کہ شاید ہی حضرت قبلہ عالم کے مریدوں اور خلفاء میں کسی کو یہ شرف حاصل ہوا ہو۔ بلکہ ایک دفعہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ میں حضرت قبلہ عالم امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اگر خداوند کریم مجھ سے پوچھے گا۔ کہ جماعت علی ہمارے دربار میں کیا لایا ہے۔ تو میں محمد حسین کو پیش کر کے عرض کروں گا۔ کہ مولا کریم میں تیرے ایک بندے محمد حسین کو تیرا بندہ بنا کر لایا ہوں۔

ملازمت:۔ جب آپ کو اطمینان و سکونِ قلب حاصل ہو گیا تو پیر صاحب کی اجازت سے محکمہ تعلیم میں ملازمت فرمائی تاکہ ظاہری و باطنی ہر دو پہلو سے خلق خدا کی تعلیم ہوتی رہے۔ اوّل آپ ڈیرہ غازی خاں ہائی سکول میں سیکنڈ ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے پھر قصور شریف تبادلہ ہو گیا۔ اسی اثنا میں آپ کی شادی خانہ آبادی بھی ہو گئی۔ اور ۱۲ نومبر ۱۸۹۶ء میں پہلا بچہ پیدا ہوا۔ مگر بچپن ہی میں رحلت فرما گیا۔

خلافت و اجازت:۔ قصور شریف کی ملازمت کے زمانے میں کثرت سے علی پور شریف حاضر ہوتے تھے۔ اور اکثر حضرت قبلہ عالم بھی آپ کو ہمراہ لے کر دیہات میں تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ انہی ایام میں حضرت بابا

فقیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے چورہ شریف کے جلسے کے موقع پر حضرت مولانا صاحب کی دستار بندی فرما کر اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور سلسلہ عالیہ کی اشاعت مزید روز افزوں ترقی پذیر ہوئی۔

رہتک میں آمد ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو جبکہ قبلہ مولانا صاحب ج مدرس تھے۔ ثقل سماعت کی وجہ سے محکمہ تعلیم سے سبکدوش ہو گئے تو علی پور شریف حضرت امیر ملتؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا مولوی صاحب اب تو آپ بر سر کار نہیں رہے۔ آپ نے برجستہ عرض کیا گو بندہ بر سر کار نہیں ہے۔ لیکن بردر سرکار تو حاضر ہے۔ کچھ دنوں کے بعد حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ شیخ طریقت حضرت حافظ انور علی صاحب کی خدمت میں رہتک چلے جاؤ۔ اور آنجناب کے پاس رہ کر طریقت کی خدمت کرو۔ آپ بامتثال امر شیخ بزرگ رہتک تشریف لے آئے۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جبکہ رہتک اور اس علاقہ کی پیاسی روحیں مورد الطاف و رحمت الٰہی ہو رہی تھیں۔ اور شب تاریک میں بندگان خدا ماہتاب۔ جہاں تاب کی ٹھنڈی ضیاباری کا انتظار کر رہے تھے۔ اور واقعی حضرت کے تصرف سے ایسے ایسے مردان خدا کا ظہور ہوا جن کے ذکر و فکر سے ایک جہاں روشن ہو گیا۔ مردوں میں ہی نہیں بلکہ مستورات اور بچہ بچہ تک تہجد گزار اور شب بیدار ہو گئے۔

رہتک میں مستقل قیام و ملازمت

شیخ طریقت حضرت حافظ انور علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان دنوں طریقت کی اشاعت کیلئے اردو انگریزی میں تصوف کی کتابیں تحریر فرما رہے تھے۔ اور انجمن خدام الصوفیہ کا ماہوار رسالہ "انوار الصوفیہ" جناب ہی کی تحریک سے جاری

کیا گیا تھا۔ جو تا حال جاری ہے۔ حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے ظاہر میں تو آں جناب ممدوح کی امداد کیلئے مولانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو رہتک جانے کا حکم فرمایا تھا۔ مگر دنیا کو بعد میں معلوم ہوا کہ حضور کا منشاء و مطلب اسکے علاوہ ایک اور کارِ عظیم تھا۔ کیونکہ ہریانہ کے علاقہ میں جو بزرگ دینِ اسلام کی خدمت کر گئے تھے۔ ان کے جانشینوں میں اب وہ روحانی جذبہ نہیں رہا تھا۔ اور پیری مریدی ان کی وجہ سے محض ایک رسم و رواج بن کر رہ گئی تھی۔ مہم شریف میں شاہ محمود رمضان صاحب رحمتہ اللہ علیہ۔ ساڈھورہ شریف ضلع انبالہ میں شاہ غلام قمیص صاحب رح وغیرہ پیران عظام کی گدیاں برائے نام رہ گئیں۔ اور بد عقیدہ لوگ ان کی کمزوریوں کو دیکھ کر پاؤں پھیلانے لگے تھے۔ دوجانہ ریاست کے حضرت شاہ حفیظ الرحمٰن صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور دہلی کے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رح رحمتہ اللہ علیہ بھی وصال فرما چکے تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ کوئی ایسا زبردست و برگزیدہ بزرگ ہو جو لوگوں کو مقناطیس کی طرح کھینچ لے۔ چنانچہ حضرت قبلہ مولانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی آمد سے یہ کمی خاطر خواہ پوری ہو گئی۔ اور آپ ہی کی وجہ سے حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ بھی کثرت سے اسی علاقہ میں تشریف لاتے رہے۔ رہتک میں تشریف لاکر حضرت کو چند روز ہی ہوئے تھے۔ کہ یہاں ڈسٹرکٹ جج شاہزادہ والا گوہر۔ جو بڑے مردم شناس اور منصف افسر تھے ان کی عدالت میں ایک جدید آسامی کلرک آف دی کورٹ کی منظوری ہوئی۔ جس کیلئے اکثر گریجوایٹ حضرات کی درخواستیں تھیں۔ اور ان میں سے کسی ایک کو منتخب کرنا تھا۔ اس لئے تجویز ہوا کہ مقابلہ کا امتحان لیا جائے۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا صاحب کو حافظ صاحب نے مشورہ دیا۔ کہ آپ بھی اس امتحان میں شریک ہو جائیں۔ چنانچہ اپنے مہربان میزبان کے مشورہ سے آپ

بھی امتحان میں شریک ہو گئے۔ اور بفضلہ تعالےٰ سب سے زیادہ نمبر حاصل کر کے ماہوار ۸۵ روپے پر ملازم ہو گئے جو اُس زمانے میں ایک بڑی تنخواہ سمجھی جاتی تھی۔ یہ ۱۱ر جولائی ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے۔ اور آپ متواتر تیرہ سال تک اس دفتر میں کام کرتے رہے۔ اتوار و دیگر تعطیلات میں علاقہ کا دورہ فرماتے جمعہ کو شاہ ولایت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں حلقہ ذکر ہوتا۔ جس میں مجمع کثیر شریک ہو کر فیض یاب ہوتا۔ عوام کے علاوہ بہت سے افسر، عہدیدار اور انگریزی خواں حضرات بھی داخل سلسلہ عالیہ ہوتے رہتے۔ چنانچہ اسسٹنٹ کلکٹر راجہ گلاب خاں پلیڈر عبدالرحمن صاحب۔ سشیشن جج شیخ لنیرالدین صاحب سشیشن جج مرزا عبدالرب صاحب وغیرہ مستفیض ہوئے۔ عبدالرب صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب جب دہلی تشریف لاتے تو مجھے پہلے مطلع کرتے اور حضرت مولانا صاحب حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے۔ ایک دفعہ جب مزار شریف سے باہر تشریف لائے تو فرمایا حضرت خواجہ صاحب آپ کو لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ فرمایا گو شادی کو کئی ماہ گزر گئے تھے۔ ہمکو کوئی اطلاع نہیں تھی۔ اب جو اہلیہ سے معلوم کیا تو واقعی تین چار ماہ کا حمل تھا۔ راجہ گلاب خاں صاحب آجکل قصور میں مقیم ہیں۔ جب ملاقات کرو تو حضرت کے ذکر خیر سے رطب اللسان دیکھو گے۔ آپ نے فرمایا ہم نے فتح خاں صاحب نون سے حضرت کی زیارت کیلئے کہا تو کہنے لگے بھائی میں مرید تو ہوتا نہیں ہم نے کہا کہ زیارت تو کر لو۔ اندر سے جب باہر آئے تو گریہ جاری تھا۔ اور ایسے گردیدہ ہوئے کہ ساری عمر غلامی پر فخر کرتے رہے۔

اپنے پیر صاحب سے غلبۂ محبت:۔ حضرت مولانا صاحب کو اپنے پیر صاحب سے محبت کیا۔ عشق تھا۔ ہر وقت ہر شئے کو انہی سے نسبت

فرماتے تھے۔

حضرت قبلہ مولانا عبدالمجید خاں صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ تحیاۃ الکتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ راقم الحروف کے شیخ طریقت حضرت حافظ انور علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن ایام میں حضرت صاحب قلعہ رہتک میں قیام فرما تھے۔ انہی دنوں شیخ فضل الٰہی تحصیلدار رہتک جو قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ وہیں کسی مکان میں رہتے تھے۔ اور اکثر حافظ صاحب کی خدمت میں آتے رہتے تھے۔ ایک روز حافظ صاحب نے تحصیل دار صاحب سے فرمایا کہ آپ تو سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو وہاں اکثر حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب کی زیارت کا موقع ملتا رہتا ہوگا۔ شیخ صاحب نے سرسری الفاظ میں جواب دیا کہ ہاں میں نے شاہ صاحب کی زیارت کی ہے۔ قریب ہی مولانا صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ ایسے سبک الفاظ کی ان کو تاب نہ رہی بے ساختہ حالت جذب میں فرمایا کہ جو لوگ آقا کی غلامی سے گریز کرتے ہیں۔ وہ غلاموں کے غلام بن جاتے ہیں۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ باوجود ثقل سماعت کے ایسے آہستہ الفاظ نہ معلوم کس طرح آپ کو سن گئے۔ کیونکہ اکثر دفعہ زور سے پکار کر کہنے پر بھی آپ کی سمجھ میں بات نہیں آتی تھی۔ پھر آپ نے تحصیل دار صاحب کی بات کیسے سُن لی۔ علاوہ ازیں آپ کے جذبہ کا اثر بھی ہم نے دیکھا کہ تحصیلدار صاحب جو بیت الخلاء میں بھی حقہ پیتے تھے حضرت کے غلام بن کر مکروہات سے یکدم مجتنب ہو گئے۔ اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے علاوہ سوز وگداز گریہ وزاری کی نعمت سے مالا مال ہو گئے۔

جب شہر میں حلقہ ارادت وسیع سے وسیع تر ہو گیا اور ۱۹۱۰ء میں حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی آمد پر حضرت قبلہ قاضی حفیظ الدین صاحب

رحمتہ اللہ علیہ اور بے شمار اشخاص داخل سلسلہ عالیہ ہو گئے تو حضرت قبلہ مولانا صاحب قبلہ رہتک سے شیخوں کے محلہ میں حضرت قاضی حفیظ الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مکان میں آ رہے۔ اور یہاں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ جو انقلاب کے زمانے تک رہتک میں برابر جاری رہا۔ جس میں سرکاری مدارس کے نصاب کے علاوہ قرآن خوانی اور دینیات کی تعلیم بھی ہوتی تھی۔ حضرت قاضی صاحب فرماتے تھے۔ کہ جب قبلہ مولانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا تبادلہ رہتک سے کرنال کا ہوا۔ تو آپ نے صندوقچی سے ایک ہزار روپیہ نکال کر مدرسہ کے مہتمم صاحبان کو دیا۔ اب یہ مدرسہ ملتان میں منشی علی بخش صاحب کے صاحبزادے کے زیر اہتمام جاری ہے۔ منشی علی بخش حضرت کے مقبول مریدوں میں ہیں۔ ضلع رہتک کیلئے یہ زمانہ بڑا مبارک تھا۔ رات شب برات اور دن عید تھا۔ نعت خوانی۔ حلقۂ ذکر۔ محفل میلاد۔ اہل ذوق و شوق وارادتمندوں کی مجالس منعقد رہتی تھیں۔ اور ان مجالس میں ہر وقت حقائق و معارف کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے ہوتے تھے۔ اہل حاجت کا مجمع و غربا و مسکین کا ہجوم آپ کے فیض سے مستفید ہوتا رہتا تھا۔ بیمار دم کراتے اور شفا پاتے۔ حاجتمند دعا کراتے اور مرادیں پاتے۔ گنڈے اور تعویذ والے دامن مراد بھر کر لے جاتے ایک طرف مستانہ وار گردن جھکائے ذکر حق کے متوالے نگاہِ لطف کے طلب گار بیٹھے ہوتے تھے۔ سب کو ایک ہی تبسم میں دین و دنیا کی دولت میسر ہو جاتی تھی۔ یہی ان کی معراج اور دلی مراد ہوتی تھی۔

اولاد روحانی:۔ آپ کی روحانی اولاد کی تعداد تو اللہ تعالٰی ہی خوب جانتا ہے۔ اضلاع۔ رہتک۔ حصار۔ کرنال۔ گوڑگانوہ۔ دہلی اور آگرہ میں ہزاروں بندگان خدا کو آپ کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔

اولادِ صلبی:۔ یوں تو حضرت کے سات صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں تولد ہوئیں۔ مگر صرف ایک صاحب زادہ حضرت حافظ نور احمد صاحب طال عمرہ اور ایک دختر نیک اختر حضرت مولانا کی یادگار باقی ہیں۔ بقیہ اولاد بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئی۔ صاحب زادی کی شادی اپنے زمانۂ حیات ہی میں کردی تھی۔ جن کے ماشاءاللہ چند لڑکے اور ایک لڑکی ہیں۔ جو صاحبِ اولاد ہیں۔

حضرت حافظ نور احمد صاحب کی شادی ہمشیرہ آبادی حضرت کے وصال کے بعد ہوئی۔ آپ کے صرف دو صاحب زادے محمد اختر سلطان صاحب اور محمد اقبال انور صاحب ہیں۔ محمد اختر صاحب کی شادی ہو گئی ہے۔ اور ایک دختر نیک اختر بھی تولد ہو گئی ہے۔ اقبال صاحب کی شادی گذشتہ سال ہوئی ہے۔ حضرت قبلہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رفیقِ حیات ایک عرصہ تک حضور کے وصال کے بعد زندہ رہیں۔ اور اپنے بچوں کی اولاد کو دیکھ کر محظوظ ہوتی رہیں۔ اور حضرت حافظ صاحب کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف بھی ادا کیا۔ مگر افسوس ۱۴ فروری ۱۹۵۶ء کو آں جنابہ اپنے بچوں کو داغِ مفارقت دے گئیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اپنے جوارِ رحمت میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

اخلاق کریمانہ:۔ حضرت کے اخلاقِ کریمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ تھے۔ کبھی کسی بات پر ناراض نہ ہوتے چہرہ اقدس سے ہمیشہ تبسم عیاں ہوتا۔ نہایت نرم اور شیریں گفتگو فرماتے۔ اکثر خاموش رہتے اور ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ لوگوں کا ذکر خیر کے ساتھ فرماتے کسی

کی غیبت نہ کرتے۔ بلکہ غیبت کرنے والوں کو فوراً اشارے سے خاموش فرما دیتے۔ اپنے پیر کے بتائے ہوئے ذکر و اذکار ہمیشہ باقاعدہ ادا کرتے اور انہی کو قربِ الٰہی کیلئے کافی سمجھتے نماز ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے۔ تہجد کبھی ترک نہ فرماتے۔ اور مریدوں کو بھی تہجد کی تاکید فرماتے تھے۔ فجر اور عصر کی نماز کے بعد خاموشی اختیار فرماتے اور مراقب رہتے خلاف بھی آپ کے اخلاق کریمانہ کے گرویدہ رہے۔ لوگوں کی دلداری اور دلجوئی کا بڑا خیال رکھتے۔ اکثر چھوٹے چھوٹے بچے ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے جاتے اور آپ بلا حجت تشریف لے جاتے۔ اُن کی دلداری اور اخلاق حسنہ کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ چوک میں جو بچے کھیلتے رہتے ہیں۔ حضور کو دیکھ کر سب مودب اور خاموش ہو جاتے۔ اور جھک جھک کر سلام کرتے۔ حضور محبت و شفقت سے اپنا دستِ مبارک۔ ان کے سروں پر پھیرتے اور دعائیں دیتے ہوئے تشریف لے جاتے۔

حضرت قبلہ مولانا صاحب کے کشف و کرامات

ناظرین کرام۔ جن حضرات کے اوصاف اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ اپنے کلام میں بھی یوں فرمائے ہو کہ اِنَّ اَولیاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَلَا ھُم یَحزَنُون اور جن کو عباد الرحمٰن کے پیارے لقب سے نوازا جائے۔ اور اللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِینَ آمَنُوا کے لقب سے سرفراز فرمایا جائے۔ ان حضرات کا ہر قول و فعل اور ہر بات کشف و کرامات ہے۔ گو ظاہر بیں نگاہیں خرق عبادات کو دیکھتی ہیں۔ مگر اہلِ دل حضرات کیلئے یہ چیز ایک ادنےٰ کرشمہ ہے۔ تذکرہ اولیا میں عارف باللہ حضرت فرید الدین عطار نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

تشریف لے گئیں۔ حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا مصلّٰے پانی پر بچھا کر فرمایا رابعہ یہاں آجاؤ۔ حضرت رابعہ نے اپنا مصلّٰے ہوا میں بچھا کر فرمایا حسن تو نے وہ کام کیا ہے۔ جو پانی کی ادنےٰ مچھلی کرتی ہے۔ اور میں نے وہ کیا جو مکھی و مچھر کا معمولی کام ہے۔ فقیری کچھ اور چیز ہے۔ فرماتے ہیں۔ فقیری یہ ہے۔ کہ گھر بار ہو۔ بیوی بچے ہوں۔ بازار میں جائے۔ دنیا کا ہر کام کرے مگر قلب یادالٰہی سے ایک لمحہ غافل نہ ہو۔ یہ ہے درویشی۔ راقم نے بچشم خود دیکھا کہ حضرت کی شان تو بڑی اعلیٰ و ارفع تھی۔ ہر وقت ذکر سرمدی میں محو رہتے تھے۔ اور مقام حضوری حاصل تھا۔ ان کا ذکر ہی کیا۔ ان کی صحبت حاضرین کو خدا کر بنا دیتی تھی۔ انوار الٰہی کا نزول شجر طور کی طرح ظہور میں ہوتا رہتا تھا۔ اور لوگ پروانہ دار آپ پر قربان ہوتے تھے۔ اور اصل یہ ہے کہ درخت اپنے میوہ اور پھول و پھل سے شناخت ہوتا ہے۔ جو پودہ عرفان۔ قطب زماں۔ مجدد دوراں زبدۃ العلماء والفضلاء ہادی دوراں و مقتدائے صوفیاں اعلحضرت امیر ملت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ والغفران مقامہٗ جنت الفردوس کا لگایا ہوا ہو۔ اس کی کیا شان ہوگی۔ اور جس کا پھل خلیفہ مجاز حکیم ملت۔ صاحب علم و کمال سراپا جمال طائر علاؤ اعلےٰ قطب زماں حضرت میاں محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ والغفران ہوں جنکی ابتدا و انتہا سر و سر جذب کامل ہو ان کا کیا کہنا۔ حضرت مولوی عبد المجید صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ابتدا میں حضرت قبلہ و کعبہ مولانا صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ جب میں مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہوتا تو پابرہنہ لب فرش تک تشریف لا کر گلے سے لگا لیتے۔ لیکن جب ایک دفعہ قبلہ عالم سرکار علی پوری امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ رہتک تشریف فرما ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب عبد المجید

کو اپنے سے الگ کر دو کیونکہ جذب کا خطرہ ہے۔ اس کے بعد ایسی ہی اعتنائی سرزد ہوئی کہ مجلس مبارک میں جا کر بیٹھ جاتا تب بھی متوجہ نہ ہوتے۔ دراصل ہماری سرکار میں شریعت مطہرہ کا بڑا پاس ہے۔ ورنہ اور فقراء کے ہاں دیکھا کہ اکثر طالب مجذوب ہو جاتے ہیں۔ ہمارے رہبرِ کامل تمام پیچ و خم سے نکال کر قدم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر لا کھڑا کرتے تھے۔ اور بطون میں وجود جذب اور ظاہر میں سلوک پیدا کر دیتے ہیں۔ حضرت قصوری صاحب سرکار علی پور کے وصال کے بعد خود فرمایا کہ میرے مربی و رہنما کے وصال کے بعد دیکھئے اب کیا ظہور میں آتا ہے۔ چنانچہ جب وہ نسبت عالیہ مربی وصال فرما گئے۔ تو حضرت مولانا پر جذب طاری ہونے لگا۔ چنانچہ مولوی صاحب کے صاحبزادے عبدالحمید خاں صاحب نے فرمایا کہ ایک روز میں کچہری سے آیا تو دیکھا حضور کا چہرہ سرخ ہے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ میں نے خوش طبعی سے عرض کیا ابا جی مجھے لکھ پتی بنا دو۔ آپ نے جوش میں چٹکی بجا کر کہا۔ اتنی دیر میں بنا سکتا ہوں۔ مگر بناؤں گا نہیں۔ مصلحت نہیں ہے۔ پھر عرض کیا ابا جی سرگودھے کا قطب کون ہے۔ فرمایا میں ہوں اور میرے پہلے نہ کوئی یہاں ایسا ہوا نہ بعد میں کوئی ہو گا۔

اجمیر شریف کی زیارت :- حضرت قبلہ سراج الملت حاجی حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین دربار علی پور رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی میں سند فضیلت حاصل کر چکے اور وہاں سے رخصت کی تیاری ہوئی۔ تو آپ نے حضرت کو دہلی بلوایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اب ہم ہندوستان سے رخصت ہوتے ہیں۔ اجمیر شریف کی زیارت کرتے چلیں۔ چنانچہ دونوں

حضرات دہلی سے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ جب درگاہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ میں پہنچے تو وہاں ہر سائل کو سوال کرتے دیکھا کہ دے خواجہ کے نام کا پیسہ۔ حضرت سراج الملت نے فرمایا۔ بڑے تاسف کی بات ہے۔ کہ یہ لوگ نہ خدا کے نام کا پیسہ مانگتے ہیں۔ نہ رسول ﷺ کے نام کا۔ ان کا عجیب سوال ہے۔ دے خواجہ کے نام کا پیسہ۔ حضرت شاہ صاحب تو حوض پر وضو فرمانے لگے۔ اور قبلہ مولانا صاحب کا وضو تھا۔ اس لئے مزار مبارک پر حاضر ہو گئے۔ تو حضرت کو کشف ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہاں ہر تیسرے قدم پر مندر و شوالہ تھا۔ ایسے کفرستان میں اگر بتخانہ کے نام کا مانگنے والا خدا و رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی غلام کے نام پیسہ مانگتا ہے۔ تو یہ بھی غنیمت ہے۔ ان میں سے ہی ایک دن خدا اور رسول علیہ السلام کو سمجھنے والا ہو جائے گا۔

بیماری سے شفا: ۱۹۱۸ء میں ہندوستان میں نزلے اور زکام کی ایسی وبائے عام پھیلی کہ لوگ طاعون کو بھی بھول گئے۔ ڈاکٹروں نے اس کا نام انفلوئنزا رکھا۔ چنانچہ قبلہ عبدالمجید خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ یوں تو سارا گھر کا گھر مبتلائے وبا تھا۔ مگر میں سخت بیمار تھا۔ آنکھوں سے خود بخود پانی جاری تھا۔ کوئی شخص خبر گیراں پاس نہ تھا۔ جو چند احباب آتے تھے وہ دور سے دیکھکر ذرا دیر بیٹھ کر چلے جاتے اور میرے دم واپسیں سے متاثر ہو جاتے تھے۔ اتفاقاً اخی طریقت بھائی عبدالغفور خاں صاحب پٹواری ساکن کاہی دیکھنے کیلئے آگئے۔ اور فرمایا آپ کا حال حضرت قبلہ کی خدمت میں کمزنال لکھ دیا جائے۔ تو بہتر ہے۔ میں نے نہایت شکستہ دبی ہوئی آواز سے کہا کہ ہاں وہ شعر لکھدو۔ ایک غزل حضرت قصوری نے اپنے پیر

کی شان میں لکھی تھی۔ یہ شعر اس کا ہے۔

بس دل میں رہے یہ دھیان ترا اور لب پہ ہو جاری نام ترا
ہنگام نزع اے شیریں دھن سبحان اللہ سبحان اللہ۔

بھائی صاحب نے اس شعر سے عریضہ شروع کیا اور مفصل کیفیت لکھ کر خط ڈاک میں ڈال دیا۔ وہ اگلے روز صبح کرنال پہنچا۔ حضرت صاحب نے خط پڑھ کر کچھ عرصہ سکوت فرمایا۔ اور نہایت تاسف و غم کا اظہار فرمایا۔ آنکھ کھول کر بھائی اصغر علی صاحب رہتکی کو جو اس وقت حاضر خدمت تھے۔ حکم دیا کہ تھوڑی الائچی خورد لاؤ۔ وہ لے آئے۔ اور دانے نکال کر آپ کو دے۔ آپ نے دم فرما کر دانہ الائچی مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ ابھی چلے جاؤ۔ شاید گاڑی لیٹ ہو۔ اور مل جائے۔ رات کو دہلی سے میل گاڑی سے سوار ہو کر رہتک جلد پہنچو اور یہ دانے اس کو کھلا دو۔ وہ دن مجھ پر اور بھی سخت گزرا تھا۔ اور تمام ہمسایہ اور مسجد کے نمازی مجھے چند لمحہ کا مہمان سمجھ رہے تھے۔ رات کو بھائی اصغر علی صاحب میل گاڑی سے دس بجے آئے۔ اور وہ دانے مجھ کو مرحمت فرمائے۔ اور حضور کے غم و تاسف کو بیان کیا۔ مجھے مرنے اور بچوں کو بحالت بیکسی چھوڑنے کا کوئی غم نہ تھا۔ مگر حضور کے رنج و ملال سے بڑا صدمہ ہوا۔ اور دانہ الائچی اسی وقت کھا لئے۔ قدرت کا تماشہ کہیے یا شیخ طریقت کا سلب مرض سمجھئے کہ باوجود نقاہت و ضعف بے اندازہ کے صبح کی نماز کے وقت بہت سویرے میں مسجد میں حاضر ہو گیا۔ اور سب سے پہلے گویا بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ رہتک کی منڈی میں چند سیڑھیاں چڑھ کر جانا پڑتا تھا۔ میرے بعد خلیفہ اکبر علی صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ اور آواز دی کون ہے۔ میں نے کہا کہ عبدالمجید میری آواز نحیف تھی۔ ان کو کمال حیرت

ہوئی۔ اور وہ ڈر گئے۔ بار بار پوچھتے اور خاں صاحب خاں صاحب کہتے تھے۔ میرا خیال ہے۔ کہ خلیفہ صاحب نے تصور کر لیا ہو گا۔ کہ یہ مر گیا ہے۔ اور چونکہ اس کو مسجد سے لگاؤ تھا۔ اس لئے یہ روحانی طور پر حاضر ہو گیا ہے۔ کیونکہ وہ شام کو میری حالتِ نزع ملاحظہ کر چکے تھے۔ بڑی دیر کے بعد ان کو اطمینان ہوا کہ میں بقیدِ حیات تندرست ہو کر مسجد میں حاضر ہو گیا ہوں۔

ڈبل نمونیہ کا علاج :- راقم الحروف ایک دفعہ مولانا عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت قبلہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پاجامہ مبارک اور موزے چرمی میرے پاس رکھے ہیں۔ جب میں مروں گا تو وصیت کر کے جاؤں گا۔ کہ موزوں کا ٹوپ بنا کر میرے سر پر اوڑھا دینا اور پاجامہ کی کفنی بنا دینا۔ میری نجات کا یہی ذریعہ بن جائے گا۔ مگر انقلابِ زمانہ سے تمام تبرکات ججھر ہی رہ گئے۔ سرگودھا حاضر ہوا تو فرمایا ایک تسبیح زہر مہرہ اصلی کی تھی۔ ایک دفعہ عطار نے کہا۔ مولوی صاحب زہر مہرہ بازار میں نایاب ہے۔ دو روپیہ دانہ کے حساب سے دو سو روپے لے لو۔ اور یہ مجھے دے دو۔ مگر میں نے نہ دی۔ اسی طرح ایک ماشہ کے قریب کبریت احمر حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقعہ پر عنایت فرمائی۔ اور فرمایا یہ ایسی گراں قیمت ہوتی ہے۔ کہ ایک دفعہ میں نے سنا کہ قصبہ مہم میں ایک شخص کے پاس کبریت احمر ہے۔ ہم گئے اس نے ۷۵ روپیہ فی رتی کے دام طلب کئے۔ ہم نے کہا ہمیں دکھا دو۔ اگر اصلی ہو گی تو لے لیں گے مگر وہ اصلی نہ تھی۔ پھر بھی ۳۵ روپیہ کے حساب سے ہم نے لے لی۔ افسوس وہ تمام اشیاء وہیں رہ گئیں۔ ہم تو صرف جان بچا کر ججھر سے دو جامہ اور دو جامہ سے رہتک بڑی مصیبت سے پہنچے تھے۔ کیونکہ دو بڑے رفقہ

تمام جبھر کے مسلمانوں کو باہر نکال دیا۔ اور وہ غریب پیدل پاکستان آئے
اب حضرت قبلہ مولانا قصوری تحیاۃ الکمالات میں لکھتے ہیں وہ سنیئے۔ کہ
مولانا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں گوجرانوالہ میں پٹواری تھا۔ وہاں اعارضہ
نمونیہ مبتلا ہو گیا۔ اور میری حالت نہایت خراب ہو گئی۔ تین روز تک کمال بے
ہوشی کے عالم میں سانس گلے میں چلتا رہا اور جب حالت زیادہ خطرناک ہو
گئی اور ڈاکٹر نے ڈبل نمونیہ تشخیص کیا۔ تو میری اہلیہ نے لا علاج مرض دیکھ
کر حضور کا پاجامہ مبارک جو بطور تبرک پندرہ سال سے رکھا ہوا تھا۔ میرے منہ
پر ڈال دیا۔ اس کی خوشبو میرے دماغ میں پہنچی۔ ساتھ ہی میری اہلیہ نے
مصلحتاً لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا کہ حضرت صاحب آگئے۔ جب میں نے
حضرت صاحب کا نام نامی سنا تو فوراً حواس بجا ہو گئے۔ اور مجھے ہوش
ہوا اور یہ فکر ہوئی کہ مجھ سے تو حرکت بھی نہیں ہوتی میں کس طرح قدم
بوسی حاصل کروں گا۔ پھر نہایت نحیف آواز سے میں نے کہا کہ کہاں ہیں۔
اس نے جواب دیا چودہری شافیع علی خاں کے ہاں تشریف لائے ہیں۔
یہ ساری تدابیر مجھے ہوش میں لانے کیلئے کی گئیں تھیں۔ ورنہ حضرت صاحب
تشریف نہیں لائے تھے۔ الحمدللہ کہ پاجامہ مبارک کی خوشبو اور برکت سے
اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ زندگی عنایت فرمائی۔ اور میں رفتہ رفتہ اچھا ہو گیا۔

بشارت خلافت:۔ ایک مرتبہ سرہند شریف میں حضرت
امام ربانی کے عرس مبارک پر حضور قبلہ عالم شاہ صاحب محدث علی پوری
رحمتہ اللہ علیہ والغفران تشریف لانے والے تھے۔ میرے حضرت قبلہ بھی
اس خیال سے کہ یک کرشمہ برآید دو کار۔ مجدد صاحب رضی اللہ عنہ کے مزار
کی حاضری بھی ہو جائے گی۔ اور اپنے آقا مولانا حضرت شاہ صاحب قبلہ

کی بھی زیارت نصیب ہو گی۔ اس لیئے روانگی کا عزم بالجزم کر لیا۔ مگر جب سرہند شریف پہنچے تو معلوم ہوا۔ کہ امرتسر پہنچ کر حضور کی طبیعت نصیب اعداء ناساز ہو گئی۔ اور آپ تشریف نہ لا سکے۔ اس خبر سے حضرت مولانا صاحب کو دوگنا رنج و ملال و فکر لاحق ہو گیا۔ ایک حضرت قبلہ عالم کی علالت کا فکر دوسرے جس وسیلے کی امید پر حاضر دربار ہوئے تھے۔ اب وہ بھی نہیں ہے۔ تو دربار مجددی میں حاضری بھی بے لطف نظر آنے لگی۔ اس واقعہ کا ذکر خود حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ جب وضو کر کے روضۂ مبارک میں حاضر ہوئے۔ تو دیکھا کہ حضرات اکابر خلفاء کا مجمع ہے۔ اور صدر میں حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ رونق افروز ہیں۔ حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھ کر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ **هٰذَا مِنْ خُلَفَائِیْ** کہ یہ بھی ہمارے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں اس بشارت سے ایک گنا اطمینان حاصل ہو گیا۔ اور وہ اضطراب رفع ہو گیا۔

ایک سیّد کی غیبی کفالت :۔ ایک روز عصر کے وقت سیّد ضامن علی خلف باقر علی ساکن شاہ پور ریاست پاٹودی ضلع گوڑگانوہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ کا معمول مبارک تھا۔ کہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک کسی سے کلام تک نہ کرتے تھے۔ اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ وہ ستم رسیدہ سیّد تلاش معاش میں مع عیال و اطفال رہتک آیا۔ اور اپنی بیوی بچوں کو سرائے کی کوٹھری میں بٹھا کر ملازمت کی تلاش میں نکلا اس طرح ملازمت کہاں ملتی ہے۔ ہر چند روزگار کی تلاش کی کوئی جگہ خالی نہ ملی۔ یہ عکمہ بندوبست میں گرداور قانون گو تھے۔ عمر عزیز کا ایک

حصہ فضول خرچی میں بسر کر دیا۔ مکان رہائش خام تھا۔ جو زمانہ کے حوادث اور عدم نگرانی سے گر گیا تھا۔ ملازمت چھوٹ گئی۔ بچوں کیلئے بیٹھنے کی جگہ نہ رہی۔ مجبوری۔ بے روزگاری اور پریشانی میں اپنے بچوں کو ساتھ لیکر روجھک پہنچے۔ قاعدہ ہے کہ دنیا کے کاروبار بھی بغیر وسیلہ اچھی طرح نہیں چلتے کسی نے ان کے پریشاں حال پر رحم کھا کر مشورہ دیا۔ یہاں حضرت قبلہ مولانا صاحب بڑے خلیق ہمدرد اسلام و مہمان نواز ہیں آپ کو کسی نہ کسی جگہ ملازم کرا دیں گے۔ اس لئے شاہ صاحب موصوف حضور کے در دولت پر حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ ایک آوارہ وطن سید آپ کی جناب میں اپنے نانا جان سردار دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ گردان کر درخواست لایا ہے۔ اس کی مصیبت میں دستگیری فرائیے حضور نے یہ جملہ سن کر صدر کی جگہ چھوڑ دی گاؤ تکیہ کے سہارے میر صاحب کو بٹھایا۔ اور بہت تعظیم و تکریم کر کے باوجود وقت عصر کے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تکلیف ہے۔ انہوں نے مختصر حال بیان کر کے ملازمت کی درخواست کی حضور نے فرمایا اللہ تعالے ذات وکار ساز ہے۔ سب کام ہو جائے گا۔ پھر دریافت فرمایا کہ شاہ صاحب نماز عصر پڑھلی ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ حضرت جی ابھی پڑھ کر آیا ہوں۔ آپ نے کچھ سکوت کے بعد فرمایا کہ شاہ صاحب فقیر کی عادت پردہ دری کی نہیں ہے۔ مگر کہیں مرض بڑھ نہ جائے اس لئے گستاخی کرتا ہوں کہ آپ کے چہرہ پر نماز کا نور نہیں آیا۔ جبو بے روزی کو کم کرتا ہے۔ میر صاحب نے شرمندہ ہو کر قدم پکڑ لئے۔ اور عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا میں نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ اور بے شک آپ روشن ضمیر ہیں۔ مگر یہ تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی۔ یہ بات بھی آپ پر ضرور روشن ہو گی۔ کہ میرے بچے سرائے کی کوٹھڑی میں بند ہیں۔ اور نان شبینہ کو محتاج

ہیں۔ اور میں نہایت پریشان ہوں۔ پراگندہ روزی پراگندہ دل میرا حال تو ایسا پریشان ہے۔ کہ نماز پڑھنے کا اوسان نہ رہا۔ حضور نے مبلغ پانچ روپیہ نکال کر عنایت فرمائے اور فرمایا کہ اپنے بچوں کیلئے فی الحال انتظام کر آئیں۔ آپ کی ملازمت کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔ میر صاحب نے روپے واپس کر دیئے اور کہا میں نوکری کروں گا۔ اور نہ کسی قسم کا فکر و تردد کروں گا۔ آپ خدا رسیدہ مرد کامل ہیں۔ بس بے مشقت روزی دلوایئے کوئی نسخہ کیمیا کا عطا ہو جائے۔ یا کوئی وظیفہ دست غیب کا مرحمت ہو جائے تاکہ ہمیشہ کے خرخشوں سے نجات مل جائے۔ حضور نے فرمایا ہم تو خود انگریزوں کی نوکری کر رہے ہیں اگر ہم کو دست غیب یا کیمیا یاد ہوتی تو دوسروں کی تابعداری کیوں کرتے اکل حلال محنت سے حاصل کرنا مولا پاک کی یاد میں لگا رہنا بسا غنیمت ہے۔ آپ یہ مبلغان تو قبول فرمائیں۔ سب کام ہو جائے گا۔ مگر میر صاحب اپنی بات پر مصر تھے کہ پانچ روپیہ کے بعد پھر معاش کی فکر لاحق ہو گی میں تو بے محنت و مزدوری حضور کے دربار سے روزی لے کر ٹلوں گا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ حضرت مولوی عبدالمجید صاحب قصوری نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ اور مصافحہ کر کے سامنے مؤدب بیٹھ گئے۔ حضور انور نے ان کی طرف دیکھ کر خطاب فرمایا کہ مولوی صاحب اچھا ہوا کہ آپ آ گئے میر صاحب ایسا ایسا فرما رہے ہیں۔ اب کیا کیا جائے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ سب ما گفتگو سن کر مجھے کمال افسوس ہوا کہ لوگ کس طرح آپ کو پریشان کرتے ہیں۔ مراقبہ چھوڑا ان سے گفتگو اور دلجوئی کی باتیں شروع کر دیں ۵ روپیہ نقد دے رہے ہیں آئندہ کے انتظام کا وعدہ فرما رہے ہیں۔ مگر عجیب آدمی ہیں۔ کہ نماز پڑھ لینے اور اعتراف گناہ کر لینے کے بعد۔ توبہ کر لینے کی بجائے۔

الٹا تنگ کرنا شروع کر دیا۔ بس و فور رنج میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کے لئے دعائے موت فرمائیے تاکہ نجات ہو کر دار الآخرت میں آپ کو بلندی ہے مشقت ملتی رہے۔ کیونکہ اس دار المحن میں تو سب کو بلندی کے لئے کچھ نہ کچھ تردد کرنا ہی پڑتا ہے۔ آخر دستِ غیب کا عمل اور کیمیائی تدبیر بھی تو نجائے خود ٹھی دردسری کا کام ہے۔ میرے اس جواب سے میر صاحب لاجواب ہو گئے اور طبعاً ان کی دل شکنی ہوئی جس سے ان پر مایوسانہ خاموشی چھا گئی۔ اور یہ امر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر بھی گراں گزرا۔ سب حاضرین تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر چلے گئے۔ اور میر صاحب بھی تشریف لے گئے۔ مگر حضرت صاحب قبلہ اسی خیال میں مستغرق رہے اور حسب معمول اب گفتگو بند کر کے خاموشی اختیار فرمائی تھی۔ اس لیئے ایک پرچہ پر پنسل سے لکھ کر مجھ سے دریافت فرمایا کہ ذیلداران کو بموجب قواعد سرکاری کیا معاوضہ ملتا ہے میں نے عرض کیا کہ ماقبل دو صد اور تین صد تین درجے ہیں۔ ابتدا میں ماقبل روپیہ سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔ آپ نے اسی کاغذ پر پنسل سے تحریر فرمایا کہ چوہدری شافع علی خاں رئیس گوہانہ کو لکھو کہ معاملہ ذیلداری میں تمہارے بہت حریف تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ اپیل تک نوبت پہنچے گی۔ مگر دربار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے خاص مدد ہوتی ہے۔ یہ ذیلداری اس شرط پر منظور ہوتی ہے۔ کہ جب تک تم اور تمہاری اولاد سید فاضل علی صاحب خلف سید باقر علی صاحب سکنہ شاہ پور کی کفالت کرتے رہو گے۔ ذیلداری تمہاری اولاد میں برابر جاری رہے گی۔ میں نے حسب فرمان چوہدری کو رقعہ لکھ دیا۔ اور اس تحریر کو تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا جو زمانہ انقلاب تک میرے پاس رہی۔ دوسرے روز حسل ذیلداری کا چیز

ہونے والی تھی۔ دفعہ پہنچتے ہی علی الصبح چودھری صاحب تشریف لے آئے اور عرض کیا حضرت صاحب مجھے یہ شرط منظور ہے۔ میں میر صاحب کی کفالت اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ مجھے تنخواہ ذیلداری کی ضرورت مطلقاً نہیں ہے۔ اگر ذیلداری میرے حریف کسی جاٹ امیدوار کو مل جاتی تو بڑی بدنامی تھی۔ کہ چودھری صاحب نے درخواست بھی دی مگر ذیلدار نہیں بنے حضور نے میر صاحب ممدوح الصدر کو سرائے سے بلوا کر چودھری صاحب کے سپرد کر دیا چودھری صاحب نے اپنے آدمی کے ہمراہ میر صاحب کو مع عیال و اطفال گوہانہ روانہ کر دیا۔ اور وعدہ کیا کہ کھانا کپڑا مکان وغیرہ جملہ ضروریات ہمیشہ مہیا کرتے رہیں گے۔ اور ان کے ذمہ کوئی کام نہیں ہوگا۔

اللہ اکبر بے مشقت روزی مانگنے والے کو بھی اپنی بارگاہ سے رد نہیں فرماتے۔ اور اس کی حاجت برآوری کس غائبانہ انتظام سے فرما دیتے ہیں۔ چودھری صاحب اسی روز ذیلدار ہو گئے اور آپ کی دعا اور چودھری صاحب کی عقیدت و ارادت سے ایسی برکات عطا ہوئیں۔ کہ خطاب و اعزاز سرکار روز افزوں ملنے لگے۔ اور ممبر کونسل۔ وائس چیئرمین۔ آنریری مجسٹریٹ بن گئے۔ اور گورنمنٹ کے بڑے معتمد رئیس تسلیم کیے گئے۔ اس واقعہ سے کسی کی عقیدت و ارادت بڑھی کوئی ذیلدار و خطاب یافتہ ہو گیا۔ کسی کو روزی بے مشقت ملی اور یہ غلام حضور کی وہ پنسلی دستاویز کرامت کی زیارت سے مست و مسرور ہوتا رہا۔ اور شکر الٰہی بجا لاتا رہا۔ کہ الحمد للہ میرے آقا و مولا امت کی مشکل کشائی کے لئے دربار نبوی سے مدد پاتے ہیں۔ اور ظاہری تبلیغ کے علاوہ باطنی انتظام بھی حضور کے سپرد ہیں۔ اور قطب ارشاد و قطب مدار کا اجتماع آپ کی ذات اقدس میں موجود ہے۔ یاد رہے

کہ جس طرح ہر ضلع تحصیل و قریہ میں افسران ظاہری ہوتے ہیں۔ اسی طرح باطنی انتظام کے لئے نفوس بھی موجود ہوتے ہیں۔ اور ہر معاملے اور مقدمے کا فیصلہ اوّل ان کی عدالت میں فیصل ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہری عدالتوں سے حکم صادر ہوتا ہے۔

چند روز کے بعد سیّد ضامن علی صاحب چودھری صاحب کو لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ اور عرض کیا کہ حضور بیکار پڑے رہنے سے اب تو طبیعت اکتا گئی ہے۔ اور وطن جانے کو دل چاہتا ہے۔ مگر چودھری صاحب سفر خرچ اور زائد مصارف کے متحمل نہیں ہوتے اسلئے یہ امر قرار پایا ہے۔ کہ چودھری صاحب یکمشت کچھ رقم دے دیں اور آئندہ ساری کفالت کا بار ان پر نہ رہے۔ ہم وطن پہنچ کر اس رقم سے کوئی معمولی تجارت دکان وغیرہ کر لیں گے۔ اور اس طرح اپنے وطن میں ہی ذریعہ معاش کا انتظام ہو جائے گا۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا میر صاحب من و سلویٰ بے مشقت مل رہا ہے۔ بنی اسرائیل کی طرح کفران نعمت کرنے محنت مشقت سے روزی کی تلاش کا ارادہ کیوں کرتے ہو۔ آرام و اطمینان سے بیٹھے ہوئے دونوں وقت اللہ تعالےٰ کھانا مرحمت فرماتا ہے۔ مگر میر صاحب نہیں سمجھے اور اصرار کرتے رہے۔ تو حضور نے چودھری صاحب کو اجازت دے دی کہ ان کو کچھ نقدی یکمشت دے دو اور آئندہ آپ بری الذمہ ہو گئے چنانچہ میر صاحب نقدی لیکر اپنے وطن چلے گئے۔ سچ ہے بیکاری بری شئے ہے۔ عوام یا خواص بھی اس سے بیزار ہیں۔ کچھ نہ کچھ درود، وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔ نہ معلوم میر صاحب کا کیا حشر ہوا مگر چودھری شافع علی خاں صاحب اپنی ارادت و عقیدت کی

بدولت دنیا کی دوڑ میں بازی لے گئے۔

تھوڑے کھانے سے بہت سے اشخاص سیر ہو گئے

:۔ ایک روز یہ غلام (مولوی عبدالمجید خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) حاضر خدمت ہُوا۔ آپ نے بھائی مظفر علی صاحب مرحوم کو ارشاد فرمایا کہ ہماری دعوت ہمسایہ کریم الدین صاحب کے ہاں ہے۔ تم اس کے لئے کھانا تیار کر دو چونکہ ان دنوں اماں جی قصور تشریف لے گئی تھیں۔ اس لئے بھائی صاحب مذکور نے ایک پاؤ گوشت پکایا اور آدھ سیر کے قریب آٹا پکا کر روٹیاں تیار کیں۔ شام کے وقت یاران سلسلہ پروانہ وار اس شمع ہدایات کے گرد حسب معمول جمع ہو گئے۔ اور کسی کا دل اٹھنے کو نہ چاہتا تھا۔ ہمسایہ میزبان نے ایک رکابی پلاؤ کی اور ایک میٹھے چاولوں کی حضور کے باورچی خانے میں پہنچا دی۔ جب مظفر صاحب نے اپنا کھانا تیار کر لیا تو عرض کیا کہ حضور کا کھانا بھی یہیں آ گیا ہے۔ اور کھانا تیار ہے۔ ارشاد ہُوا لے آؤ۔ دسترخوان بچھایا گیا۔ اور کھانا مذکورہ حاضر کیا گیا۔ جو زیادہ سے زیادہ تین چار آدمیوں کو کافی ہو سکتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت دسترخوان پر سترہ آدمی موجود تھے۔ اسلئے بھائی عبدالعزیز خان صاحب خورجہ والوں نے ہاتھ نہیں دھوئے۔ اور انہوں نے باقتضائے بشریت محسوس کیا کہ کھانا کم ہے۔ اتنے آدمیوں کو کہاں کفایت کرے گا۔ حضور نے ملاحظہ فرما کر اُن سے ارشاد فرمایا کہ بھائی عبدالعزیز مثنوی شریف میں اکثر روایات بیان کی گئی ہیں۔ جن کی اصلیت و صداقت سے کچھ بحث نہیں ہے۔ محض نتیجہ اخذ کرنے کی غرض سے تمثیلاً ہر ایک قسم کی روایت لکھ دی گئی ہے۔ اس لئے ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ جو عام طور پر مشہور ہے کہ زمین بیل کے سینگ

پر اللہ تعالیٰ نے رکھ دی ہے۔ اور وہ بیل جب تھک کر اپنے سینگ سے کرۂ ارض کو دوسرے سینگ پر رکھتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔ یہ روایت خواہ کتنی ہی ضعیف اور بے اصل ہو مگر قابل غور یہ امر ہے کہ بیل سا ناتواں حیوان اور اتنی بڑی زمین۔ یہ اس قادر قیوم کی قدرت ہے کہ وہ ایک بیل سے اتنا بھاری کام لے لیوے۔ تم کیا خیال کرتے ہو۔ ہاتھ دھو لو۔ اور شریک طعام ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سب کو روزی دینے والا ہے۔ وہ بھی ہاتھ دھو کر بیٹھ گئے۔ اور ہم سب نے کھانا شروع کر دیا۔ مجھے یاد ہے اور مَیں بلا مبالغہ لکھ رہا ہوں کہ حضرت صاحب اپنے دستِ مبارک سے ہر ایک کی رکابی میں ڈال رہے تھے۔ اور آپ کے سامنے چاول بدستور نظر آتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔

اپنے مریدوں کی امداد

ایک مرتبہ شام کا وقت تھا۔ سخت بارش ہو رہی تھی۔ مگر چونکہ مَیں اپنی اہلیہ کو بیمار چھوڑ کر آیا تھا۔ اس لیے میں نے بھالوٹ واپس جانے کی اجازت مانگی۔ حضور نے فرمایا موسم ناگوار ہے۔ اور رات ہو گئی ہے۔ سات میل اندھیرے پاپیادہ بادو باراں میں جانا مناسب نہیں۔ آج ٹھہر جاؤ صبح چلے جانا۔ مگر میرے اصرار پر اور گھر میں بیمار ہونے کا اندیشہ آیا تو حضور نے اجازت دے دی۔ اور از راہ شفقت اپنا سرخ کمبل عنایت فرمایا۔ مَیں وہ کمبل اوڑھ کر روانہ ہو گیا۔ رات بہت اندھیری تھی۔ اور آسمان پر ابر محیط چھایا ہوا تھا۔ جب روہتک سے دو میل پہنچا تو لوہر کی شکل میں اچانک ایک جنگلی درندہ جانور حملہ آور ہوا۔ اور کرخت آواز میں بھونک کر میری طرف بڑھا تھا۔ کہ بجلی چمکی اور مَیں نے دیکھا کہ حضور سامنے رونق افروز ہیں

وہ جانور اچھل کر برابر سے نکل گیا۔ مجھے خوف تھا کہ پھر حملہ آور ہوگا۔ مگر پھر کوئی آہٹ معلوم نہیں ہوئی۔ غالباً کوئی بھیڑیا ہوگا۔ اس وقت خطرے سے بچنے کی اس قدر مسرت نہ تھی۔ جتنا اُس جمالِ باکمال سے انبساط و سُرور حاصل ہُوا۔

سمندر پار اپنے مرید کی مدد

موضع لاہلی ضلع رہتک کا ایک مسلم راجپوت آپ کا مرید ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں علاق عرب ایک مہلک مرض میں مبتلا ہوگیا۔ ڈاکٹر نے اس کو علیحدہ خیمہ میں ڈلوا دیا۔ اس زمانے میں ایسے مریضوں کو ڈاکٹر زہر دے کر ختم کر دیتے تھے۔ سپاہی مذکور بھی سمجھ گیا۔ کہ اب تو ایک دو روز کا مہمان ہے۔ وضو کر کے نماز پڑھی۔ اور مراقبہ میں اپنے پیر کا تصور کر کے التجا کی۔ دوسرے روز صبح ہی ڈاکٹر آیا کہ رات کو خواب میں عمامہ سے پیر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ فلاں سپاہی تندرست ہے۔ تم نے اس کو مُردوں کے خیمے میں کیوں رکھا ہے۔ آخر ڈاکٹر نے اس کے سرٹیفکیٹ پر انڈیا لکھدیا اور وہ مرید مخلص انڈیا آکر قدم بوس ہوا۔ معلوم ہُوا کہ پیران عظام کا تصرف سمندر پار بھی اس طرح ہوتا ہے۔ جس طرح قرب و جوار میں ہوتا ہے۔

حضور کی توجہ سے مجذوب سالک ہوگیا

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ۔ قصبہ کیتھل ضلع کرنال تشریف لے گئے۔ احباب داخل سلسلہ عالیہ ہوئے میاں جو دہا نے عرض کیا کہ حضور یہاں ایک درویش سائیں بندہ شاہ مجذوب حضرت شاہ کمال صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر رہتے ہیں۔ ان کی عجیب و غریب روایات مشہور ہیں کوئی آدمی کرنال سے آتا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے۔ کہ مَیں نے آج سائیں

بندو شاہ کو قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے چوک میں کھڑا دیکھا ہے۔ اسی روز ایک آدمی موضع پونڈری میں سائیں صاحب کی حاضری بیان کرتا ہے غرضیکہ ایک ہی دن میں مختلف امصار و دیار میں سائیں بندو شاہ صاحب دیکھے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس روز یہاں کیتھل میں موجود ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ ہم بھی ان کی زیارت کریں گے۔

ے گفت حق اندر سفر ہر جا روی بایداوّل طالب مردے شوی

انسان کو سفر میں مقامی مردان خدا کی زیارت ضرور کرنی چاہیئے گاڑی کا وقت قریب تھا۔ اس لئے حضرت سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ اور بہت سے آدمی اور ۔۔۔ یاران طریقت سٹیشن تک حضرت کے ساتھ آئے۔ گاڑی آگئی ٹکٹ لے لیا مگر سامنے سے دوسری گاڑی آنے والی تھی۔ اس لئے ہم پلیٹ فارم پر کھڑے رہے۔ کہ سامنے سے سائیں بندو شاہ صاحب ایک کمبل چار خانہ اوڑھے ہوئے آئے۔ سب آدمی ان کو دیکھ کر کہنے لگے کہ حضرت سائیں صاحب آرہے ہیں۔ جب وہ نزدیک آئے تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے تمام بدن پر کمبل لپٹا ہوا ہے۔ سر اور پاؤں برہنہ ہیں۔ اور سر کے تمام بال کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ہنستے ہوئے آگے اور حضرت صاحب سے معانقہ کیا اور ان کا تمام بدن بید کی طرح کانپ رہا تھا۔ صرف سر کو جنبش نہیں ہوتی تھی۔ باقی تمام اعضا عجیب تھرتھری سے ذکر کر رہے تھے۔ بڑی دیر تک وہ خاموش حضرت صاحب کے پاس کھڑے رہے۔ نہیں معلوم اندر ہی اندر ان کی کیا گفتگو ہو رہی تھی۔ جس سے حاضرین ناآشنا تھے۔

ے کیں مدرسہ نیست کہ آید آواز
از سینہ بہ سینہ مے رسد راز

یہ آواز اور صوت کا مدرسہ نہیں ہے۔ یہاں تو ایک سینے سے دوسرے سینہ میں باتیں پہنچ جاتی ہیں۔ وہی نقشہ یہاں موجود تھا بقول کسی شاعر کے

نظروں نظروں میں اشارے ہو گئے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے۔

تھوڑی دیر میں حضرت صاحب گاڑی میں سوار ہو گئے۔ اور سائیں بندو شاہ صاحب بھی آپ کی برابر میں بیٹھ گئے۔ میں پائیدان پر کھڑا رہا۔ اور ہجوم مشتاق دیدار پلیٹ فارم پر دست بستہ استادہ تھا۔ اس وقت ایک بھائی نے جو اسی روز داخل سلسلہ ہوئے تھے۔ ایک خوبصورت ڈبیہ جس میں پان الائچی وغیرہ تھیں اور کچھ روپے مجھے دئے۔ کہ حضرت صاحب کے روبرو پیش کردوں۔ ان کو پیش کر دیا۔ حضور نے ڈبیہ میں سے ایک پان خود نوش فرمایا۔ اور ایک سائیں صاحب کو دیا۔ وہ انہوں نے کھالیا۔ پھر وہ ڈبیہ بھی سائیں صاحب کو دے دی۔ انہوں نے اپنے سینہ سے یا احتیاط کمبل ہٹا کر اشارہ کیا۔ کہ کوئی قمیص وغیرہ نہیں ہے۔ جس میں اس کو رکھا جائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب شہباز بہت ہی بلند پرواز ہوتا ہے۔ تو اس کے پاؤں میں بیڑی ڈال دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ حد اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔ اسی طرح پتنگ باز اپنے پتنگ کے لنگر ڈال دیتے ہیں۔ یہ ڈبیہ آپ کے لئے بیڑی اور لنگر ہے۔ اسکو رکھو۔ سائیں صاحب نے ڈبیہ لے لی۔ اور اپنے ہاتھ میں رکھی۔ گاڑی نے سیٹی دی سائیں صاحب اتر کر چل دئے۔ حضرت قبلہ کرنال تشریف لے گئے۔ اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ سائیں بندو شاہ صاحب مجذوب نے کپڑے پہن لئے۔ اکثر نماز باجماعت مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ اور مہینے میں کئی بار حاضر خدمت ہو کر فیضیاب ہوتے تھے۔ اکثر سر برہنہ رہتے تھے صرف نماز

نماز کے وقت رومال باندھ لیتے تھے۔ خلوت گزیں کم گو۔ زندہ دل بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ روہتک تشریف لائے بھائی صاحب اصغر علی کے ہاں قیام فرمایا۔ میں بھی ہمسایہ میں رہتا تھا۔ اس لئے زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ بہت محبت سے ملے۔ اور مجھ سے راگ بالا مصنفہ حضرت غلام حسین صاحب ہمی رحمتہ اللہ علیہ کی فرمائش کی۔ اکثر حضرت صاحب کا ذکر کرتے رہتے تھے اگرچہ اب ہوش تھا مگر نعت شریف سننے سے جذب وبیخودی ہو جاتی تھی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی توجہ سے وہ پہلی سی حالتِ سکر نہیں رہی تھی۔

قوی ہیکل جنگجو افغان کا رام ہونا

ایک سال حضرت صاحب علی پور شریف تشریف لے جارہے تھے یہ غلام بھی ہمرکاب سعادت حاضر تھا۔ جب ہم گوجرانوالہ پہنچے تو گاڑی میں بہت بھیڑ تھی اکثر سواریاں کھڑی تھیں۔ اور میں نے صرف حضرت کیلئے بستر کرکے جگہ بنا دی تھی۔ اور خود کھڑا ہوا پنکھا جھل رہا تھا۔ ایک سرحدی نوجوان تختہ پر لیٹا ہوا تھا۔ اور باوجودیکہ مسافر کھڑے تھے مگر کوئی شخص اس کے خوف سے نزدیک نہ جاتا تھا۔ گوجرانوالہ سے ایک قوی ہیکل پٹھان سوار ہوا۔ اور کسی جگہ گنجائش نہ دیکھ کر سرحدی پٹھان کے پاس بیٹھ گیا۔ افغان صاحب بپھرے ہوئے شیر کی طرح اٹھے۔ اور گوجرانوالہ والے نووارد مسافر سے دست وگریباں ہو گئے۔ دونوں ضرورت سے زیادہ جنگ جو وتند خو وحشی تھے۔ اس لئے کوئی مسافران کے معاملہ میں داخل نہ ہوا۔ مگر حضور اپنی جگہ سے فوراً اٹھے۔ اور دونوں پہلوانوں کے سینوں پر آپ نے اپنے

دست مبارک رکھ دیئے۔ مجھے مآل اندیشی کی وجہ سے پسینہ آگیا۔ کہ مبادا جاہل جنگ جو کوئی جھٹکا نہ دے دیں۔ اور حضور کے دشمنوں کو کوئی گزند پہنچ جائے۔ مگر میرا خوف جلدی ہی رفع ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ دونوں خونخوار درندے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوئے۔ حضور کی طرف دیوانہ وار حواس باختہ دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کو اپنی خبر نہیں رہی حضور نے مجھے حکم دیا کہ سرحدی پٹھان صاحب کو ٹھنڈا پانی پلاؤ۔ میں نے صراحی میں سے ایک کٹورہ پانی کا بھرا اور خانصاحب کو دیا۔ انہوں نے پی لیا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور گوجرانوالہ والے پٹھان کو حضرت نے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور اس طرح معاملہ رفت و گذشت ہو گیا۔

مگر دو چار سٹیشن پر گاڑی ٹھہری تھی۔ کہ مسافروں نے گھس کر خان صاحب کی جگہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور پہلے سے بھی زیادہ ہجوم ہو گیا۔ سرحدی نوجوان نہ کسی کو روکتا تھا نہ معارضہ کرتا تھا۔ مجبوراً حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ خان صاحب آپ نے تو ایسی چپ اور خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ کہ سب مسافر اس گاڑی میں گھستے ہیں اور خود بھی تکلیف پاتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی ایذا پہنچاتے ہیں۔ آپ کسی کو منع نہیں کرتے۔ خان صاحب نے دست بستہ عرض کیا۔ کہ حضور مجھے ہرگز جرأت نہیں ہے۔ کہ کسی پر سختی کروں۔ آپ نے فقیر اور سانپ کی حکایت بیان فرما کر مسکرا کر فرمایا۔ کہ آپ فوں فاں تو نہ چھوڑئیے یہ لوگ دروازہ گاڑی کا کھول کر بے اندازہ چلے آتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر گرے پڑتے ہیں۔ سرحدی افغان صاحب نے سرد آہ بھر کر عرض کیا کہ حضور اب تو میں فوں فاں بھی نہیں کرتا۔ تمام آدمی ہاں کی اس تبدیلی کو دیکھ کر نہایت متحیر تھے۔ اور حضرت کی طرف ارادت و عقیدت سے متوجہ ہو رہے تھے۔ ہر شخص آپ کے حالات دریافت کرتا تھا۔ کہ سال ہا سال سے

مجاہدے سے جو تزکیہ نفس نصیب نہیں ہو سکتا۔ وہ اس مرد بزرگ کی ایک نگاہ سے میسر آ گیا۔

؎ آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

الغرض وزیر آباد پہنچ کر گاڑی بدلی۔ اور ہم سیالکوٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ وہ سرحدی پٹھان حضور سے بل کر پشاور کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر گریہ زاری سے اس کا حال عجیب ہو رہا تھا۔ اولیاء اللہ کی نگاہ بھی کیا عجیب اثر رکھتی ہے۔ ایک ہی نگاہ وہ کام کر جاتی ہے۔ جو عمر بھر کی ریاضتوں سے نہیں ہو سکتا۔

آئین ملکی۔ ریلوے ایکٹ۔ علما کا وعظ اور سب مسافروں کی مجموعی طاقت سے جو دیو مہیب رام نہ ہو سکا۔ اسکو ایک فرشتہ خصلت مرد کامل کی ایک نگاہ نے آن واحد میں فرشتہ بنا دیا۔

چور کے ساتھ حلم و درگذر

ایک مرتبہ علی پور شریف میں جب انجمن خدام الصوفیہ کا جلسہ دوپہر کے وقت برخاست ہوا تو آپ کا جوتا گم تھا۔ اس لئے برہنہ پا مہمان خانہ تک آنا پڑا۔ آپ کو کبھی پا برہنہ چلنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اور موسم بھی گرم تھا۔ دھوپ کی تیزی سے سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ اور آپ ستانے کے لئے دیوار کے سایہ میں کھڑے ہو گئے۔ پھر خیال آیا کہ ہم تو دھوپ کی تیزی بھی برداشت نہ کر سکے۔ ہمارا جوتا چرانے والا دوزخ کی گرمی کا کس طرح متحمل ہوگا۔ اس خیال کا آنا تھا۔ کہ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اے غفور الرحیم میں نے چور کو معاف کیا تو بھی معاف فرما اور جوتے کے چور کو اس مواخذہ میں

نہ پکڑ دیو۔ وہ بے چارہ دوزخ کی آگ کا متحمل نہ ہو سکے گا۔ اتفاقاً وہ آدمی بھی اسی وقت آپ کی برابر سے گزرا۔ اور جوتا کپڑے میں لپیٹے ہوئے بغل میں دبا رکھا تھا۔ وہ آپ کی دعا کے الفاظ سمجھ گیا۔ اور نہایت منفعل و شرمندہ ہوا کہ ایسے مرد بزرگ کا جوتا چرایا ہے۔ جو تکلیف پاتا ہے۔ اور دعا دیتا ہے۔ اس وقت تو وہ مجمع عام کی وجہ سے بوجہ ملامت کچھ نہ کہہ سکا۔ مگر موقعہ دیکھ کر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضور کو جوتا پیش کر کے توبہ کی اور معذرت کرنے لگا۔ جب اس واقعہ کا ذکر اشارۃً حضور نے فرمایا تو ارشاد فرماتے تھے کہ جب کوئی مشک شہد سے بھر دی جاتی ہے۔ تو پھر کوئی شخص مشکیزے کے دہانے سے لینا چاہے تو بھی شہد ہی نکلتا ہے۔ اور جو چاقو چھری سے شگاف کرتا ہے۔ یا سوزن مارتا ہے۔ تب بھی شہد کے مشکیزہ سے شہد نکلتا ہے۔ اس میں تو گوشت و خون رہا ہی نہیں وہ تو شہد سے ہی بھر دیا گیا۔

ے

ہر کہ بخراشدت جگر بہ جفا۔ ہمچو کان کریم زر بخشد

کم مباش از درخت سایہ فگن۔ ہر کہ سنگش زند ثمر بخشد

یعنی کوئی شخص تیرا جگر جور و جفا سے چھلنی کر دے مگر تو تو بخشش کرنے والی کان کی طرح اس کو سونا عطا کر۔ دوسری مثال بیان فرماتے ہیں۔ کہ تو سایہ دار اور ثمر دار درخت سے کم نہ رہ کہ جب کوئی شخص اس کے سایہ سے آرام پا کر بھی اس پر پتھر مارتا ہے۔ تو وہ درخت شیریں پھل گراتا ہے۔

گر گزندت رسد ز خلق مرنج — کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

از خدا داں خلاف دشمن و دوست — کہ دل ہر دو در تصرف اوست

گر چہ تیر از کمان ہمی گزرد — از کماندار بیند اہل خرد

گر رسخ بلیشت آید دگر راحت اے حکیم

نسبت مکن بغیر کہ اینہا خدا کند

؎ گرچہ تیر از کماں ہمیگذرد   از کمان دار بیند اہلِ خرد

ایک ہندو متعصب جج پر قہرِ الٰہی

رہتک میں ایک شخص مکھن لال ہندو ڈسٹرکٹ جج تھا۔ وہ آپ سے بوجہ تعصب مذہبی سخت عداوت کرنے لگا۔ آپ کو ثقل سماعت کی وجہ سے اکثر خیال بھی نہ ہوتا تھا۔ مگر مسلمان اہلکار اس کی بدزبانی اور ضرر رسانی سے سخت رنجیدہ تھے۔ اتفاقاً اسی زمانے میں حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہتک تشریف لائے۔ اور اکثر احباب و یاران سلسلہ نے خصوصاً شیخ طریقت حضرت حافظ انور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ممدوح الشان سے جج مذکور کی زیادتی اور جور و ظلم کا ذکر کیا۔ مگر حضور نے چلتے وقت تک انتظار فرمایا۔ کہ شاید مظلوم بھی خود فریاد کریں۔ جب دورہ وقت تک حضرت قبلہ صاحب کی جانب سے کوئی شکایت زبان پر نہ آئی تو بوقت روانگی سٹیشن رہتک پر حضرت قبلہ عالم نے خلوت فرمائی۔ اور سب یاران طریقت و حاضرین کو اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اور آپ کو شنگی کی طرف ٹہلتے ہوئے لے گئے۔ اور آپ کے شانہ پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ وہ ڈسٹرکٹ جج تم کو بہت ستاتا ہے۔ آپ نے عرض کیا۔ ہرچہ از دوست میرسد نیکو است۔ یعنی یار کی طرف سے جو کچھ بھی آئے بہتر ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ جب کوئی شاخ کسی درخت کی ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ اور پاس سے گذرتے والے راہ گیروں کی پگڑیاں اتارنے لگتی ہے۔ تو باغبان اس کو کاٹ ڈالتا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ حضور اس کی ٹیڑھی شاخ کو کوئی ایسی ٹیک لگا دی جائے کہ ضرر کا بھی اندیشہ نہ رہے۔ اور اس

کے پھلوں سے لوگ بھی فائدہ اٹھاتے رہیں۔ حضور نے فرمایا جب کوئی عضو بدن خراب ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لاعلاج ناسور سے دوسرے اعضا میں بھی درد اور تکلیف ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ تو قابل ڈاکٹر اس بیکار عضو کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور یہ فعل انتظام عالم میں رحمت ہے۔ تہجد کے وقت اس طرح یا قہارُ کا ورد کیا کرو۔ حضور قبلہ عالم تو یہ فرما کر تشریف لے گئے۔ اور بہ تعمیل آپ یا قہارُ کا وظیفہ پڑھتے رہے۔ کئی روز گزر گئے مگر کچھ نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ حضرت قبلہ کو خیال ہوا۔ کہ حضور کا فرمان تو بالکل حق ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ کہ اس کا کچھ ظہور نہیں ہوا۔ پھر حدیث شریف یاد آگئی۔ اَعْدیٰ عَدُوِّکَ بَیْنَ جَنبیْکَ کہ تیرا سب سے بڑا دشمن تو تیرا نفس ہے۔ جو دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ اس کے مقہور ہونے کا خیال کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد تین روز نہ گزرے تھے کہ ظالم ڈسٹرکٹ جج مذکور طاعون میں مبتلا ہو کر خود بھی اور اس کے کئی کنبے کے آدمی کام آگئے۔ اور حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ فرشتہ سیرت بزرگ اس کے شر سے محفوظ رہے۔

وصال کی پیشین گوئی

رمضان شریف میں وصال مبارک سے دو ہفتہ پیشتر فرمایا کہ جس طرح رمضان شریف کے چند روز باقی ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی اب تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں۔ پھر جمعتہ المبارک کے روز وعظ میں فرمایا کہ رمضان شریف کا آخر ہے۔ اور ہمارا بھی آخر ہے۔ کس کو معلوم کہ یہ جمعہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اور بعد عید کے ہم نہ ہونگے۔ حاضرین و سامعین آپ کے کلمات طیبات

سے یہ نتیجہ نکالتے رہے۔ کہ بعد رمضان شریف آپ وطن مبارک قصور تشریف لے جائیں گے۔ اور پنشن پانے کے بعد چھ ماہ یہاں کرنال میں قیام فرمایا ہے۔ اب آئندہ یہاں سے تشریف لے جانے کا ارادہ ہے۔ افسوس کہ کوئی بھی نہ سمجھا کہ اچانک آپ اپنے وطن اعلیٰ کو سفر کرنے والے ہیں۔ اُس جمعہ کو وعظ میں خاص خاص مسائل بیان فرمائے۔ زکوٰۃ۔ خیرات ہمدردی بین المسلمین پر خاص زور دیا گیا۔ پھر بعد میں ظاہر ہوا کہ آپ آخری وصیت فرما رہے تھے۔

آداب المریدین

حضرت کے ارشادات و ملفوظات تو بہت سے ہیں۔ مگر اس جگہ وہ ارشادات لکھے جاتے ہیں۔ جن میں مریدوں کیلئے کچھ نہ کچھ سبق و ہدایت ہے۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت نقشبند بخاری رحمتہ الیہ علیہ کی خدمت میں ایک عالم رہا کرتے تھے۔ عرصہ ہو گیا اُن کو کوئی کشائش نہیں ہوئی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں دیکھتا ہوں کہ طالبان صادق حاضر ہو کر چند روز میں مقامات سلوک طے کر لیتے ہیں۔ اور ان پر جلدی ہی حضور کی صحبت بابرکت سے جذبات و واردات شروع ہو جاتی ہیں۔ مگر میری حالت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ اچھا آج رات کو دیکھا جائے گا۔ جب نصف شب گزر گئی تو اندھیری رات میں خواجہ بزرگ اقدس سرہ العزیز نے مولوی صاحب کو بیدار کیا اور فرمایا کہ فلاں محلہ میں نقب لگانے کیلئے چلنا ہے۔ آپ تیار ہو جائیں۔ اور آلات نقب زنی بھی توشہ خانہ سے لے لیں۔ اور مخلص یاروں کو بھی ہمراہ لے چلیں۔ یہ سن کر

مولوی صاحب کو بڑی تشویش ہوئی۔ کہ نقب زنی سا قبیح فعل اور گناہ کبیرہ کی تحریک فرماتے ہیں۔ مزید یہ سامان و تزک شاہانہ جو یہاں نظر آتا ہے۔ ایسے ہی افعال قبیحہ سے فراہم کیا جاتا ہے۔ کچھ تامل کے بعد مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت نقب زنی تو گناہ کبیرہ ہے۔ میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ بھائی جب تم ایسے متقی ہو تو بھلا فقیر سے کس طرح فیضیاب ہو سکتے ہو۔ مولوی صاحب قائل اور شرمندہ ہو گئے۔ اور بادلِ نخواستہ چلنے پر آمادہ ہوئے۔ حضور انور نے یاران کو ساتھ لیا اور آلات نقب زنی لیکر شب تاریک میں تشریف لے چلے۔ شہر کے گلی کوچے طے کر کے ایک مکان عالیشان کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔ اور نقب لگانے کا حکم دیا۔ سب یارانِ مخلص ارشاد فرماتے ہی نقب لگانے لگے۔ اور چونکہ کوئی درویش اس کام میں ماہر نہ تھا۔ اس لئے بہت چوڑا شگاف لگا دیا اور سب مال و اسباب زیورات و ظروف نقد و جنس نکال کر گٹھڑیاں باندھ لیں۔ مولوی صاحب بھی کھڑے دیکھ رہے تھے۔ اور نہایت خوفزدہ تھے۔ جب سامان باندھ لیا۔ تو حکم ہوا کہ فوراً چپ چاپ آستانہ کو چلو۔ کہ فتنہ [illegible] اور شور نہ ہو۔ سب یاران سامان سروں پر رکھ کر چل دئے۔ مولوی صاحب بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو لئے۔ مگر اعانت جرم سے نہایت ملول تھے۔ جب ایک تنگ گلی کے کنارے پہنچے تو سامنے سے ایک شخص آتا ہوا ملا۔ اور سب خدام سے آگے حضرت خواجہ بزرگ کو دیکھ کر قدمبوس ہوا۔ اور عرض کیا کہ حضور اس تاریک رات میں کہاں تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا بھائی تمہارے مکان میں نقب زنی کرنے اور مال و متاع نکالنے کیلئے گئے تھے رو رو کر عرض کرنے لگا۔ حضور میں غلام بے درم ہوں میرے پاس جو

مال ومتاع ہے۔ وہ سب آپ ہی کا ہے۔ جب مَیں بیعت ہوگیا تو غلام کا مال بھی آقا ہی کا ہے۔ رات کو ایسی کیا تکلیف کرنے کی ضرورت تھی۔ دن میں خادموں سے سب مال منگوالیا جاتا۔ تو کیا مضائقہ تھا۔ حضور نے فرمایا تم جاؤ۔ تو وارد شخص نہایت مخلص اور ارادتمند تھا۔ فوراً آداب بجالایا۔ اور مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔ مولوی صاحب کو بھی ساتھ لے لیا۔ راستہ میں مولوی صاحب نے کہا بھائی مجھے تمہاری بربادی پر بڑا افسوس ہے۔ اب بھی کچھ بندوبست کرلو۔ خواجہ صاحب نے ہمکو ٹال دیا ہے۔ اور وہ بے شمار مال و دولت لیکر چل دئیے ہیں۔ اگر کوتوال کو اطلاع دے دو تو کچھ انتظام ہو سکتا ہے۔ وہ غلام رو کر کہنے لگا تم کیسے مرید ہو۔ جب ہم نے بیعت کرلی اور ہم آپ کے غلام ہیں۔ تو ہمارا مال واسباب بھی سب حضور ہی کا ہے۔ مولوی صاحب ایک بے علم دنیادار سوداگر کی بات سُن کر حیران رہ گئے۔ اور خاموش ہوکر ساتھ ہو لئے۔ جب وہ شخص مکان پر پہنچا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہُوا تو کچھ روشنی نظر آئی۔ اور آہٹ معلوم کرکے مولوی صاحب اور صاحب خانہ نے چھپ کر اس نئے اسرار کو دریافت کرنا چاہا۔ تو معلوم ہُوا کہ چند قزاق صحن خانہ میں کھڑے ہوئے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ کہ افسوس ہم نے یونہی رات کالی کی اور مصیبت اٹھائی۔ ہم مکان کے خالی حصے کی جانب سے داخل ہوئے اور نقب لگانے میں وقت ضائع کیا۔ کوئی حریف صدر نشین کے عقب سے نقب لگا کر سب مال واسباب لے اڑا۔ یہ باتیں کرتے ہوئے اور کفِ افسوس ملتے ہوئے قزاق نکل گئے۔ اور کمیں گاہ سے مالک مکان اور مولوی صاحب اندر داخل ہوئے۔ تو ان کو معلوم ہُوا۔ کہ ان قزاقوں نے جس طرف سے نقب لگائی تھی۔ اس طرف شاگرد پیشہ لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے۔

اور گھاس لکڑی ظروف گلی اور ردی سامان بھرا ہوا ہے۔ اس انبار کو صاف کر کے اور صحن سے گند کروہ ڈاکو صدر نشین اور خوابگاہ کے کمروں میں پہنچے تو مطلع صاف تھا۔ سب قیمتی سامان حضرت خواجہ بزرگ نکلوا کر لے جا چکے تھے۔ مرید صادق تو حضرت غریب نواز خواجہ بزرگ قدس سرہ العزیز کی کرامت اور بندہ نوازی سے کمال متاثر ہوا۔ مگر مولوی صاحب بھی پیچ و تاب کھا کر سو رہے۔ علی الصبح دونوں بیدار ہوئے۔ اور حضرت خواجہ بزرگ رضؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو حضور والا نے سب سامان سنبھال کر مرید کی معرفت صاحب مکان کے ہمراہ کر دیا۔ اور بکمال نوازش فرمایا کہ بھائی اندھیری رات میں نقب لگا کر مال و اسباب نکال لانے کا اصلی سبب تو تم کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ مولوی صاحب بھی حضور کی کرامت اور خدمت خلق دیکھ کر شرمندہ و منفعل ہو گئے۔ اور صدقِ دل سے تائب ہو کر معتقد ہو گئے اور سمجھ گئے۔

۵ ہر چہ گیرد علتی علت شود کفر گیرد کاملے ملّت شود

یعنی بیمار خواہ کیسی ہی لطیف اور مقوی غذا کھائے۔ خلطِ فاسد کی خرابی سے معدے میں خرابی اور مرض میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اور کامل یہ نظر ظاہر کفر و عصیاں کا کام بھی کرے مگر فی الحقیقت وہ دین و ملّت کا کام ہوتا ہے۔ جیسے نقب زنی اگرچہ گناہ کبیرہ ہے۔ مگر ایک برگزیدہ کامل نے اپنے انکشاف باطنی یا الہام سے حقیقت معلوم کر کے محض خدمتِ خلق اور حفاظتِ اموال مرید کے لئے اور قزاقوں کی دست دبرد سے بچانے کیلئے اپنے اوقات گرامی کو وقف کر کے تکلیف مالا یطاق برداشت کی جو دین و ملّت کا کام تھا۔ کوتاہ بیں شخص کی نظر نقب زنی پر ہے۔ اور وہ حقیقت امر سے بے خبر ہے۔ جو حضرات

مرید کے ایمان کی حفاظت فرماتے ہوں۔ وہ بعض وقت ظاہری خطرات سے بھی بفضلہ تعالیٰ بچاتے رہتے ہیں۔ اس حکایت میں مرید کے لئے ایک سبق ہے۔ کہ پیر کے ہر حکم و قول کو برحق سمجھے۔ ورنہ فیض اتم سے محروم رہے گا۔

ارشاد فرمایا:۔ کہ حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مکاں شریف ضلع گورداسپور کی خدمت میں ایک مولوی صاحب رہا کرتے تھے۔ جو بہت متقی تھے۔ اور ان کا تقویٰ یہاں تک بڑھا ہوا تھا۔ کہ وہ مسجد کے پانی سے بھی وضو نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ خادم جو کنوئیں سے پانی نکالتے تھے وہ مولوی صاحب کے نزدیک کم احتیاط کرتے تھے۔ مگر حضرت شاہ صاحب اسی پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے۔ کئی ماہ گزر گئے مولوی صاحب کو کچھ کشائش باطنی نہ ہوئی۔ ایک روز مولوی صاحب نے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ فیض نہیں ہوا۔ میں عرصہ سے حاضر ہوں اور تعمیل ارشاد میں بھی کوئی قصور نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب کوئی مرد خدا صاحب اتقا تلاش کرو۔ میں تو اسی مسجد کے مشتبہ پانی سے وضو کر لیتا ہوں۔ اور آپ وضو کرنے کیلئے دریا پر جاتے ہیں۔ مولوی صاحب سمجھ گئے اور پھر دریا پر جانا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ فیوضات و برکات حاصل ہوئیں کہ باید و شاید۔

ارشاد فرمایا:۔ کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے کمالات کا شہرہ سن کر ایک زاہد درویش زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ اور بڑا طول طویل سفر کر کے بخارا شریف پہنچا تو دیکھا بڑا شاہانہ ٹھاٹھ ہے۔ طویلے اور اصطبل میں گھوڑے ہنہنا رہے ہیں۔ عالیشان عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ لنگر جاری ہے۔ اس زاہد خشک نے بظاہری

سازوسامان دیکھ کر بڑا افسوس کیا کہ اس قدر لمبا سفر طے کیا اور یہ تو معاذاللہ ایک دنیادار کا مکان ہے۔ شام کو جب خادم اس نووارد مہمان کیلئے کھانا لایا تو وفور غم کی وجہ سے کھانا بھی نہ کھایا اور بھوکا ہی پڑا رہا۔ تہجد کے وقت خواجہ بزرگ خود تشریف لائے۔ اور مسافر درویش سے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ اور کدھر جانے کا عزم ہے۔ دل جلے مسافر نے روکھا سوکھا جواب دیا کہ مجھے اپنے سفر پر بہت افسوس ہے۔ میں اس درویش کی شہرت سنکر آیا تھا۔ مگر یہاں آکر تو دنیا کے سامان عیش وعشرت نظر آئے اس لئے نہ میں نے اس صاحب خانہ کی زیارت ہی مناسب سمجھی اور نہ رات کو اپنی ناکامی کے غم میں کھانا ہی کھایا۔ اب بیت اللہ شریف کا ارادہ کر لیا ہے وہاں جاکر گوشہ نشینی اختیار کروں گا۔ اب دنیا میں کسی فقیر کا ملنا محال ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ نے اس زاہد خشک کی گفتگو سنکر فرمایا آپ کا ارادہ نہایت مبارک ہے۔ اور میں بھی آپ کے فیض صحبت سے مستفیض ہونا چاہتا ہوں۔ چلئے آپ کے ہمراہ رہ کر خدمت کروں گا۔ درویش نے حضور کو پہچانا نہ تھا۔ اسی وقت پچھلی رات کو دونوں روانہ ہوگئے۔ اور دوپہر سے پہلے بارہ کوس پہنچ کر قیام کیا۔ جب زاہد نے بوریا زمین پر بچھایا اور سامان درست کیا۔ تو گھبرا کر کہنے لگے کہ افسوس میرا مٹی کا پیالہ تو اس دنیادار کے مکان پر بخارا میں رہ گیا۔ اب دوبارہ پھر بارہ کوس کی مسافت طے کرنی پڑی خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ ایک معمولی مٹی کے کاسہ کی خاطر آپ اس قدر تکلیف کیوں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور نیا پیالہ دے دیگا۔ اس جواب سے زاہد میاں غضبناک ہوگیا۔ اور کہا واہ بارہ سال سے میں اس پیالہ کی حفاظت کرتا رہا تھا۔ اور اب وہ چکنا اور نہایت عمدہ ہوگیا تھا اسکو کس طرح ضائع کردوں۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ بھائی

میں وہی درویش بخاری ہوں جس کے ہاں سازو سامانِ دنیا دیکھ کر تم نے ملاقات کرنی بھی مناسب نہ سمجھی۔ مگر وہ سب سامان چھوڑ کر محض اللہ تعالےٰ کے لئے تمہارے ہمراہ ہولیا۔ نہ کسی کو سپرد کیا نہ کوئی بندوبست کیا۔ نہ کسی کو اطلاع دی اور نہ آرام کیلئے کوئی شے ہمراہ لی۔ جس خدائے بزرگ نے دی تھی اسی پر توکل کیا۔ وہ عندالضرورت ہر شے عطا فرمائے گا۔ میرا ترک تعلق ظاہر کرتا ہے کہ گویا سامانِ دنیا سے مجھے کوئی سروکار ہی نہ تھا۔ تم ایک پیالے کو بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ تب زاہد خشک کی آنکھ کھلی ہوش آیا کہ دنیا کیا شے ہے۔ اور معذرت کرکے طالب صادق بن گیا۔ غرض اس واقعہ کے بیان کرنے سے یہ ہے۔ کہ سازو سامانِ دنیا مثل پانی کے ہے۔ اور انسان کا دل کشتی کی مانند ہے۔ جسقدر پانی زیادہ ہوگا۔ کشتی کی روانی میں سہولت ہوتی ہے۔ فقراء اور مساکین کی خدمت خیرخیرات صدقات حسنات حج و زکوٰۃ اور احیائے ملت کے بہت سے کام دولت و مال سے باآسانی چلتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ پانی کشتی کے اندر نہ جائے یعنی دل مال و دولت کے جمع کرنے کی طرف مائل نہ ہو۔ اس کی حرص و ہوا نہ ہو۔ اگر پانی کشتی میں بھر گیا تو بیڑہ غرق ہے۔

ہمارے قبلہ عالم شاہ صاحب جماعت علی پوری کی بارگاہ میں کیا کچھ عجائبات عالم نظر آتے ہیں۔ مگر وہ سب خدمت خلق کیلئے ہے۔ جس قدر مہمان زیادہ ہوتے ہیں۔ اس قدر حضور انور کو زیادہ مسرت ہوتی ہے۔ اور مہمانوں کا رخصت کرنا شاق گذرتا ہے۔ خود تو وہ شہنشاہ دین پناہ فرش پر بستر لگائے بیٹھے ہیں۔ اور آپ کے قلب منور میں سوائے ذات احدیت کی طلب صادق کے ماسوا کی گنجائش نہیں

ہے۔ لیکن گھر میں جو سازوسامان ہے۔ وہ مہمانوں کی خدمت کیلئے ہے۔
تصوف کا مسئلہ ہے لا تطمع ولا تمنع ولا تجمع یعنی کہ طمع نہ کر اور منع نہ کر اور جمع نہ کر۔ خاصانِ خدا کو دنیا اور مال کی طمع بھی نہیں ہوتی۔ اسکو حقیر اور ذلیل بھی سمجھتے ہیں۔ اور دولت دنیا آئے تو منع بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ روکنے میں بھی مال دنیا کی کچھ وقعت ظاہر ہوتی ہے۔ بس بے طمع رہتے ہیں۔ دولت دنیا آئے اور اس کو حقیر اور لاشے سمجھ کر منع بھی نہ کریں تو پھر جمع بھی نہیں کرتے۔ اِدھر آیا اُدھر صرف کر دیا۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ گو انبیا علیہم السلام معصوم ہیں۔ لیکن اولیاء اللہ بھی محفوظ ہیں۔ یہ حضرات بھی اللہ تعالےٰ کی خاص حفاظت میں ہوتے ہیں۔ مولا کریم ان حضرات کو حرام سے بچاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ سید بہاؤالدین نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ کی نسبت ایک بدعقیدہ آدمی کہتا تھا کہ آپ ہر کس و ناکس کی دعوت قبول کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ان میں اکثروں کی روزی مشکوک و مشتبہ ہوتی ہے۔ آپ کچھ احتیاط نہیں کرتے۔ کسی مخلص محبت والے کو یہ بات ناگوار گزری اس لئے اس نے معترض کو باز رہنے کیلئے تنبیہ کی اس بدعقیدہ آدمی نے اس کو قائل کرنے کی غرض سے حضرت خواجہ بزرگ کی دعوت کی اور راستہ سے ایک مرغی پکڑ کر ذبح کر لی۔ اور کسی کھیت میں سے گندم کاٹے اور غلہ نکال کر اپنی بیوی کو پیسنے کیلئے دئے۔ جب کھانا تیار ہو گیا۔ تو خواجہ صاحبؒ کو اپنے مکان پر لے گیا اور دسترخوان پر کھانا رکھ دیا۔ آپ نے مع رفقاء کے کھانا تناول فرمایا۔ تو وہ معترض بدعقیدہ کہنے لگا کہ دیکھئے مرغی چوری کی ہے۔ اور گندم بھی غصب

کر کے آٹا تیار کیا گیا ہے۔ اور آپ لوگ مال حرام کھا گئے۔ اس مجلس میں سے ایک شخص پکار اٹھا۔ کہ سفید رنگ کی ایسی مرغی تو میری گم ہو گئی جو حضور کی نذر گزران نے کیلئے رکھ چھوڑی تھی۔ دوسرا بولا میرے کھیت میں سے فلاں گوشہ میں سے کچھ گندم کاٹی گئی ہے۔ اور میں نے برکت کے خیال سے وہ گوشہ گیہوں کا حضور کے لنگر کے لئے منت مانا تھا۔ بس یہ دونوں چیزیں تو حضور کی ملکیت تھیں تب تو اس بدعقیدہ شخص کو ہوش آگیا۔ کہ اللہ اکبر ان حضرات کی حفاظت غیب سے ہو رہی ہے۔ اگر چوری کی اشیاء سے ان کی دعوت کی جاتی ہے۔ تو وہ مال قدرتاً ایسا نکلتا ہے۔ جو پہلے سے ہی ان کی نذر کیا گیا ہوتا ہے۔ اس لئے پیر کی محبت کسی حالت میں ترک نہیں کرنی چاہیے۔

ایک روز ارشاد فرمایا:۔ کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ میدان حشر قائم ہے۔ اور لوگوں کے اعمال تولے جا رہے ہیں۔ اور میدان عدل میں ہر ایک شخص کی نیکیاں و برائیاں جانچ کی جا رہی ہے۔ اسی وقت ایک آدمی کی صرف ایک نیکی کم نکلتی ہے۔ اس کو بارگاہِ رب العزت سے خطاب ہوتا ہے۔ کہ اے بندے ایک نیکی پیدا کر خواہ کسی سے مانگ لا۔ تاکہ تیری حسنات کا پلہ بھاری ہو جاوے وہ غریب گھبرایا ہوا اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ دنیا میں تیری ضروریات و خواہشات کو پورا کرنے کیلئے میں نے کبھی جائز ناجائز حرکت کا خیال نہ کیا۔ ہر ممکن طریقہ سے تیرے مطالبے پورے کرتا تھا۔ اب میری نجات کیلئے صرف ایک نیکی کی ضرورت ہے۔ تو خدارا اپنی نیکیوں میں سے ایک نیکی دیدے۔ وہ جواب دیتی ہے۔

کہ یہاں سب کو اپنی اپنی فکر دامن گیر ہے۔ نہیں معلوم مجھ کو کس قدر نیکیاں درکار ہوں گی۔ دنیا کا قصہ تو وہاں ہی ختم ہو گیا۔ یہاں نیکی نہیں دے سکتی وہ آدمی مایوس ہو کر ماں باپ بھائی بہن دوست و آشنا ہر ایک کے پاس جاتا ہے۔ اور وہی خشک جواب پا کر میدانِ قیامت میں ناکام گھبرایا ہوا جا رہا تھا۔ تو اس کی نظر اپنے پیر حضرت خواجہ عثمان رحمتہ اللہ علیہ پر پڑتی ہے۔ وہ بکمال ادب قدمبوس ہو کر اپنا مدعا عرض کرتا ہے۔ آپ نے پہچان لیا کہ یہ تو ہمارا محبت والا مرید ہے۔ اس کو حوصلہ دلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بھائی ہمارے نامۂ اعمال میں بھی تو نیکی کوئی نظر نہیں آتی ہے۔ البتہ ایک ایمان ہے۔ جو محض عطائے ربی ہے۔ وہ ہم نے تجھ کو اللہ تعالےٰ کے لئے بخش دیا۔ اگر اس سے تیرا کام بن جائے تو بہتر ہے۔ وہ غریب خوش ہو کر اللہ تعالےٰ کی جناب میں آیا۔ کہ مولا پاک یہ ایمان حاضر ہے۔ نیکی تو کہیں دستیاب نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو کر ارشاد فرماتا ہے۔ کہ ہمارے اس بندے کو پیارے عثمان ہارونی کے مدارج اعلیٰ میں لے جاؤ۔ جس درجہ کا یہ ایمان لایا ہے۔ اس کے مناسب حال درجات کا یہ مستحق بھی ہے۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد حضرت خواجہ بیدار ہوتے ہیں۔ اب خیال آیا کہ اے عثمان اپنا ایمان تو تم دے ہی چکے اب خرقہ اور سجادہ رکھنا ریاکاری ہے۔ یہ سامان تو صاحبِ ایمان کیلئے مناسب ہے۔ پس حال کا وارد ہونا تھا کہ آپ نے قشقہ لگا اور گلے میں زنار ڈال بتخانہ میں ڈیرہ جا لگایا۔ صبح کے وقت آپ کے خلفائے اکابر کو یہ حال معلوم ہوا تو سب نے افسوس کیا۔ لیکن پاس کوئی نہ گیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ جو ابھی بڑے خلفاء میں

سے نہیں تھے۔ انہوں نے سوچا کہ تو نے عہد کیا تھا۔ کہ میں آپ کا ہو چکا بس اذوالعہد کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ خواہ ایمان جائے یا رہے۔ مگر پیر کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ یہ خیال کر کے آپ بھی پیر کی صحبت میں بت خانہ میں جا بیٹھے۔ حضرت خواجہ بزرگ پر ترک ایمان کے تخیل سے ایک استغراق غالب تھا اور حضرت خواجہ ولی الہند اپنے استغراق وفا میں محو تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد بارگاہ بے نیازی سے ارشاد ہوا کہ اے عثمان تم نے ایک ایمان ہمارے راستہ میں دیا ہے۔ ہم نے اپنے وعدے کے مطابق ویسے ہی دس ایمان تم کو عطا کئے جب اُس دس گنا ایمان کا فیضان وارد ہُوا۔ تو آپ اس عطائے ربی سے خوش ہو کر اپنے منو سلین اور خلفائے اکابرین کو پکارنے لگے۔ تاکہ وہ بھی اس دولت سے مستفیض ہوں۔ مگر جب کسی خلیفہ بزرگ کا نام لے کر پکارتے تھے۔ تو ہر نام کے جواب میں خواجہ اجمیری عرض کرتے کہ حضرت۔ معین الدین حاضر ہے۔ جب سوائے آپ کے کوئی مرید و خلیفہ موجود نہ ملا اور ہر ایک کے جواب میں حضرت خواجہ ہی حاضر پائے تو حضرت نے آپ کو اپنے سینہ سے لگا لیا۔ اور توجہ اتحادی سے فیضیاب فرمایا۔ یہ سب برکات و فیوضات جو حضرت خواجہ ولی الہند معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ سے ظہور میں آئیں۔ وہ اسی وفا شعاری اور ثابت قدمی کا نتیجہ ہیں۔ آج دنیائے اسلام میں آپ کا نام آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اور پیر کو چھوڑنے والے خلفاء۔ اکابر و پابندِ شریعت کو کوئی جانتا بھی نہیں۔

مرید کی ابتدائی حالت کے متعلق ارشاد فرماتے تھے۔ کہ قصور میں ایک میاں جی پہلی جماعت کے بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ اکثر ننھے ننھے چھوٹے بچے میاں جی سے کہتے کہ میاں جی (ناڑہ) کمر بند کھول دو پیشاب کر دوں گا

وہ کمر بند کھول دیتے پھر فارغ ہو کر کہتے میاں جی کمر بند باندھ دو۔ وہ باندھتے ابتدائی کلاس میں معلم کو مبتدی پر بعینہٖ ماں کی طرح شفقت رکھنی پڑتی ہے۔ اسی طرح پیر کو بھی مبتدی کی تربیت کرنی پڑتی ہے۔ ابتدائی توجہ شیخ میں جو تخم توجہ بودے بس اس کی حفاظت اور نشوونما کا ہر وقت پیر کو خیال رہتا ہے۔ دیکھو ایک آدمی زمین کو سنوار کر ایک آم کی گٹھلی لگاتا ہے۔ اور خرگوش وغیرہ ضرر رساں جانوروں سے بچانے کی غرض سے اس بیج کو زمین میں چھپا دیتا ہے۔ اس وقت مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ آم لگ رہا ہے۔ ادھر اس میں شاخیں اور پتے نکل آتے ہیں۔ اور جب ذرا بڑا ہو ہو جاتا ہے۔ اس وقت بھی اس کو آم کہتے ہیں۔ جب پودا درخت بن جاتا ہے۔ تو پھر بور آتا ہے۔ اور کیری لگتی ہے۔ اور آم پکتے ہیں۔ تو کہتے ہیں یہ آم ہیں۔ دراصل آم تو اب ہوا۔ اور اس وقت خطرات و حوادث کے مقابلہ کی بھی طاقت ہو گئی۔ اور ایک عالم اس کے سایہ میں آرام پاتا ہے۔ اور اس کے فیضان سے فیض یاب ہوتا ہے۔ بعینہٖ یہی حالت مرید کی ہے

ارشاد فرمایا کہ جب ہم قلعہ رہتک میں رہا کرتے تھے۔ تو ایک دوست تشریف لائے۔ اور کہنے لگے۔ حضرت قبلہ عالم فلاں یار پر ناراض ہو گئے اور آپ تو سراپا رحمت ہیں۔ پھر خفگی کیسی۔ اس وقت ایک آدمی ہمارے ہاں آٹا گوندھ رہا تھا۔ ہم نے کہا کہ یہ شخص اب تو آٹے کو سرد پانی میں ڈال کر گوندھ رہا ہے۔ پھر تھوڑی دیر میں اس کو جلتے توے پر رکھے گا۔ پھر آگ پر سینکے گا۔ یہ بھی حکمت ہے۔ تاکہ وہ کار آمد ہو جائے۔ اور رحم مجسم کا ہر فعل شفقت پر ہی مبنی ہوتا ہے۔

۵ گر گستی ور بجرم بخشی رو و سر بر آستانم
بندہ را زبان نہ باشد بہر چہ فرمائی بر آنم

ناراض ہوں یا سرزنش فرمائیں یا خطا معاف کریں یا خوش ہوں بندے کو کیا عذر ہے۔ بندہ ہر حال میں راضی ہے۔

۵ عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد
اے عجب من عاشق ہر دو ضد

اس راستہ کے طالب صادق تو اس کی مہر و قہر دونوں کے عاشق ہیں۔ تعجب کا مقام تو یہ ہے۔ لطف و قہر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مگر یہ عاشق دونوں میں یکساں مزا حاصل کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا۔ کہ زمین سے اوّل آسمان تک کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ کا بیان کیا گیا ہے۔ اسی حساب سے عرش اعظم تک قیاس کیا جائے تو عالم علوی تک بُعد بعید کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ عروج روحانی کیلئے بھی ایسی ہی مشکلات درپیش ہیں۔ قلب انسانی پر ستّر ہزار حجاب و پردے پڑے ہیں۔ ان حجابات سے گزر کر جمال حقیقی سے بہرہ اندوز ہونا کس قدر محال ہے۔ عمر ناپائیدار چند روزہ اور اتنا لمبا سفر پھر منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے بہترین تدبیر اور سہل ترین طریقہ کیا ہے۔

دیکھو ایک چیونٹی سست رفتاری اور ضعف طبعی سے اپنی مدت العمر میں راستے کے دریائے ذخار اور کوہ سار طے کر کے حریم نیر یقین تک کس طرح پہنچ سکتی ہے۔ اس کو لازم ہے۔ کہ کسی شاہباز بلند پرواز کے قدموں سے چمٹ جائے جس نے سیر صارخ کعبۃ اللہ شریف کا کر لیا ہے۔ اگر اس مور مسکین نے مضبوطی سے بفضلہ تعالے شہباز کے قدموں کو پکڑ لیا تو یقین جانیئے کہ جس وقت وہ شاہباز حرم ربی میں داخل ہو گا۔ تو ضعیف چیونٹی بھی ٹھیک اسی وقت پہنچ جائے گی۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ قدموں سے لگی رہے اور اپنا ارادہ و حرکات و سکنات بھی قطع کر دے ورنہ ایک لمحہ بھی اس نے

اپنا قدم بڑھانا چاہا تو گر کر ہلاک ہو جائے گی۔ اور تباہی کے علاوہ زیارتِ حرمین شریفین سے بھی محروم رہ جائے گی۔ اور شاہباز کے قدم پھر ہاتھ نہ آئیں گے۔ شاعر کہتا ہے۔

مورِ مسکیں ہوسِ داشت کہ در کعبہ رسد

پنجہ در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

اس ضمن میں ارشاد فرمایا جبکہ ایک دفعہ حضور قبلہ عالم شاہ صاحب محدث علیپوری براستہ بھوانی موضع کھیڑی ضلع رہتک تشریف لا رہے تھے۔ اس مژدہ جاں فزا کو سُنکر حضرت صاحب قبلہ رہتک سے بسواری تانگہ بھوانی تشریف لے چلے حضرت مولوی عبدالمجید خانصاحب قصوری بھی سائیکل پر سوار ہو کر ہمراہ جا رہے تھے۔ شہر سے نکل کر حضور نے کچھ گفتگو شروع کی مولوی صاحب نے تانگہ کے تختہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے پاؤں کی حرکت بند کر دی اور متوجہ ہو کر ارشاد عالی سنتے رہے۔ سائیکل بھی تانگہ کی رفتار کے ساتھ گھومنے لگی۔ اور بلا سعی اور کسی ذاتی حرکت کے مولوی صاحب نہایت سکون سے سائیکل پر بیٹھے ہوئے حضور کی نقاد عطا سے مستفیض ہوتے ہوئے سفر طے کر رہے تھے۔ اُس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ عبدالمجید دیکھو تم نے ہماری سواری کو ہاتھ سے پکڑ لیا ہے۔ اور اپنی حرکتِ ارادی بند کر دی ہے۔ تو محض ربط مستحکم کی وجہ سے ہماری رفتار کے ساتھ تمہارا سفر بھی طے ہو رہا ہے۔ اور بلا تکان و تکلیف کے تم بھی اسی وقت منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔ جس وقت ہم پہنچیں گے ہاں اگر ایک لمحہ کیلئے بھی تم نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تو اسی وقت تمکو خود جدو جہد کرنی پڑے گی۔ ورنہ اسی جگہ کھڑے رہ جاؤ گے۔ یہی مثال پیر اور مرید کی ہے۔

ارشاد فرمایا:۔ کہ طالب صادق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مراد۔ اور

دوسرا مرید۔ مراد وہ ہے۔ جس کو جذبات الٰہی قبولیت خاص سے نوازے اور شیخ خود ہی اپنے تصرف باطنی سے کشش کر کے اپنا مقبول بنالے یہ صورت تو خاص خوش قسمت افراد کو نصیب ہوتی ہے۔

اس کی ایسی مثال ہے۔ کہ سلطان عطرکسی دولہن سے خوش ہو کر خود اپنے قرب خاص کیلئے طلب کریں اور خلعتِ فاخرہ و زیورات و جواہرات اور اعلےٰ قسم کی خوشبوؤں سے آراستہ کر کے سوئی ہوئی دولہن کو سواری بھیج کر آن واحد میں بلالیا جاتا ہے۔ اور وہ چشم زدن ہیں بلکہ وہ بادشاہزادی بن جاتی ہے ایسی روحوں کا کیا کہنا وہ تو سعید ازلی ہیں۔ دوسری قسم کے لوگوں کا حال دیکھئے وہ مرید ہیں ان کے لئے بھی خوش بختی ہے۔ اور وہ بھی مبارک نفوس ہیں۔ کہ توفیقِ ایزدی سے ان کو کسی مرد کامل کا دامن ہاتھ آیا۔ اور توبہ نصیب ہوئی اب ان کی سعی و کوشش ہے۔ وہ جسقدر مٹینگے بنیں گے۔ اور یہ بننا اور مٹنا فنا و بقا اور تکمیل سلوک کہلاتا ہے۔ جب کسی خوش نصیب آدمی کو یہ دولت میسّر آجائے تو اس کو چاہیئے کہ جو قدم آگے بڑھا ہے۔ وہ پیچھے نہ ہٹے مردانہ وار تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب باِمتثال امر شیخ کرتا رہے۔ اور یاد رکھے کہ مٹنے کے بعد ہی کچھ بنتا ہے۔

۵ تا شانہ صفت سر نہ نہی و رتہ ارّہ — ہرگز بسر زلف نگارے نرسی
تا ہمچو درے سفتہ نگردی بآزار — ہرگز بہ بنِ گوش نگارے نرسی
تا خاک ترا کوزہ نہ سازند کلالان — ہرگز بہ لب لعل نگارے نرسی
تا ہمچو قلم سر نہ نہی ورتہ کارد — ہرگز بہ سر انگشت نگارے نرسی
تا ہمچو حنا سودہ نگردی تہ سنگے — ہرگز بہ کف پائے نگارے نرسی

ان اشعار میں بطور تمثیل کنگھی۔ موتی۔ پیالہ قلم حنا کے تمام علارج کو دکھایا گیا ہے کہ موتی قعرِ دریا میں پڑا رہتا ہے۔ اور اس کو قرب معشوق نصیب نہ ہوتا۔ اگر اس میں تار سے سوراخ کر کے کان کی بالیوں میں ڈالنے کے قابل نہ بنایا جاتا۔ اور مٹی کی کیا خلقت ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک مگر پیالے کی یہ قدر و منزلت کہ محبوب کے لبوں تک پہنچ سکے محض جتنے اور کمہار کے کام سے حاصل ہوئی پس اسی طرح قلم اور حنا کا حال ہوا۔

شعر
پسِ مردن بنائے جائیں گے ساغر میری گِل کے
لبِ جاں بخش کے بوسے ملیں گے خاک میں مِل کے

شعر
خاک شو مردانِ حق را زیر پا | خاک کن بر سر ہوایت ہمچو ما
از بہاراں کے شود سر سبز سنگ | خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
ہمچو اسمٰعیل پیشش جان بدہ | شاد و خنداں پیش تیغش جان بدہ
تا بماند جانِ تو خنداں ابد | ہمچو جانِ پاک احمد با احد

مطلب:۔ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی طرح تو اپنے مولا پاک کے سامنے اپنی جان پیش کر دے اور اس کی تیغ کے سامنے بخوشی اپنی جان قربان کر تاکہ حیات جاوید عطا کیجائے۔ اور جس طرح حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولا پاک کی قربت و معرفت حاصل کی ہے۔ تو بھی حضور کے قدموں کی برکت سے معرفت الٰہی سے فیضیاب ہو جائے۔

ارشاد فرمایا:۔ کہ حضرت امام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قریہ مبارک کو اب مکاں شریف کہتے ہیں۔ مگر آنجناب سے پہلے اس گاؤں کا نام رتڑ چھتڑ مشہور تھا۔ شاہ صاحب امی تھے۔ لکھنا پڑھنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ حسنِ اتفاق سے جس روز آپ کی شادی ہوئی۔ اور دلہن

گھر آئی۔ اسی روز حضرت آپ کے پیر صاحب اڑنگ جھنگ تشریف لائے۔ گاؤں کے بہت آدمی داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہو رہے تھے۔ آپ بھی بیعت ہو گئے۔ رات کو جو پہلی شب عروسی تھی۔ آپ نے بکمال مسرت بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ آج کا دن کیا ہی مبارک دن ہے۔ کہ ہمیں دین و دنیا دونوں مل گئے۔ ادھر میں پیر صاحب کا مرید ہو گیا ہوں اور ادھر تمہاری جیسی نیک و پارسا بیوی مل گئی۔ وہ عفیفہ بڑی نیک قابلہ دور اندیش عابدہ و زاہدہ لڑکی تھی۔ کہنے لگی۔ کہ آپ نے اچھا نہیں کیا کہ بیعت ہو گئے آپ میں تو میرے حقوق ہی ادا کرنے کی ابھی قابلیت نہیں ہے۔ میرا بار کیا تھوڑا تھا۔ ہزار ضروریات خانہ داری کے بکھیڑے ہیں۔ پھر آپ بیعت بھی ہو گئے۔ اس لئے مریدی کے آداب و فرائض کو کس طرح انجام دو گے پھر سوچ کر بولی خیر میں نے تو آپکو اپنے حقوق فی سبیل اللہ معاف کئے میں تو چرخہ کات کر اپنی ضروریات گزر اوقات بفضلہ تعالےٰ پوری کر لوں گی۔ آپ بیعت ہو گئے ہیں۔ تو پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ بیعت کے معنی بک جانے کے ہیں۔ جب آپ بک گئے اور ان کے غلام ہو گئے تو پھر جب تک وہ خود اجازت نہ دیں ان کی خدمت میں حاضر رہو اور دیکھنا بیکار نہ بیٹھنا برابر کچھ نہ کچھ کام کرتے رہنا۔ وضو کرانا۔ پاؤں دبانا۔ جھاڑو دینا صفائی کرنا اور ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگے رہنا۔ غلام و خادم کی طرح خدمت بجا لانا اپنے لئے ضروری سمجھنا۔ حضرت شاہ صاحب نے بیوی صاحبہ عالم فاضلہ کی نصیحت بخوشی قبول کی اور صبح غسل کر کے شاہ عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کی خدمت میں گئے۔ تو معلوم ہوا پیر صاحب دوسرے گاؤں میں تشریف لے گئے۔ آپ بھی کسی

اگلے گاؤں میں پہنچ کر حاضر خدمت ہو گئے۔ پیر صاحب نے پہچان لیا اور فرمایا آگئے۔ آپ نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ حضرت شاہ صاحب پورے بارہ سال تک نہایت مستعدی سے پیر صاحب کی خدمت کرتے رہے۔ ایک روز پچھلی رات کو تہجد کا وضو کرا رہے تھے۔ پیر صاحب نے دریافت فرمایا کہ لڑکے تمہارا نام کیا ہے۔ تب تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رو کر پیر کے قدم پکڑ لئے اور عرض کیا کہ حضرت بارہ سال سے بندہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہے۔ آج حضور نے میرا نام دریافت فرمایا ہے۔ اب یہ دریافت فرمانے کے لئے کہ تیرا کام کیا ہے۔ عمر تو رح چاہیئے چونکہ سلوک طے ہو چکا تھا اب وقت آگیا تھا۔ کہ تکمیل کے بعد اجازت و خلافت عطا کی جائے اس لئے پیر صاحب نے مسکرا کر گلے لگا لیا۔ اور دین و دنیا کی نعمتیں عنایت فرما کر اجازت و خلافت و دستار بندی سے سرفراز فرما کر رخصت کیا۔

اور جب آپ فائض الحرام ہو کر وطن تشریف لائے تو آپ کے فیضان سے سارا پنجاب سیراب ہو گیا۔ اور امام وقت کہلائے۔ اور ایسی فتوحات و برکات نازل ہوئیں۔ کہ علامۂ وقت حضرت مولانا سید مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام جامع مسجد فتح پوری دہلی بھی مرید ہو کر صاحب مجاز ہوئے۔ اور حضرت مولانا رکن الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ الوری مصنف کتاب رکن دین آپ ہی کے خاندان میں ہوئے ہیں۔ اور آپ کے تقدس و کرامات کی وجہ سے لوگ آپ کے گاؤں کو رتڑ چھتڑ کی بجائے مکان شریف کہنے لگے۔ پھر آپ کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا۔ کہ ایک روز حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح بنانے کیلئے حجام کو طلب فرمایا۔ اور اس سے آئینہ طلب کیا۔ وہ دیہات کا رہنے والا اس کے پاس آئینہ

کہاں اُس نے عذر کیا۔ خدام آئینہ لانے کے لئے دوڑے وہ وقت تو گزر گیا۔ مگر اس روز شام تک جو محبت والا۔ امرتسر۔ لاہور۔ گورداسپور وغیرہ سے زیارت کیلئے آیا ہر ایک کے پاس آئینہ تحفہ کے طور پر ضرور موجود تھا۔ اور حضرت کے دربار میں آئینوں کا ڈھیر لگ گیا۔ مردانِ خدا اگر سرسری خیال سے بھی کبھی کوئی شے طلب فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو اسی شے کے پہنچانے پر مامور فرما دیتے ہیں۔ انکا ارادہ۔ ارادۂ الٰہی ہو جاتا ہے۔ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود ان کا قول فرمانِ الٰہی ہو جاتا ہے۔ جانتے ہو کہ یہ مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ کو کسطرح نصیب ہوا۔ پہلے کوئی ان کی طرح ایک رات کی بیاہی دولہن اور سب تعلقاتِ دنیاوی کو قطع کر کے پیر صاحب کے قدموں سے ایسا مستحکم رابطہ قائم کرے۔ اور اس طرح بے لوث خدمت تو کرے

ارشاد فرمایا:۔ کہ حضرت شاہ صاحب ممدوح و مرحوم کے پیر کے آستانہ مبارک میں ایک گھوڑی آپ کی سواری کی بہت ضعیف و بوڑھی ہو چکی تھی۔ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ گھوڑی کو سید امام علی شاہ صاحبؒ کے ہاں پہنچا دو۔ وہ گھوڑی حضرت شاہ صاحب کے ہاں بھیجی گئی۔ آپ نے اس کی نگہداشت اور چارہ وغیرہ کا جو انتظام کیا وہ تو شایانِ شان تھا ہی۔ مگر آپ کا معمول رہا کہ ہر روز علی الصبح اُس گھوڑی کی زیارت کو طویلہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

ارشاد فرمایا:۔ کہ حضرت سید امام علی شاہ صاحبؒ کے ایک خلیفہ حضرت بدھن شاہ صاحبؒ تھے۔ ایک روز مکان شریف کا ایک چوہڑہ امرتسر سے آتا ہوا ان کے گاؤں میں جا نکلا۔ اس کے ہمراہ ایک کتا بھی تھا۔ اس بھنگی کو خیال آیا۔ کہ ہمارے شاہ صاحب کے ہاں اس گاؤں کے ایک شخص اکثر جایا کرتے ہیں۔ چلو ان کے ہاں بھی ہوتے چلیں۔ وہ دریافت کر کے حضرت بدھن شاہ صاحب کے مکان پر حاضر ہوا۔

آپ نے پہچان لیا کہ یہ خاکروب تو مکاں شریف کا رہنے والا ہے۔ تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ اس کی بڑی خاطر تواضع کی۔ نواری پلنگ اور عمدہ بستر لگایا گیا۔ اور کتے کیلئے بھی نواری پلنگ بچھایا گیا۔ اور عمدہ عمدہ کھانے پکائے گئے۔ اور دونوں کے سامنے لاکر رکھے گئے۔ اور آپ دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ عموماً کتا کھانے وقت نئے آدمی کو پاس دیکھ کر غرایا کرتا ہے۔ اس لئے وہ آپ کو دیکھ کر غرانے لگا آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا بھائی خفا نہ ہو غلاموں میں ایسے نالائق غلام بھی ہوا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا وہی چوہڑہ ایک مرید کے ہاں پہنچا جو چمڑے کا کام کرتا تھا۔ اس نے کاٹھی اور زین پر چڑھانے والا عمدہ چمڑہ کتے کے نیچے بچھا دیا اور بڑی خاطر و مدارت کی جب خاکروب رخصت ہو گیا تو اس مرید نے خیال کیا کہ اس چمڑے پر میرے آقا کے گاؤں کا خاکروب اور کتا بیٹھا ہے۔ اگر اس کو زین پر لگا دیا تو بے ادبی ہو گی۔ اس خیال سے اسنے اس چمڑے کے ڈول بنا دیئے۔ اللہ اللہ پیر کے آستانہ کا کسقدر ادب و احترام ہے۔ با ادب با نصیب۔ بے ادب بے نصیب

حضرت مولانا مولوی عبد المجید خاں صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سترہ سال تک حضرت صاحب قبلہ کو دیکھا ہے۔ کہ آپ دربار علی پور شریف میں حاضر ہوتے تو قضائے حاجت کیلئے ہمیشہ علی پور شریف کی سرزمین مبارک کی حدود سے باہر تشریف لے جاتے کبھی آپ نے آبادی تو درکنار علی پور شریف کے جنگل میں بھی پیشاب نہ فرمایا۔ ہمیشہ زمین پر استراحت فرماتے۔ ایک دفعہ آپکو اتفاق سے وہاں تکلیف ہو گئی میں نے ایک چارپائی پر بستر کر دیا اور باصرار التجا کی کہ آپ چارپائی پر آرام فرمائیں چونکہ آپ کسی بچہ کی بات کو بھی رد نہ فرماتے تھے۔ اس لئے میری آرزو اس طرح پوری ہوئی کہ بستر اٹھا کر چارپائی کو الٹا دیا۔ اور پھر اس پر بستر کر کے آرام فرمایا۔ اور مسکرا کر کہا کہ تیرا کہنا بھی ہو گیا۔ اور ہماری بات بھی رہ گئی۔ بستر تقریباً زمین پر ہو گیا

پیر کے تبرکات کی قدر و منزلت

ارشاد فرمایا کہ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز کے مرید خاص حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کے بھی درباری تھے۔ اور اکثر قصائد سنا کر بیش قیمت انعام حاصل کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی غریب آدمی حضرت سلطان جی کے ہاں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ لڑکی جوان ہو گئی ہے۔ شادی کا بندوبست شریف گھرانہ کی رسم و رواج کے مطابق کچھ نہیں ہے۔ کچھ مدد فرمایئے۔ حضرت سلطان جی نے خادم کو اشارہ کیا۔ وہ آپ کی پرانی ٹوٹی ہوئی جوتیاں لیکر حاضر ہوا۔ اور اس حاجت مند آدمی کو دے دیں۔ تو اس کو بڑا افسوس ہوا کہ فضول دربار میں سوال کیا۔ اس جوتے کی قیمت کوئی شخص زیادہ سے زیادہ چند پیسے دے دیگا۔ اس سے کیا کام چل سکتا ہے۔ مگر شرم و لحاظ سے اس نے وہ عطیہ رد نہ کیا۔ اور چادر میں لپیٹ کر بغل میں دبا لیا۔ اور اجازت لیکر رخصت ہوا۔ اس روز امیر خسرو نے بادشاہ کے دربار میں کسی تقریب شاہی پر نہایت اعلےٰ قصیدہ سنایا تھا۔ اور بادشاہ نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ اور اشرفیوں کی ایک بھری ہوئی کشتی انعام دی تھی۔ حضرت امیر خسرو غلام کے سر پر رکھوا کر گھر آ رہے تھے۔ راستہ میں وہ حاجت مند آدمی حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی پاپوش مبارک لئے ہوئے ملا۔ امیر نے اس سے حال دریافت کیا۔ اس نے سب ماجرا بیان کرکے کہا کہ اس جوتے سے میرا کیا کام بنے گا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے تمام انعامات شاہی کے بدلے وہ جوتیاں خرید لیں۔ اور اپنے سر پر رکھ کر مستانہ وار اسی حال میں سلطان جی کے دربار میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا خسرو ارزاں خرید کر دی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرید سے کوئی اُن مبارک جوتوں کی قیمت دریافت کرے جس کی نظر میں ہفت اقلیم کی دولت اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔

ارشاد متعلق وسیلہ:۔ ایک دفعہ اسٹیشن جنبد برکسی بالو نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا پیری مریدی فرض ہے۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ فرض دو طرح کے ہوتے ہیں ایک فرض حکمی۔ دوسرا حقیقی۔ فرض حکمی تو یہ ہے۔ کہ جس کی نسبت امرالہٰی نص قطعی سے ثابت ہے۔ مثلاً روزہ۔ نماز۔ زکواۃ وغیرہ ارکان اسلام اقیموا الصلواۃ واتوا الزکواۃ سے ثابت ہیں اور یہ سب عبادات بدنی واخلاقی اصلاح انسان کے لئے فرض ہوئیں۔ دوسرا فرض حقیقی ہے۔ جس سے روحانی اصلاح کیلئے ایک وسیلہ کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۝ لیے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور اسکی طرف وسیلہ پکڑو اور اس کے راستہ میں مجاہدہ کرو شاید کہ تم فلاح پاؤ۔ اس آیت پاک میں مومنوں کو خطاب ہے اور تقوا کی تاکید فرما کر وسیلہ پکڑنے کی ہدایت ہوئی ہے۔ پھر جہاد اور مجاہدہ کا حکم ہوا ہے۔ مقام غور ہے کہ وسیلہ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم تو مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جو اس جگہ مخاطب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر اس کے رسولوں پر اس کے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر ایمان لا چکا ہے۔ اور انکو تو وہ پہلے ہی قبول کر چکا ہے۔ اب جو تقوے کی ہدایت کے بعد وسیلہ اختیار کرنے کا اشارہ ہے۔ تو صاف پایا جاتا ہے۔ کہ یہ وسیلہ پیر ہی کی ذات اقدس ہے۔ جو روحانی اصلاح کیلئے ازبس ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اس آیت سے ایک نکتہ اور راز بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور سیاق قرآنی کا معجزہ ہے۔ کہ وجاھدو کا حکم آخر میں ملا ہے۔ اوّل ایمان پھر اتقا اس کے بعد تلاش وسیلہ اور سب سے آخر وجاھدو یعنی مجاہدہ کا حکم ہے۔ پس معلوم ہوا کہ پیر طریقت پکڑنے سے پہلے مجاہدہ کیا جاتا ہے۔ تو وہ عجب و تکبر اور ہوائے نفس کا باعث بن کر فائدہ کی بجائے ضرر رساں ہوتا ہے۔ اب یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو نسبت

جوارح کو روح کے ساتھ ہے۔ وہی نسبت فرض عملی یعنی عبادت جوارح نماز و روزہ حج وزکواۃ وغیرہ کو فرض حقیقی یعنی وسیلہ اور اصلاح روح کے ساتھ ہے۔ اسلئے حدیث شریف میں آیا ہے۔ من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان۔ کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے۔ اور یہ امر بھی بادی النظر میں نہایت صاف اور قابل تسلیم ہے۔ کہ کوئی ادنٰے سے ادنٰے کام اور سیدھے سے سیدھا راستہ بھی جو بیشمار پیچ و خم اور شیطان راہ مار اور وساوس شیطانی و نفسانی کے پُر خطر حوادث سے بچکر راہ مستقیم کو جاتا ہے۔ اس پر چلنے کیلئے کیسے زبردست رہبر و راہ نما کی ضرورت ہے۔ جب کوئی شخص دائرہ محبت میں قدم رکھ کر رجوع الی اللہ ہوتا ہے۔ اور شیخ کو وسیلہ گردانتا ہے۔ تو پھر سارے خدشوں اور مرحلوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ہیچ پرکار یم یک پا بر شریعت مستقیم
پائے دیگر سیر ہفتاد و دو ملت میکنیم

انسان کے جسم میں دل ایک ہی ہے۔ تو محبت بھی ایک ہی ہو گی۔ اگر اس کے دل میں محبت حق جاگزیں ہو گی تو پھر باطل کا کھٹکا اس کے دل سے نکل جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم معتقد دعوۂ باطل نہیں ہوتے
سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

پس چاہیئے کہ کسی مرد کامل کا دامن پکڑے تو پھر اسی کا ہو رہے۔ کیونکہ یک در گیر و محکم بگیر کا مقولہ مشہور ہے۔ یعنی مضبوطی سے ایک دروازہ پکڑے اور اگر اس اصول پر عمل در آمد نہ کریگا۔ تو حقیقت خداوندی تک ہرگز نہیں پہنچ سکے گا۔ ایک ہندی شاعر گرو کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ ہر روٹھا گرو میل دے۔ گرو روٹھا جگ نال ٹھوڈ ٹھیر یعنی عتاب الٰہی سے پیر کے وسیلے اور دُعا سے قرب الٰہی تک پہنچ سکتا ہے۔ مگر پیر ناراض ہو جائے تو اس کی خفگی میں دونوں جہان کا خسارہ ہے۔ گرو کے معنی پیر کے ہیں۔ اور یہ حساب کی ایک اصطلاح بھی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس سوال کے حل کرنے کیلئے گر یاد کرو۔ وہاں گر سے مراد طریقہ ہوا۔ منزل سلوک کو طے کرنے کیلئے اور اسرار وحدت کے حل کرنے کے لئے بھی گرو کی از حد ضرورت ہے۔ جس طرح

گرُسے سوالات آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گرُسے منازل طریقت جلد طے ہو جاتی ہیں۔ حضرت عارف رومی مولانا جلال الدین صاحب مثنوی معنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیر کی شان میں کیا خوب فرمایا ہے۔

؎ مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نشد

یعنی جب تک حضرت خواجہ شمس الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کا غلام نہ ہوا اسکو مولانائے روم ہونا نصیب نہ ہوا۔ جس نے جو پایا ہے۔ پیر کے صدقے سے ہی پایا ہے بعض اوقات پیر کی خفگی چشم نمائی انداز تربیت ہوتی ہے۔ اور طالب کی تکمیل توجہ جمالی و جلالی دونوں سے ہی کی جاتی ہے۔ حکیم حاذق اپنی تجویز سے کبھی میٹھی دوائی دیتا ہے۔ کبھی کڑوی کسیلی۔ طالب کو چاہیئے اپنے پیر کی رضا میں راضی رہے اور استقلال و استقامت کو ہاتھ سے نہ دے۔ اسکو پیر کی جھڑکیوں اور چشم نمائیوں میں بھی وہی لطف آئے جو اسکی مہر و عطا میں آتا ہے۔ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے خوب مزے کی بات کہی ہے۔

؎ بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ رب العزت نے کل کائنات سے برگزیدہ اور افضل انبیا علیہم السلام کو بنایا اور ان سب پاک وجودوں سے افضل و اعلیٰ سردار اولین و الآخرین خاتم المرسلین ہمارے حضور حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کی تعلیم و تربیت خود معلم حقیقی نے اپنے علم ازلی سے فرمائی وہ نبی امی نہ کسی مکتب و مدرسہ میں پڑھے نہ کسی انسان و فرشتہ سے تعلیم پائی بلکہ اس آفتاب رسالت کو تجلّی نور عطا ہوا تھا۔ اور اس کی شعاعوں نے سارا جہان روشن و منور کر دیا۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خطاب خاتم المرسلین ہے۔ اور خاتم کی ت کے اعراب بدلنے سے اس کے دو معنی

ہو جاتے ہیں۔ خاتم بفتح تا بمعنی مہر و انگوٹھی کے ہیں یعنی حضور کی ذات ستودہ صفات اس فرد ثبوت پر جو عرصہ آدم علیہ السلام سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک اس عرصہ ظہور میں آئی آپ بطور تصدیقی مہر کے ہیں۔ قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی دستاویز تیار کی جائے تو اس کی تصدیق و شہادت کیلئے آخر میں مہر ثبت کر دیتے ہیں۔ لہذا خاتم المرسلین بفتح ت سے یہی مراد ہے۔ کہ ہمارے حضور فرد نبوت کی آخری تصدیقی مہر ہیں۔ جو کل انبیا سابقین کی تصدیق فرماتے ہیں اور خاتم المرسلین بکسرت لکھیں تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ حضور ختم کرنے والے سلسلہ نبوت کے ہیں اور مکمل کرنے والے تبلیغ و رسالت کے ہیں۔ ہمارے رسولؐ کو علم اولین و آخرین دیا گیا تھا۔ اور اس آفتاب رسالت کو جلی ضیاء و روشنی عطا ہوئی تھی جس کی وجہ سے عالم کا ذرہ ذرہ حضور پر روشن ہے۔ اور اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین مانند ماہتاب کے ہیں۔ جنہوں نے آفتاب رسالت سے نور حاصل کیا ہے۔ قرآن کریم میں لفظ ضیا آفتاب کے لئے اور نور ماہتاب کیلئے آیا ہے۔ اور ضیا نور میں فرق یہ ہے۔ کہ ضیا جلی نور کو کہتے ہیں اور نور محض انعکاسی روشنی ہے۔ جو ضیاء سے حاصل کی گئی ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے ضیاء الشمس اور نور القمر۔ پس معلوم ہوا کہ اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم نے نور حاصل کیا ہے۔ اور وہ اصلی ضیاء کا محتاج ہے۔ رات کو اگر آفتاب کی روشنی سے فیضیاب نہیں ہو سکتے تو ماہتاب سے ہی روشنی پا سکتے ہیں لقل سبب ہے۔ اس آفتاب رسالت سے صحابہ کبار رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اتحادی روشنی پائی۔ اس لئے جملہ اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہ سے ان کا درجہ بلند ہے۔ اصول کا مسئلہ ہے۔ کہ ولی کسی صحابیؓ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اولیاء کرام نے سلسلہ آفتاب رسالت سے انعکاسی نور حاصل کیا۔ پھر اب جس کو

روشنی کی ضرورت ہو وہ اس شب تاریک میں ماہتاب اور ستاروں سے چراغوں اور لمپوں سے اپنا تاریک گھر روشن کرے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی اولیا اللہ کی ایک گھڑی کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے افضل ہے۔ اور حق بھی یہی ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص سو سال تک اخلاص سے آفتاب آفتاب کرتا رہے۔ تو کیا حاصل ہوگا۔ جب تک وہ دھوپ میں نہ بیٹھے۔ دھوپ یعنی ضیاء آفتاب میں بیٹھنا سو سال تک آفتاب آفتاب پکارنے سے افضل ہے۔ رسول اللہ صلعم کی صحبت بابرکت کا شرف اصحاب کرام حاصل کر چکے وہ وقت سعید تو نکل چکا اب اولیا کرام کی صحبت ہی غنیمت ہے۔ جو اسی سرچشمہ سے فیوضیات حاصل کرکے ایک زمانے کو فیض یاب کر رہے ہیں۔ اور اولیا اللہ کی زیارت کسی شخص کو خواہ ایک گھڑی کے لئے میسر آئے۔ وہ اپنا نورانی عکس قلب طالب میں ڈال دیتے ہیں۔ مگر اس کے قیام و استحکام کیلئے علی قدر استعداد ایک عرصہ چاہیے۔ جیسے فوٹوگرافر فوٹو لیتے وقت محض ایک لمحہ اپنے آئینہ کے سامنے کھڑا کرتا ہے۔ مگر رنگ آمیزی میں ہفتہ عشرہ لگ جاتا ہے۔ تب کہیں تصویر بنتی ہے۔ اب غور کریں ظاہری تصویر کیلئے ہفتہ درکار ہے۔ تو باطنی مصوری کے لئے کتنا وقت چاہیے۔ اسی طرح طالب صادق کو شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے اور صحبت میں حاضر رہنے کی ایک عام فہم مثال ہے۔ یعنی نورباف اپنا کپڑا تیار کرنے کیلئے پہلے تانا تنتا ہے۔ تانا لمبے تاروں کو کہتے ہیں۔ اور نورباف کو دیکھئے کہ کتنی مرتبہ لمبا چکر تانا تننے میں اس کو لگانا پڑتا ہے۔ جب وہ بہت دفعہ اپنے فاصلہ معینہ پر چکر لگا لیتا ہے۔ تو پھر پوری یعنی بانا تاننے کا وقت آتا ہے۔ اور ایسا ہے

شمار عرصہ تک اس زمانے میں عرصنی چکر لگانا پڑتا ہے۔ جب کہیں مدت میں کپڑا اتیار ہوتا ہے۔ اور وہ کپڑا بندگانِ خدا کی ستر پوشی کر سکتا ہے۔ پھر اس کے سوت اور ظاہری و باطنی صفائی اور پائیداری کے لحاظ سے قیمتی کپڑا اتیار ہوتا ہے۔ نورباف یعنی کپڑا بننے والے کی سعی تقریباً ایک سی ہوتی ہے۔ مگر سوت کے لحاظ سے کپڑا تیار ہوتا ہے۔ اب خیال کرنا چاہیے تانا تو وہ لمبا سفر ہے۔ جو طالب اختیار کر کے خدمت شیخ میں پہنچتا ہے۔ اور بانا وہ عرضی چکر ہے۔ جو صحبت شیخ میں کچھ عرصہ رہنا پڑتا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کو جو ازلی سلیقہ تھے۔ بائیس سال کے تانا پور کے بعد مسند امامت عطا ہوئی تھی۔ وہ یار غار اس عرصہ تک صحبت خیر الانام میں حاضر رہے۔ سفر و حضر میں رات دن ہر وقت جان و مال حضرت پر نثار کرتے رہے تب کہیں خلافت و امامت پر متمکن ہوئے انسان دنیا کے کاروبار میں پڑ کر اس کار خیر سے محروم نہ رہے اسلیئے حتی الوسع صحبت اولیاء اللہ سے مستفیض ہوتا رہے۔

ارباب مشاہدہ و مجاہدہ کا فرق اور مراقبہ کے فوائد

ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضور قبلہ عالم حضرت شاہ صاحب سرکار علی پور رحمتہ اللہ علیہ اور ایک اور بزرگ عالم بڑے حضرت بابا فقیر محمد صاحب قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے آقا و مولا حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے آکر مشاہدہ جمال حقیقی میں دوام مراقبہ اختیار فرمایا۔ اور عالم بزرگ درس تدریس اور مطالعہ کتب اور درود و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ اور مجاہدہ و زہد کا یہ عالم تھا کہ کھانا اگر مزیدار ہوتا تو اس کو بدمزہ کرنے کے لئے ذرا سا پانی اس میں ڈال دیتے تھے۔ مگر

ہمارے حضرت نے موسم گرما میں اگر پانی بھی طلب فرمایا تو حکم دیا کہ ٹھنڈا ہو ورنہ برف ملا کر لاؤ۔ بات یہ ہے۔ کہ ارباب شاہدہ ہر ایک ظل میں اصل کو دیکھتے ہیں۔ جب وہ کسی نعمت۔ نعمتہائے الٰہی کو پاتے ہیں تو زیادہ شکر کرتے ہیں اور زیادہ قرب نصیب ہوتا ہے۔ ہر نعمت میں منعم حقیقی کا جلوہ دیاد اور شکر کا موقعہ ملتا ہے۔ مگر ارباب مجاہدہ نفس سے ڈر کر ایسی نعمتوں سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مقبولیت و محبوبیت کا شہرہ ہندوستان کے علاوہ عرب۔ عجم روم شام تک پھیل گیا۔ جس طرف نکل جاتے ایک مخلوق پروانہ وار قربان ہوتی ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب چہارم

مختصر حالات حضرت قبلہ قاضی حفیظ الدین صاحب خادم کتکی رح

آنجناب حضرت قبلۂ عالم امیر ملت شاہ صاحب علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ مجاز اور صوفی منش بزرگ تھے۔ آپ کی نسبت عالیہ جلالی اور کشفی تھی۔ ذرا سی آواز یا آہٹ پر تڑپ جاتے تھے۔ کیا مجال کہ کوئی ہاتھ لگا دے یا سوتے میں چھیڑ دے تو فوراً چیخ مار کر لوٹنے و تڑپنے لگ جاتے تھے۔ چہرہ اقدس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بطون میں آگ لگی ہوئی ہے۔ محویت اس قدر تھی کہ بعض دفعہ پاس بیٹھنے والوں اور روزمرہ ملنے والوں کو بھی بھول جاتے تھے۔ ایک دفعہ مسجد شہیداں کے باہر استنجا خشک کر رہے تھے۔ دو جولاہوں کے لڑکے لڑتے ہوئے دوڑتے ہوئے پاس سے گذرے اور ایک لڑکے کا ہاتھ آپ کو لگ گیا۔ پس وجد ہو گیا اور گر کر لوٹنے لگے۔ ہاتھ میں سخت ضرب آئی اور کئی ماہ کے بعد آرام آیا۔ کسی نے معذرت کی تو فرمایا اس ہاتھ کو ٹوٹنا ہی تھا۔ آج اس نے غلط استنجا کیا تھا۔ فرمایا ایک دفعہ علی پور شریف میں چند اشخاص حضور انور قبلہ شاہ صاحب رح کے پاؤں مبارک دبا رہے تھے۔ چاہا کہ ہم بھی یہ سعادت کیوں نہ حاصل کریں۔ جونہی پائے اقدس کو ہاتھ لگایا چیخ مار کر الٹے گر گئے۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا ؎

ساغر مے کی طرح اے ساقی — ایڑیوں تک ہم بھی بھرے بیٹھے ہیں

فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم حضور انور رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز تھی

اور سٹیشن علی پور کے قریب مہمان خانے میں قیام پذیر رہتے اور جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب خدمت میں حاضر ومامور رہتے۔ ہم بھی حاضر خدمت ہوئے اور تیمارداری میں شریک ہوئے۔ ایک روز حضور کو اٹھانے کی ضرورت پیش آئی۔ کیونکہ نقاہت زیادہ تھی۔ ڈاکٹر صاحب کہیں باہر تھے۔ حضور نے ارادہ فرمایا تو ہم نے اٹھانا چاہا مگر جونہی جسم اطہر کو ہاتھ لگایا چیخ مار کر کانپنے لگے حضور نے فرمایا او بھائی ڈاکٹر کو بلاؤ۔ ان کے قابو کی یہ بات نہیں ہے۔

تبلیغ سلسلہ عالیہ ۔ آنجناب کی طبیعت میں خدمت تصوف کا جذبہ کارفرما تھا۔ حضرت قبلہ محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد علاقہ ہریانہ کے اضلاع رہتک۔ حصار۔ گوڑگانواں میں کئی ہفتہ گاؤں در گاؤں تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی وجہ سے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ الغفران علاقہ رہتک وحصار میں کئی دفعہ تشریف لائے اور صاحبزادگان بھی تشریف لاتے رہتے تھے۔ ستمبر کا مہینہ آیا تو ملا محمد یعقوب خاں صاحب مرحوم ومغفور پہلے سے پہلے ہی عریضہ خدمت عالیہ میں تحریر کرتے۔ کچہری میں کئی کئی دن قیام فرماتے پھر گوڑیانی تشریف لاکر قیام ہوتا۔ اس طرح تمام ماہ ستمبر گذرجاتا۔ حلقہ ہائے ذکر ہوتے۔ مجالس میلاد شریف ہر روز ہوتیں۔ لوگ ذوق شوق سے سلسلہ عالیہ میں داخل ہو کر فیضیاب ہوتے اور ایک ہی حلقہ میں اکثر بعید گذار اللہ کا شرع بن جاتے۔ سرگودھا میں ایک روز حضرت مولانا عبدالمجید صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ گذشتہ ایام کا ذکر خیر فرماتے ہوئے فرمایا ؎

اے سعدی اب کیا کہوں ان اگلی صحبتوں کو بن بن کے کیسے کھیل یہاں پر بگڑ گئے

حلیہ شریف ۔ قد بلند بالا۔ رنگ سانولہ۔ آواز شیریں اور دلکش۔

تقریر دلپذیر۔ عام طور پر سفید لباس پہنتے اور سر پر عمامہ سفید ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھی گول کھڑی ٹوپی بھی زیب سر فرماتے تھے۔ کہیں باہر تشریف لے جاتے تو واسکٹ اور قبا بھی پہنتے اور عالمانہ شان معلوم ہوتی تھی۔ طبیعت نہایت سادہ تھی۔ تصنع اور بناوٹ نام کو بھی نہ تھا۔ کھانا نہایت سادہ ہوتا تھا۔ جو مل جاتا کھا لیتے۔ پان بھی استعمال کرتے تھے مگر حقہ نہیں پیتے تھے بلکہ نفرت تھی۔

خاندانی حالات ۔ آپ اسرائیلی شیخ تھے۔ فرمایا کرتے تھے ہمارے والد صاحب مرحوم شیخ کریم الدین صاحب مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے اور ہمارے خاندان میں شاہی زمانے سے خطیب اور قاضی ہوتے آئے ہیں۔ آپکی والدہ صاحبہ مرحومہ اکرام النسا بنت قاضی امداد علی صاحب بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں انتقال کے بعد والد صاحب نے ایک بڑی جائیداد چھوڑی تھی۔ مگر چونکہ ہم سب بھائی چھوٹے تھے اس لئے سب خورد برد ہو گئی۔ ہم سب بھائیوں سے چھوٹے ہیں۔ وجیہہ الدین۔ علاؤ الدین اور جمیل الدین ہم سے بڑے تھے۔ فرمایا مڈل پاس کر کے ہم جے پور میں کچھ دنوں ملازم رہے۔ جب وہاں سے ملازمت چھوٹ گئی تو بھائی جمیل الدین کے پاس آگئے جو ان دنوں گوڑیانی میں پٹواری تھے۔ اسی زمانے میں ہم نے بادشاہ کی بھی زیارت کی جو ایک کامل شاہی فقیر قریب گوڑیانی موضع لوندھڑے میں رہتے تھے۔ فقیر بڑا کامل اور سیف زبان تھا۔ اور بہت مخلوق دور دور سے ان کی خدمت میں آتی تھی۔ گوڑیانی میں دراز خان بھائی بھی فقیر منش آدمی تھے۔ یہ ہم کے پیر جی سے مرید ہو کر کچھ دنوں مجذوب رہے مگر پھر رفتہ رفتہ سلوک آگیا۔ لوگ ان کو دراز بھائی کہتے تھے۔

ذکر بیعت ۔ آپ نے فرمایا کہ ابتدا ہی سے ہمیں درویشوں اور

فقرا سے محبت تھی۔ شروع میں حضرت قبلہ مولانا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصوری سے تعارف نہ تھا۔ ایک روز آپ اپنے مکان کے سامنے ترکی ٹوپی پہنے کھڑے تھے۔ کسی نے کہا کہ یہ بابو جی بڑے بزرگ آدمی ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جب سنہ ۱۹۱۰ء میں حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت حافظ انور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لائے تو جناب تحصیلدار منظر حسین صاحب مرحوم کی تحریک و ترغیب سے ہم بھی داخل سلسلہ عالیہ ہو گئے اور پہلے ہی حلقہ میں وجد و حال چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ فرمایا بعد و لبت سنہ ۱۹۱۰ء میں ہم جالندھر میں گرداور تھے۔ ایک روز تحصیلدار صاحب ممدوح نے ہمیں ڈیرے سے بلا کر فرمایا۔ بھائی جی (داخل سلسلے کے بعد سب رہتک والے آپ کو بھائی جی کہنے لگے) یہ فلاں پٹواری قادیانی ہو گیا ہے۔ ہم نے اس کے ساتھ مکالمہ کیا تو وہ جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہوتی ہے بکواس کرنے لگا۔ ہمیں جذبہ آ گیا اور اس کو سرزنش کیا۔ اور اپنے مقام پر واپس آ گئے۔ صبح تحصیلدار صاحب نے پھر ہمیں بلایا اور کہا بھائی جی یہ شخص تو صبح سے رو رہا ہے اور کہتا ہے کہ رات خواب میں دیکھا کہ مرزا قادیانی بھائی جی کے قدموں میں پڑا گڑگڑا رہا ہے آپ اس کو مرید کر لو۔ ہم نے کہا کہ ہمیں اجازت نہیں۔ یہ رہتک قبلہ حضرت محمد حسین صاحبؒ کی خدمت میں چلا جائے آنجناب مرید کر لیں گے۔ چنانچہ وہ رہتک آ کر مرید ہو گیا۔

ارشاد فرمایا کہ ابتدا میں علی پور شریف تک ریل نہ تھی۔ جلسہ شریف میں شرکت کے لئے سیالکوٹ سے پسرور تک تانگوں میں آتے اور وہاں سے پیدل علی پور شریف جاتے۔ حافظ انور علی صاحبؒ اکیلے تانگے میں جاتے حضرت حافظ صاحبؒ کو مولانا حاجی محمود صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

سے نسبت اور خلافت تھی۔ مگر حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ ہر سال انجمن خدام الصوفیہ کے جلسے میں تشریف لاتے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت مولانا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبادلہ تیرہ سال کے بعد رہتک سے کرنال ہو گیا تو یاران رہتک کو بڑا قلق ہوا اور ہر ایک کی زبان پر یہ مصرعہ تھا۔ ع تو کہاں چھوڑ چلا اے دلبر جاناں ہم کو۔

جب حضرت مولانا مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کرنال تشریف لے جانے لگے تو مدرسہ اسلامیہ کا حساب ہمارے سپرد کیا اور ایک ہزار روپیہ مدرسہ کی صندوقچی سے نکال کر ہمارے حوالے کئے۔ حالانکہ کسی کو خبر بھی نہ تھی کہ مدرسہ میں اس قدر روپیہ ہے۔ اب ایسے مخلص کہاں مخلصین لہ الدین حنفا ویکون الدین للہ۔

زمانہ ارتداد ۱۹۲۲ء

فرمایا ۱۹۲۲ء میں انگریزوں نے ہندو مسلم اتحاد و اتفاق کو نفاق و شقاق سے بدلنے اور زک پہنچانے کے لئے سوامی شردھانند کو میانوالی جیل سے رہا کرکے شدھی سنگٹھن تحریک کے لئے ابھارا اور ادھر قادیانی جماعت کو جو انگریزوں کی ہمیشہ سے ایجنٹ اور جاسوس رہی ہے اکسایا۔ شردھانند نے آگرے کے علاقہ میں ملکھانے راجپوتوں کو مرتد بنانا شروع کیا اور کاغذی گھوڑے دوڑا کر اس قدر زور شور سے پروپیگنڈا کیا جیسا کہ سارے مسلمانان ہند کو ابھی ہندو بنالے گا ادھر قادیانی جماعت نے آریوں کے ساتھ بحث مباحثہ شروع کرکے پلول وایٹہ اور متھرا و آگرے کے علاقہ میں بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنا شروع کر دیا اور ہندو مسلمان کا سخت مقابلہ و مباحثہ مذہبی و معاشی شروع

ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی مرحوم حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ کی خدمت میں تشریف لائے۔ آٹھ روز تک امرتسر میں مولانا کے وعظ ہوتے رہے۔ ہزاروں مسلمانوں نے چندہ دیا اور ہندوؤں کے مقابلہ میں تبلیغی جماعتیں قائم کیں۔ انجمن خدام الصوفیہ کا بھی ایک مشن آگرے گیا۔ حضرت قبلہ عالم نے مولانا غلام محمد صاحب اخگر کو ناظم اور حفیظ الدین صاحب رحمۃ اللہ کو نائب ناظم اور مولانا عبدالمجید خاں صاحب کو مبلغ اور انسپکٹر مقرر فرمایا اور بیس پچیس آدمیوں کی جماعت ان حضرات کے تحت پہلی دفعہ آگرے پہنچ گئی۔ مکان کرایہ پر لے کر دفتر قائم کر کے باقاعدہ تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ اور پھر وقتاً فوقتاً اور وفود بھی حضور امداد کے لئے روانہ فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ اس علاقہ میں حضور کے مشن نے چالیس مدارس اور ایک ہسپتال کھولا۔ ابتدا میں انجمن خدام الصوفیہ اور جماعت رضائے مصطفےٰ بریلوی باہم مل کر کام کرتے رہے۔ جب مولانا غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو کر واپس امرتسر تشریف لے آئے اور حضرت قاضی صاحب ان کی جگہ کام کرنے لگے تو آپ نے رضائی جماعت سے اپنا دفتر علیحدہ کر لیا۔ حضرت مولانا عبدالمجید خاں صاحب نے فرمایا کہ بھائی جی مرحوم آگرے میں بڑی جانفشانی اور جزرسی سے کام کرتے تھے۔ مولانا صاحب فرماتے تھے کہ ایک دفعہ قاضی صاحب کے کپڑے بوسیدہ اور میلے ہو گئے کیونکہ تنخواہ وغیرہ اور دیگر فتوحات کا کوئی انتظام نہ تھا اور نہ لیتے تھے۔ ایک روز جمعہ کی صبح کو آپ کو گریہ شروع تھا اور بار بار یہ شعر پڑھتے تھے۔

تو ڈھانپ دامن رحمت میں میرے عصیاں کو | الہٰی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں
کسی ہنسیں نہ ملک میرا دیکھ کر احوال | یہ اُن کے بندے ہیں جس کو کریم کہتے ہیں

ہم بھی اپنی چارپائی پر لیٹے سنتے رہے۔ ہم نے ایک جوڑہ کپڑوں کا پیش

کیا مگر آپ نے سخت انکار کیا۔ اور ایک موٹا سا کرتہ اور تہمند نکالا کہ یہ میرے کپڑے ہیں اور کیا ضرورت ہے۔ مگر ہم نے باصرار وہ کپڑوں کا جوڑا آپ کو دے دیا۔ تیسرے روز حضور قبلہ عالم کا گرامی نامہ علی پور شریف سے آیا کہ حفیظ الدین صاحب تیس روپیہ اور مولوی عبدالمجید خاں صاحب چالیس روپیہ ماہوار چندے کی رقم میں سے اپنی تنخواہ وضع کر لیا کریں۔ بھائی جی نے خط پڑھ کر افسوس کیا کہ اس روز کی میری فریاد پیر روشن ضمیر کو معلوم ہو گئی۔ یہ میری کمزوری تھی۔ غرض آپ نے تنخواہ لے کر کپڑے بنا لئے۔ مگر سال کے بعد جب جلسہ شریف کے موقعہ پر علی پور شریف حاضر ہوئے تو قاضی صاحب نے تین سو روپیہ اپنی تنخواہ میں سے حضور کی خدمت میں واپس کر کے ایسی التجا و عاجزی کی کہ حضور نے قبول فرما لئے۔

ارشاد فرمایا اسی زمانے میں حضور قبلہ عالم شاہ صاحب بھی آگرے تشریف لائے۔ ہم نے ایک بڑی حویلی میں حضور کے قیام کا انتظام ہر طرح سے کیا اور بھائی نور محمد لاہلی والے کو نگران مقرر کر کے تمام احباب کے ہمراہ حضور کی پیشوائی کے لئے سٹیشن پر حاضر ہوئے۔ دوپہر کے وقت گاڑی آئی جب حضور قیام گاہ پر تشریف لائے تو حویلی کو قفل لگا ہوا تھا بڑی پریشانی ہوئی۔ نور محمد کی تلاش ہر جگہ کی لیکن کہیں نہ ملا۔ سائیکل پر تلاش کے لئے سٹیشن تک آدمی دوڑتے رہے۔ دوپہر کا وقت، آگرے کی گرمی حضور کے ہمراہ بہت سے علماء کرام اور مخلوق باہر دھوپ میں کھڑے کھڑے دق آ گئے۔ آخر حضور نے کرم فرمایا قفل کو ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا یہ تو کھلا پڑا ہے۔ حالانکہ تالا بڑا اور مضبوط تھا۔ حضور اندر تشریف لے گئے۔ بڑی دیر کے بعد نور محمد صاحب کہیں سے حقہ پی کر تشریف لائے

حضور بڑے ناراض ہوئے۔ اول بھائی جی کو لیا۔ آپ نے عذر کیا کہ حضور ہم نے تو ہر طرح کا انتظام فرش وفروش آب ودانہ کا کیا تھا۔ مگر یہ نور محمد کی غلطی ہے۔ حضور نے فرمایا تم نے ایسے آدمی کو کیوں چھوڑا تھا۔ پھر مولوی عبدالمجید خاں صاحب کی طرف رجوع فرمایا۔ اور فرمایا مولوی صاحب یہ کیا کیا۔ مولوی صاحب ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے کہ حضور قصوری ہوں قصور ہو گیا معاف فرمائیں۔ حضور مسکرائے اور فرمایا آپ کا کیا قصور ہے ساری غلطی تو نور محمد کی ہے اور معاملہ رفت وگزشت ہو گیا۔

ارشاد فرمایا کہ حضور کے قیام آگرے میں نواب رکاب گنج آگرہ نے حضور کی بڑے اہتمام سے دعوت کی۔ سینکڑوں آدمی دعوت میں شریک ہوئے اور ان کی بیگم صاحبہ داخل سلسلہ عالیہ ہوئیں۔ رات کو حضور نے انہی کے مکان پر آرام فرمایا۔ صبح کے وقت ذرا خنکی ہوئی تو بیگم صاحبہ نے محسوس کیا کہ حضور کو سردی لگ رہی ہے۔ لہٰذا اپنی زرین دولائی حضور کے اوپر ڈال دی۔ صبح کی نماز کے وقت ہم لوگ بھی حضور کی اقتدا کے لئے نواب صاحب کی کوٹھی پر پہنچ گئے۔ حضور وہی زرین اور رنگین دولائی اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اس ادا کو دیکھ کر بھائی جی کو جذب ہو گیا اور محبوب کی نرالی ادا اور سادگی پر چیخ مار کر تڑپنے لگے۔

قبلہ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایک روز صبح کی چائے پر ہم اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نواب صاحب کی کوٹھی پر گئے۔ لوگ چائے پی رہے تھے۔ پرچ اور پیالیاں بکھری پڑی تھیں۔ حضور ایک طرف کسی مریض کی نس کاٹ رہے تھے۔ ننگی تلوار ہاتھ میں اور مریض سامنے لیٹا ہوا تھا۔ جونہی حضور نے تلوار علم کی ہم بھی پہنچ گئے۔ قاضی صاحب کو اپنے محبوب

کی اس ادا پر بھی جذب ہو گیا۔ فرش پر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ اکثر پیالیاں ٹوٹنے سے آپ کو کئی مقام پر چوٹیں آئیں اور دیر کے بعد ہوش آیا۔

ایک دفعہ حضرت قاضی صاحبؒ نے حضور کی خدمت میں شکایت تحریر کی کہ مدرسین بہت اخراجات کرتے ہیں۔ گرمی میں کھانڈ گھول گھول کر پیتے ہیں کیونکہ خود گڑ کا شربت پیتے تھے۔ حضور نے جواب ارسال فرمایا یہ مجاہد ہیں ان کو خوب کھانے پینے دو۔ آپ کچھ فکر نہ کریں رب دینے والا ہے۔ گلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضرت قاضی صاحب بڑے حق پرست اور راست گو تھے۔ فرمایا کہ موضع منجھولے میں ایک مدرس نہایت محنتی اور ہوشیار تھا۔ بچوں کو بڑی دلچسپی سے پڑھاتا تھا۔ ارکان اسلام اور فرائض و واجبات کی تعریف بچوں سے سن کر میں حیران رہ گیا۔ بچے نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھتے تھے۔ اس لئے میرے دل میں اس کی وقعت و قدر تھی مگر بھائی جی کسی وجہ سے اُس سے ناراض رہتے تھے۔ اُس میں بوجہ معلومات دینیات ذرا تمکنت بھی اور صوفیائے کرام کے ادب وآداب سے ناواقف تھا۔ اسی وجہ سے قاضی صاحب اُس کو بدعقیدہ سمجھتے تھے حالانکہ وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل تھا۔ ہم نے اس کی کارکردگی سے خوش ہو کر تنخواہ میں پانچ روپیہ اضافہ کی سفارش کی مگر آپ نے پانچ روپیہ تنزل لکھنا چاہا۔ ہم نے آپ کا قلم پکڑ کر عرض کیا کہ حضرت ایسے لائق مدرس کی ترقی کی بجائے تنزل کیا مانع رکھتا ہے۔ اس حالت میں قلم اچانک آپ کے ہاتھ سے اچھٹ کر کلائی میں ایسا لگا کہ خون جاری ہو گیا۔ دوسرے ہاتھ سے خون

بند کرتے ہوئے مسکرا کر فرمایا مولوی صاحب آپ برحق ہیں۔ قدرت نے مجھے تنبیہ کی ہے۔ میں اپنے خیال سے رجوع کر کے پانچ روپیہ اضافہ کرتا ہوں۔

قبلہ مولوی صاحب قصوری نے فرمایا سال ڈیڑھ سال کے بعد قاضی عبدالرشید شہید نے شردھانند کو قتل کر دیا شدھی و سنگٹھن کا کام ماند پڑ کر ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کے ہزاروں روپے خرچ ہو گئے مگر ملکانے راجپوت جہاں تھے وہیں رہے۔ ان لوگوں میں بعض رسمیں ہندوانہ اور بعض مسلمانی ہیں۔ نکاح بھی پڑھواتے ہیں اور پھیرے شادی ہندوانہ طرز پر کرتے ہیں مگر بڑے چالاک اور دغا باز ہیں۔ ہندوؤں سے کہتے تھے کہ ہم ہندو ہیں روپے دو ورنہ مسلمان ہوتے ہیں۔ مسلمانوں سے کہتے کہ فلاں شخص ہندو ہونا چاہتا ہے۔ ہندوؤں نے اس کو سو روپے دیئے ہیں اگر تم دو سو روپیہ دے دو تو شاید یہ ہندو نہ بنے۔ اسی طرح دونوں طرف سے خوب روپیہ سمیٹ کر دھوکا دیتے رہے اور خود جہاں کے تہاں ویسے کے ویسے ہی رہے۔

ارشاد فرمایا کہ جب حضور قبلہ عالم حیدر آباد دکن تشریف لے گئے تو بڑے صاحبزادے صاحب نے فرمایا کہ تبلیغی انجمن کا روپیہ پیر بخش سیالکوٹی کے پاس جمع تھا اس نے دیوالہ نکال دیا۔ لہٰذا اخراجات کی فکر کرنی چاہیئے۔ آگرے میں انجمن پر کئی سو روپیہ قرضہ تھا۔ مولوی عبدالمجید صاحب قصوری کو رہتک چندہ جمع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے شہر اور دیہات سے کئی سو روپیہ جمع کر کے آگرہ روانہ کئے۔ جتنے مدارس انجمن کے جاری تھے ان کو اہل دیہہ کے سپرد کر کے امدادی سکول بنا دیا۔ اور اس طرح یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ مولانا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصوری کے ہمراہ علی پور شریف جلسہ میں شرکت کے لئے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک روز مولانا صاحب نے قصور اپنے وطن مالوف میں قیام فرمایا اور ہم بھی آنجناب کے مکان پر ٹھہر گئے۔ رات کو ہم اور قاضی صاحب کوٹھے کی چھت پر برابر برابر چارپائیوں پر سو رہے تھے۔ نہ معلوم کس وجہ سے سوتے میں قاضی صاحب کو جذب ہو گیا اور تڑپ کر ہمارے پلنگ پر آ پڑے۔ ہم بھی نیند میں تھے۔ مجھے نہ معلوم کیا بلا آ گئی اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ آپ چھت کی منڈیر پر پڑے اور نیچے گرتے گرتے رہ گئے دو پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ صبح کو حضرت مولانا صاحبؒ کو خبر ہوئی فرمایا دونوں دیوانے ہو گئے۔ بھائی جی کو ہسپتال میں داخل کیا اور فرمایا عبدالمجید ان کی تیمارداری کرے اور خود علی پور تشریف لے گئے۔ دوسرے روز بھائی جی نے فرمایا مولوی صاحب اپنا ڈاکٹر تو علی پور شریف میں ہے وہاں ہی چلو تاکہ جلدی آرام آ جائے۔ چنانچہ دوسرے روز ہم بھی دربار میں حاضر ہو گئے اور بھائی جی کو تھوڑے دنوں میں آرام آ گیا۔ حالانکہ ڈاکٹر کہتا تھا کہ ایک ہفتہ تک کوئی حرکت نہ کریں ورنہ پسلی نہیں جڑے گی۔

کشف و کرامات و عملیات

۱۔ صوفی ذاکر علی صاحب کو دفتر سپرنٹنڈنٹ کچہری رہتک نے موٹر لائسنس سیکشن میں لگا دیا۔ یہ بڑی رشوت کی جگہ تھی۔ پہلا کلرک دو تین سو روپیہ ماہوار سپرنٹنڈنٹ کو دیتا تھا۔ مگر صوفی صاحب رشوت بالکل نہیں لیتے تھے اس لئے سپرنٹنڈنٹ کو کہاں سے رشوت دیتے۔ اس نے ڈی سی

سے آپ کی شکایت کر دی۔ ڈی سی نے بلا کر سخت تنبیہہ کی اور کہا کہ تم کو برخاست کر دیا جائے گا۔ صوفی صاحب نے حضرت قاضی صاحب سے تمام حال بیان کیا دوسرے روز آپ ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی پر تشریف لائے اور اس کے اردلی کو کہا کہ سپرنٹنڈنٹ سے کہہ دیا کہ اپنی شرارت سے باز آجائے ورنہ اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ اس وقت طبیعت میں بڑا جذب تھا دو روز نہ گذرے تھے کہ سپرنٹنڈنٹ پر ایک کیس چل گیا اور معطل کر دیا گیا۔ آخر بھائی جی کے قدموں میں آپڑا اور آپ سے عرض کیا کہ بال بچوں والا ہوں معاف فرمائیں ورنہ تباہ ہو جاؤں گا۔ آپ کو اس کی حالت پر رحم آگیا۔ اس کے لئے ختم شریف پڑھا گیا۔ دعائیں کیں لیکن پھر بھی اس کو عہدے سے تنزل کر کے ہیڈ کلرک بنا دیا گیا۔ تنخواہ کم ہو گئی اور تبادلہ ہو گیا۔

۲۔ بھائی محمد شفیع صاحب ساکن لالی نیک اور بزرگ یا ران طریقت سے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت قاضی صاحب لالی تشریف لائے۔ بھائی قطب الدین صاحب سخت بیمار تھے اور کئی روز سے بیہوش تھے۔ ان کے رشتہ دار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ دم کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے کلام الٰہی پڑھ کر دم کیا اور اپنے دست مبارک مریض کے تمام جسم پر پھیرے اس کو اسی وقت ہوش آگیا۔ اور آپ جب قیام گاہ پر تشریف لائے تو مریض کہنے لگا کہ آپ میری بیماری لے گئے۔

۳۔ بھائی صاحب مذکور نے فرمایا ایک دفعہ جناب لالی میں تشریف فرما تھے۔ برکت کی چھوٹی لڑکی سخت بیمار تھی۔ اس نے عرض کیا حضور لڑکی بیمار ہے چل کر دم فرما دیجئے۔ فرمایا اب چل کر کیا کریں گے۔ پھر وضو فرما کر کہا اب چلو۔ گھر جا کر دم کیا مگر کچھ مایوسانہ الفاظ فرمائے۔ لڑکی کی ماں نے کہا کہ ہمارے

ہنسنے سے پہلے اس کا دم نکل چکا تھا اب دوبارہ سانس آگیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی مرگئی۔ معلوم ہوا کہ جب لڑکی ختم ہوگئی تھی تو آپ کو معلوم ہوگیا تھا۔ اسی لئے فرمایا تھا کہ اب کیا کریں گے۔

۴۔ بھائی صاحب نے فرمایا ایک شخص کے کسی ہندو عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے وہ کسی بچے کو دم کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ اس کی شکل دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور آپ نے اس کو اسی وقت باہر نکال دیا۔ ایک ہفتہ بعد وہ مرگیا۔ بڑا موٹا تازہ نوجوان تھا۔

۵۔ بعد از وفات کرامت۔ بھائی صاحب نے فرمایا قاضی صاحب کے چہلم کے موقعہ پر ہم یا مان لاہلی سے کچھ سامان اور لکڑیاں جلانے کے لئے بیل گاڑی پر لادنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ لاہلی کا فاصلہ رہتک سے چار میل تھا بھائی منشی نابینا بھی ہمارے ہمراہ تھا۔ وہ بے خبری میں بیل کے پیچھے چلا گیا اس نے لات ماردی۔ منشی کو سخت چوٹ آئی۔ ہم اس کو بھی بیل گاڑی میں ڈال کر رہتک لے آئے۔ تمام راستہ وہ ہائے توبہ کرتا رہا۔ قیام گاہ پر بھی تمام دن پڑا رہا۔ رات کو میلاد شریف میں بھی شامل نہ ہوسکا۔ تین بجے رات جب تمام مہمان میلاد شریف سے واپس آکر سو رہے تھے قاضی صاحب منشی جی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا منشی بھائی کہاں چوٹ آئی ہے۔ اس نے وہ جگہ بتلائی۔ آپ نے دم فرمایا اور اللہ کا فضل ہوگیا۔ منشی جی کی آنکھ کھل گئی۔ بھائی عبدالغفور صاحب مرحوم جاگ رہے تھے۔ ان سے خواب بیان کیا اور کہا اب میرا پاؤں بالکل اچھا ہے۔ اور گاڑی میں پڑ کر آنے والا مریض صبح کو اپنے پاؤں سے چل کر چار میل گیا۔

۶۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ اپنے یار طریقت بھائی فخر علی کی بیوی سخت

بیمار تھی۔ رات کو دیر تک ہم پیر بھائی ان کے ہاں بیٹھے رہے اور یہ خیال تھا کہ رات کو ختم ہو جائے گی۔ پچھلی رات آپ نے فجر علی کو خواب میں فرمایا کہ بھائی محمد شفیع کے پاس جاؤ ان کے پاس ہمارا لکھا ہُوا تعویذ ہے وہ مریضہ کے گلے میں ڈالدو اور سونف و منقہ پیس کر پلاؤ۔ اسی وقت فجر علی میرے پاس آیا اور کہا کہ ابھی ابھی بھائی جی نے خواب میں یہ فرمایا ہے۔ بھائی صاحب اپنی بیاض لائے اور خیال کیا کہ آنجناب کا بتایا ہُوا تعویذ لکھ دوں گا۔ مگر بیاض کھولی تو آنجناب کا ہی لکھا ہُوا تعویذ نکل آیا۔ تعویذ مریضہ کے گلے میں ڈالنے اور منقہ و سونف پلانے سے آرام آگیا۔

۷۔ صوفی محمد بشیر صاحب نے جو قاضی صاحبؒ کے خاص تربیت یافتہ اور مقبول مرید آجکل لاہور میں سلطان کی سرائے کے جنوبی دروازے کے بالا منزل میں دکان کرتے ہیں فرمایا کہ بھائی ابراہیم صاحب نے جو کہ اپنے پیر بھائی مرزا عبدالرب صاحب سشن جج کے ڈرائیور تھے دہلی میں مجھے بتایا کہ رہتک میں قاضی صاحب بڑے بزرگ ہیں کچہری میں عرائض نویسی کرتے ہیں۔ مجھے آپ کی زیارت کا شوق ہُوا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ رہتک کچہری میں بہت سے گلاب کے پھول کھلے ہیں۔ مگر ایک پھول اتنا بڑا ہے کہ دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لینا چاہیں تب بھی نہ آسکے۔ میں ہمہ تن شوق بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اول نہایت عاجزی سے انکار کیا۔ جب میری طرف سے زیادہ اصرار ہُوا تو مغرب کی نماز کے بعد شہیدوں کی مسجد میں داخل سلسلہ عالیہ کیا۔ حلقہ میں میرے سوا بھائی نور احمد صدیق دیوانہ دو آدمی اور تھے۔ جب حضرت نے توبہ استغفار کے بعد تلقین ذکر فرمائی تو میں بے خود ہو گیا اور گریہ کا یہ عالم ہُوا کہ رُکنے کا نام نہ لے۔ مصرعہ ؎ بس ایک ہی جلوہ میں ہم بن گئے سودائی۔

پھر وہ وہ اکرام و الطاف فرمائے جو احاطۂ تحریر سے باہر ہیں - دوسرے روز حضرت نے رخصت فرمایا - مگر میری یہ حالت کہ جانے کو طبیعت نہ چاہے - اور حضرت نور بدایونی کا یہ مصرعہ وردِ زبان ہو گیا - ع

جائیں تو کہاں جائیں ہم چھوڑ کے در ساقی

آخر بڑی مشکل سے سمجھا کر دہلی روانہ کیا - دہلی میں ہماری کئی موٹریں چلتی تھیں اور میں خود بڑا جنٹلمین تھا - موٹریں یار لوگوں میں تقسیم کر کے میں پھر رہتک خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا - دن بھر مسجد میں گریہ کرتا اور مراقب رہتا - نہ کھانے پینے کا ہوش نہ معاش کی فکر - ایک روز نہایت دلداری فرمائی اور فرمایا ہمارے سلسلہ عالیہ میں یہ بات نہیں ہے - ہمارے بزرگوں کا یہ شیوہ ہے کہ ہتھ کار وَل - دل یار وَل - خیر حضرت کی تلقین نے اثر کیا اور بھوانی حصار کمپنی میں ایک موٹر پر ڈرائیور ہو گیا - مگر ایکسیڈنٹ ہو گیا اور حصار میں کیس قائم ہو کر مقدمہ دائر ہو گیا ایک روز حصار کی مسجد میں دروازے بند کئے بیٹھا تھا کہ تمام مسجد روشن ہو گئی اور ایک بزرگ تشریف لائے - میں نے عرض کیا کہ جناب بند دروازوں میں سے کس طرح تشریف لائے اور آپ کون ہیں - فرمایا میرا نام سید حسن ہے - انبالہ میں رہتے ہیں - میں اس علاقہ کا [illegible]ل ہوں - میں نے اپنے حالات عرض کئے تو میرے حال پر بڑے مہربان ہو گئے - فرمایا سرسہ چلو وہاں ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کریں گے - سرسہ حاضر ہوئے سید صاحب تو مراقبہ ہو کر بیٹھ گئے اور میں بھی پاس ہی بیٹھا رہا - بعد مراقبہ فرمایا سنتِ یوسفی مبارک یہ کہہ کر مجھے اللہ کے سپرد کر کے رخصت ہوئے - دوسرے روز ایک ڈرائیور کی مدد سے حصار آیا - یہاں مجسٹریٹ نے پندرہ روپیہ جرمانہ یا ایک ماہ کی قید کا حکم سنایا - میں جیل خانہ جانے کے لئے تیار ہوا - حصار کے ڈرائیوروں

نے بہتیرا کہا کہ بشیر صوفی کو پندرہ روپے کے لئے جیل نہیں جانے دیں گے۔ میرے اصرار پر سب خاموش ہو گئے۔ یہاں ۶ نمبر بارک میں رہنے لگا۔ تھوڑے دنوں کے بعد تمام قیدی گرویدہ ہو گئے۔ محبوبیت کا یہ عالم کہ ہر وقت چاروں طرف لوگ جمع رہتے۔ چائے کا دور چلتا رہتا تھا قید کا احساس تک نہیں ہوا۔ قید کی مدت پوری ہوئی حضرت بھائی جی کی خواب میں زیارت ہوئی اور نہایت شفقت سے ملاقات کا اشتیاق فرمایا۔ میں رہا ہو کر رہتک خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا
حضرت ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ غزنوی خاندان کے زمانے میں ہندوستان تشریف لائے۔ اکبر بادشاہ نے آپ کا مزار اور مسجد تعمیر کرایا۔ حضرت بابا فرید گنج شکر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چلّہ بھی بنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب سرسہ میں تشریف لائے تو مزار شریف کا کوئی نشان نہیں تھا اور وہاں بکریاں بیٹھی تھیں۔ بکریاں مزار کے گرد حلقہ کرکے بیٹھتی تھیں اور اوپر کوئی نہیں چڑھتی تھی۔ یہی آپ کو نشان بتایا تھا۔ آپ نے وہاں بیٹھ کر چلّہ کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت سالمی رحمۃ اللہ علیہ قبر سے باہر آکر آپ کو پڑھاتے تھے۔ ۱۹۴۳ء تک حضرت کی خانقاہ کے متولی کے پاس آپ کی تصانیف قلمی موجود تھیں۔ بعض کتابیں مولوی عطا محمد صاحب حصاری اور مفتی محمد شفیع صاحب بدایونی کو بھی عنایت کی تھیں۔ کیونکہ ان دنوں یہ حضرت محافل میلاد کو گاؤں در گاؤں منعقد کرکے اسلام کے صحیح عقیدہ کی تبلیغ فرما رہے تھے۔ صوفی بشیر صاحب نے فرمایا کہ رہتک میں حضرت بھائی جی کی زیارت کرکے میں مولوی رحمت اللہ پوچھوی کے ہمراہ دہلی چلا گیا۔ مگر بدن میں ہر وقت رعشہ و لرزہ رہتا تھا۔ کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔ ایک روز رات کو مسجد میں سو رہا تھا۔ سانپ نے میری گردن میں کاٹ لیا۔ تمام گردن متورم

ہو گئی۔ مسجد کے ملا صاحب نے دم کیا کوئی آرام نہ آیا۔ آخر حضرت نے اپنے بھتیجے حسین الدین صاحب سے فرمایا کہ بشیر فلاں مسجد میں بے ہوش پڑا ہے اس کو دہلی جاکر لے آؤ۔ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے نیم کی شاخ سے دم فرمایا اور فوراً آرام ہو گیا۔

صوفی بشیر صاحب نے فرمایا کہ جب رہتک میں میری مستری کی دوکان تھی تو ایک موٹر بھائی شمس الدین موٹر ڈرائیور نے کہا کہ اس زمانے میں فقیر کہاں ہیں۔ ہم تو اس کو پیر فقیر مانیں جو ہمارے دل کی بات بتا دے۔ میں اس کو لیکر حضرت کی خدمت میں گیا۔ دیکھتے ہی فرمانے لگے ان کے واسطے چائے لاؤ۔ چائے آگئی۔ سب حاضرین کو ایک ایک پیالی عنایت کی۔ پھر فرمایا میاں بخش الدین فقیر کے پاس آزمائش اور امتحان کی نیت سے نہیں آنا چاہیے۔ یہ ایک پیالی اور پی لو۔ انہوں نے انکار بلیغ کیا۔ حضرت نے جوش میں آکر فرمایا یہی تو آپکی نیت تھی۔ بس شمس الدین صاحب لوٹن کبوتر ہو گئے اور بری طرح تڑپنے لگے آخر بڑی دیر کے بعد ہوش آیا اور داخل سلسلہ ہو کر فیض یاب ہوئے۔ صوفی صاحب نے فرمایا کہ ایک قادیانی مولوی حضرت کی خدمت میں ہمارے ہمراہ آیا۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے اور کھانے میں بینی روٹی تھی۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب کھاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ آپ کے اصرار پر قادیانی بولا حضرت مجھے پیچش ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کھاؤ پیچش جاتی رہے گی۔ چنانچہ مولوی صاحب نے دو چار لقمے کھائے اسی وقت پیچش کو آرام ہو گیا۔ اور مولوی صاحب تائب ہو کر مرید ہو گئے۔ ورنہ بڑے کٹر قادیانی تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابتدا میں جب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں تلوار سے تلی کاٹنے کے لئے فرمایا تو ہمیں خیال آیا کہ کہیں تلوار مریض

کے پیٹ میں نہ اتر جائے مگر پھر خیال آیا کہ حضور کا حکم ہے۔ چنانچہ گوڑیانی میں جب تشریف لائے تو ظہور احمد ولد نیاز محمد خان کی تلی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ آپ نے بندے سے فرمایا کہ تیز تلوار لاؤ۔ تلوار تو نہ ملی قصاب کی چھری لے گیا۔ آپ نے مریض کو لٹا کر اور چھری پر دم کر کے پندرہ بیس منٹ تک خوب دبایا اور ان کے پیٹ پر شگر پار سے سے نشان پڑ گئے تین روز تک عمل کرنے سے بالکل آرام ہوگیا اور بہت سے اشخاص کو فائدہ ہوتا رہا۔

ایک دفعہ آنجناب کھیڑی تشریف لائے ہوئے تھے۔ خاکسار راقم بھی حاضر خدمت ہُوا تو فرمایا اس بچہ کی عجیب حالت تھی۔ یہ ہاتھ پاؤں اور گردن کو جھٹکے دیتا رہتا تھا۔ اس کے والد رسالدار صاحب نے ڈاکٹروں سے علاج کرایا کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ ہم نے کہا کہ اس کو کبھی کتے نے تو نہیں کاٹا تھا۔ عرض کیا کہ سال بھر ہوگیا جب ایک کتے نے کاٹا تھا مگر وہ تو پاگل نہیں تھا۔ آپ نے نرم مٹی کے تین لڈو لانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کے بدن کی ہر جگہ پر ایک ایک لڈو پھیرو۔ چنانچہ پہلا لڈو توڑ کر دیکھا گیا تو کتے کے رنگ کے بال اس میں نکلے اور دو تین دن یہ عمل کرنے سے اس کو آرام آگیا۔ اسی طرح ہلالی کے ایک نمبردار کو ٹیکے لگانے سے آرام نہ آیا۔ جب آپ نے مٹی کے لڈو دم کر کے دیئے تب آرام آیا۔ ایک آدمی کو بچپن میں کتے نے کاٹا تھا۔ جب جوان ہُوا تو رعشہ ہوگیا۔ آپ نے اس پر بھی یہی عمل کیا اور رعشہ جاتا رہا۔

منشی محمد شفیع صاحب گوڑیانوی رہتک میں ایک روز آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ہر روز صبح کے وقت اہل محلہ آپ کی خدمت میں بچوں کو دم کرانے لاتے۔ کوئی پانی دم کراتا۔ چنانچہ اس روز کئی گلاس آپ کے پاس رکھے تھے۔ آپ نے کلام پاک پڑھ کر دم فرمایا۔ منشی صاحب نے بطور مزاح فرمایا کہ

بھائی جی اس طرح دم کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ذرا گلاس میں دیکھنا
دیکھا تو گلاس کے تلے میں قرآن پاک کے الفاظ نظر آ رہے تھے۔ اور فرمایا یہ
نہ سمجھو کہ فقیر اپنے ملنے والوں سے بے خبر ہے بلکہ ہر ایک کے حال پر نظر رکھتا ہے
چنانچہ ان ہی دنوں میں حضرت قبلہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہتک تشریف لائے
آپ نے فرمایا کہ منشی صاحب آپ بھی استقبال کے لئے سٹیشن پر تشریف لے چلیں
انھوں نے عرض کیا کہ بھائی جی سینکڑوں آدمی وہاں موجود ہوں گے ہمیں مصافحہ کا
کہاں موقع ملے گا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ تشریف تو لے چلیں۔ چنانچہ جب
حضور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو منشی صاحب سے خاص طور سے معانقہ و
مصافحہ فرمایا۔ حضرت قبلہ عبدالمجید خان صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کچہری بھر میں
ہماری فتوحات بند ہو گئی۔ دن بھر بیٹھے رہتے مشکل سے شام تک دو چار آنے
آتے انہی کا باجرے کا آٹا لا کر کھاتے رہے۔ ہم نے قبلہ بھائی جی کی خدمت میں
عرض حال کیا۔ آپ نے ایک بٹوا عنایت کیا۔ اس روز سے آمدنی میں اضافہ ہو گیا
اور بٹوا ہر وقت پیسوں سے بھرا رہتا تھا۔

پھر فرمایا کہ ارتداد کے زمانے میں بھائی جی ایک گاؤں میں تشریف لے گئے
وہاں کی مسجد کا وہابی ملاں آپ کے وجد و حال کا منکر تھا۔ رمضان شریف کا مہینہ
تھا آپ مسجد کے باہر ایک بڑے پلنگ پر جس کو دیہات میں ڈھلا کہتے ہیں آرام
فرما رہے تھے۔ ملاں صاحب نے تین بجے سحری کے لئے نقارہ بجانا شروع کیا
نقارے کی آواز سے آپ کو وجد ہو گیا اور تڑپنا شروع کیا۔ ملاں آپ کو دیکھ کر
برابر نقارہ بجاتا رہا یہاں تک کہ پلنگ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا حالانکہ اس کی باہیاں اور
پائے بہت موٹے موٹے تھے۔ آپ کا تمام جسم زخمی ہو گیا۔ کسی نے جا کر ملاں کو
بند کیا کہ بھلے آدمی کیا آپ کو مار ہی ڈالے گا۔ غرض کہ ملاں کو سر دحق کی حالت

کا یقین ہو گیا۔

بیخودی - بھائی محمد شفیع صاحب ساکن لاہلی نے فرمایا کہ ایک دفعہ کرنال میں حضرت قبلہ مولانا محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کے موقعہ پر بھائی جی قبلہ کو جذب ہو گیا۔ قرآن خوانی کے بعد ختم شریف پڑھا گیا شیرینی تقسیم ہو گئی بہت سے آدمی چلے گئے مگر حضرت قاضی صاحب پر بیخودی طاری تھی اور آپ مزار پر اسی حالت میں دیر تک بیٹھے رہے۔ آخر مولوی عبدالمجید خان صاحب قبلہؒ نے آپ کو ہوشیار کرنے کے لئے ایک شعر پڑھا تو آپ کو ذرا ہوش آیا دو آدمیوں نے بازو پکڑے اور آپ کو قیام گاہ پر لائے۔ کھانے کو دیر ہو رہی تھی مگر بھائی جی قبلہ پر پھر بیخودی طاری تھی۔ آخر دستر خوان بچھایا گیا اور روٹی سامنے رکھی گئی مگر سب آدمی انتظار میں بیٹھے رہے کہ بھائی جی قبلہ شروع کریں تب کھائیں دیر کے بعد ایک آدمی نے زور سے بسم اللہ پڑھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ شوربے کے پیالے میں ڈال دیا اور آدمی کھانے لگے۔ مگر آپ کا ہاتھ پیالے میں ہی بیخودی کی حالت میں پڑا رہا اور ایک لقمہ بھی نہ کھایا۔ پھر یاد نہیں کہ کس وقت اور کس طرح آپ کو ہوش آیا۔

حلقہ ذکر میں آپ کی عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ ایک دفعہ گوڑیانی کی مسجد حوض والی میں حلقہ ذکر تھا۔ ہم سب پیر جی کی خانقاہ کے اندر بیٹھے تھے۔ حضرت قبلہ حافظ نور احمد صاحب قصوری اور منشی محمد شفیع صاحب بھی شریک تھے عبدالحفیظ خان ولد اسحاق محمد داخل سلسلہ عالیہ ہو رہے تھے۔ اول اسم اللہ کی اجازت پر ہی عجیب کیفیت ہوئی۔ حضرت قبلہ بھائی جی مرحوم کی زبان مبارک سے "اسم اللہ کی تم کو اجازت دی" ادا نہ ہوتا تھا۔ بڑا زور لگاتے تھے مگر اسم پر آکر گلا رک جاتا تھا۔ حتے کہ گلا بیٹھ گیا اور بڑی دیر میں اجازت ہوئی۔ پھر ذکر شروع ہوا حضرت

حافظ صاحب اور منشی صاحب کی یہ حالت تھی کہ سر غیتہ صحن سے بھٹا کھیٹ جا کر لگ رہا تھا۔ میں ذکر فکر تو بھول گیا ان حضرت کے سروں کے نیچے ہاتھ رکھ دیئے۔ ادھر قبلہ بھائی جی کی عجیب حالت تھی کبھی بیخود ہو کر دونوں گھٹنوں پہ کھڑے ہو کر خوفناک آواز سے ہُو ہُو کی آوازیں نکالتے تھے۔ کبھی گریہ وزاری شروع ہو جاتا تھا۔ ہاتھوں پر ہاتھ اٹھا مار کر ذاکرین کے دلوں کو بھڑکاتے تھے۔ غرضیکہ اس حلقہ میں دس بارہ جتنے آدمی تھے سب بے ہوش تھے۔ بدقسمتی سے راقم ہی باہوش لوہ بے فیض رہا۔ بعد ازاں کئی روز تک حضرت کی آواز اور گلے پر صدمہ رہا۔ عجیب شخصیت تھی۔ حضرت قبلۂ عالم امیر ملتؒ کے بہت کم خلفاء اور مریدوں میں یہ بات دیکھی گئی جیسی کہ حالت جذب وسوز آپ میں تھی۔

ارشادات حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ مولوی عبدالمجید خاں صاحب نے فرمایا کہ ایک روز ہم حضرت بھائی جی کے ہمراہ رہتک کے بازار سے گذر رہے تھے کہ برابر سے کسی بچہ نے پٹاخہ چھوڑ دیا۔ آپ نے زور سے چیخ ماری۔ ہم نے کہا بھائی جی آپ کی تو جل کر گلی میں گئی بچے آپ نے افسوس کے ساتھ فرمایا مولوی صاحب یہ میری کمزوری ہے۔ خداوند کریم انجام بخیر فرمائے۔ پھر فرمایا کہ حضرت سید میراں جی بھیک تھسکہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک پہاڑی طوطا پلا ہوا تھا۔ وہ اللہ اللہ۔ نبی جی۔ اللہ ہو طرح طرح کی خوش آوازی سے حاضرین کے دلوں کو خوش کرتا رہتا تھا۔ ایک رات حضرت میراں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو نوافل میں مشغول تھے اور طوطے کا پنجرہ پاس رکھا تھا۔ بلی نے آ کر طوطا پہ حملہ کیا۔ اب اگر طوطا خاموش اپنی جگہ پہ بیٹھا رہتا تو پنجرہ لوہے کا مضبوط بنا ہوا تھا بلی کا کچھ قابو نہ چلتا۔ مگر طوطے نے بلی کے

خوف سے پھڑ پھڑانا شروع کر دیا۔ اور اتفاق سے اس کا بازو پنجرے کی تیلیوں میں سے باہر آ گیا۔ بلی نے بازو پکڑ کر زور سے کھینچا اور طوطا ٹیں ٹیں اپنی اصلی بولی بولنے لگا۔ بلی نے طوطے کا بازو توڑ دیا اور طوطا اس صدمے سے مر گیا جب حضرت صاحب نماز سے فارغ ہو گئے تو طوطا مر چکا تھا۔ آپ نے رونا شروع کر دیا۔ اس عرصے میں خدام بھی بیدار ہو گئے انہوں نے بھی طوطے کی تعریف و توصیف کر کے اظہار افسوس کیا۔ مگر حضرت کا گریہ سکون پذیر نہ ہوا۔ پھر خدام نے عرض کیا کہ حضرت رونے کی کیا بات ہے اس کی قضا آ گئی تھی اور عمدہ طوطا آ جائے گا۔ صبر کرنا ہی بہتر ہے۔ آخر بڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا۔ دوستو میں طوطے کے لئے نہیں روتا ہوں۔ میرا رونا تو یہ ہے کہ یہ طوطا قسم قسم کی میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا۔ اللہ اللہ۔ اللہ ہو۔ میراں جی یہاں آ بیٹے۔ حضرت جی آ گئے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب موت کا پنجہ رکھا گیا تو سوائے ٹیں ٹیں کے اور کچھ یاد نہ رہا۔ ہمارا رونا اسی بات کے لئے ہے کہ اگر موت کے وقت ہمارے منہ سے بھی خلاف شرع کوئی بات نکل گئی تو پھر کیا ہو گا۔ رونا صرف اس بات کا ہے ورنہ طوطا تو اور آ جائے گا۔ یہ حکایت بیان کر کے فرمایا مولوی صاحب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور پیران عظام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے صدقے سے عاقبت بخیر فرمائے۔ یہ پڑھنا چلانا تب ہی مفید ہو سکتا ہے۔

دسمبر ۱۹۳۰ء کی تعطیلات کے موقعہ پر حضرت قاضی صاحب ممدوح مرحوم اور بھائی صوفی ذاکر علی صاحب۔ حافظ نور محمد صاحب رہتک سے اور ۳ گڑھ سے جناب علامہ فریدی صاحب و قادری صاحب بمعہ اہل خانہ اور دیگر یاران علی پور شریف حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ۲ دن روز تک قیام

سنا - انہی دنوں حضرت مائی صاحبہ کے عرس شریف تھے - مولوی اصغر علی صاحب روحی رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے انجمن حمایت الاسلام کے سالانہ جلسہ میں حضور قبلہ عالم صاحب رح کو مدعو کرنے کی غرض سے تشریف لائے تھے - رات کو فاتحہ خوانی کے بعد مولوی صاحب نے تقریر فرمائی جو کہ نہایت مدلل اور مؤثر تھی - آپ کے بعد حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص انداز میں بیان فرمایا اور حاضرین کو تاکید کی کہ جو مسئلہ سنو اُس کو یاد رکھو - اس پر عمل کرو ورنہ وعظ سننا لاحاصل ہے -

صاحبزادہ نور حسین شاہ صاحب نے یاران رہتک و آگرہ کا بڑا اکرام فرمایا - ہر روز کمرے میں تشریف لاکر دیر تک قیام فرماتے - چائے اور کھانے پر مدعو فرماتے - نعت خوانی ہوتی رہتی - عجیب پُر لطف مجالس ہوتی رہتیں - ایک روز آنجناب نے ہاتھ سے بھائی جی ممدوح کی طرف اشارہ کیا - بس پھر کیا تھا چیخیں شروع ہوگئیں یہ روحانی بجلی ہے جس کے اثر کو صاحب دل حضرات ہی سمجھ سکتے ہیں -

اسی موقعہ پر حضرت قبلہ عالم نے فریدی صاحب کو خلافت عنایت فرمائی اور قبا مبارک و عمامہ اتار کر دستار بندی کرائی اور قبا پہنا کر اپنے مشابہ بنا دیا -

حضرت بھائی جی نے ارشاد فرمایا کہ ایک گورو اور چیلا کسی شہر میں وارد ہوئے - وہاں کسی ساہوکار نے ان کو کھانا کھلایا اور چپکے سے چیلے کو دو اشرفی دے دیں تاکہ گورو کو معلوم نہ ہو - وہاں سے کسی دوسرے شہر کی طرف دو راستے جاتے تھے - ایک طویل اور پُرامن اور دوسرا قصیر اور پُرخطر - گورو جی پُرخطر راستہ پر چل پڑے - چیلے نے بہتیرا سمجھایا کہ یہ راستہ پُرخطر ہے

چور اور ڈاکو مار ڈالیں گے مگر گورو نہ مانے۔ آخر چیلے نے کہا گورو جی ساہوکار نے مجھے دو اشرفی دی تھیں ان کا کیا کروں۔ گورو نے کہا کہ مجھے دو۔ گورو نے وہ اشرفیاں لے کر کوئیں میں ڈال دیں اور اب گورو جی پُرامن راستہ پر روانہ ہو گئے۔ چیلے نے کہا گورو جی اب کیا ہوا۔ فرمایا اب تو سنیاسی (صوفی) ہو گیا۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی عجیب شان تھی کشفِ قلوب اور کشفِ قبور بدرجہ اتم حاصل تھا۔ نیز فرمایا آنجناب کامل درویش اور مکمل صوفی تھے۔ فرمایا کہ مرزا عبدالرب صاحب سیشن جج ڈسٹرکٹ رہتک کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ ایک دفعہ صاحب موصوف حضرت قبلہ ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سرہند شریف حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ تمہاری شادی دو ماہ بعد ہو جائے گی۔ چنانچہ ٹھیک دو ماہ کے بعد شادی ہو گئی حالانکہ کوئی امید نہیں تھی۔ جج صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا مرحوم جب دہلی تشریف لاتے تو میں سٹیشن پر استقبال کے لئے آتا۔ اور وہاں سے سیدھے درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوتے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبؒ تشریف لائے اور حضرت خواجہ بزرگ کے مزار شریف پر مراقب ہوئے۔ اور بعد مراقبہ فرمانے لگے کہ خواجہ صاحبؒ آپ کو فرزند کی بشارت فرماتے ہیں اور نو ماہ بعد لڑکا ہو گا۔ حالانکہ مجھے معلوم بھی نہیں تھا۔ بیگم صاحب سے دریافت کیا تو معلوم ہوا آٹھواں مہینہ شروع ہے۔ ارشاد فرمایا۔ جج صاحب بڑے صوفی منش آدمی ہیں۔ مٹی کے برتنوں میں کھانا کھاتے ہیں۔ اپنے لئے ایک خاص پیالہ گلی رکھتے تھے۔ ہم ایک دفعہ آپ کے ہمراہ کھانے میں شریک ہوئے تو ہمارے لئے چینی اور تانبے کے برتنوں میں کھانا لایا گیا۔ اور اپنے لئے خادم سے وہی پیالہ طلب

فرمایا۔

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ہم چند اشخاص رہتک کے حضرت مولانا ممدوح مرحوم ومغفور کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ آپ نے ہم سب کو تازہ خرمے عنایت کئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر حسین الدین بھتیجا بھی ہوتا تو اس کو بھی خرمے مل جاتے۔ معاً حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ خرمے حسین الدین کو دینا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ لوگ کسی بات کا خیال لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ اسی خیال کو اپنی تقریر میں بیان فرما دیتے۔

ارشاد فرمایا۔ عشق تو عاشق ومعشوق دونوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے بلکہ معشوق کے دل میں اوّل پیدا ہوتا ہے ؎

عشق اوّل در دلِ معشوق پیدا میشود ... تا نسوزد شمع کے پروانہ شیدا میشود

پھر کیا بات ہے کہ ایک عاشق اور دوسرا معشوق بنایا۔ فرمایا وجہ یہ ہے کہ عاشق نے اظہار کیا اور معشوق نے استتار کیا یعنی عشق چھپایا اس لئے وہ محبوب بنا۔ اسی طرح جو مردانِ خدا اہلِ دنیا سے روپوش ہو کر فقر و فاقہ کا اظہار کرتے ہیں وہ عاشق کہلاتے ہیں۔ لیکن جو حضرات اہل دنیا کے اندر رہ کر عشق حقیقی کو اسباب میں پوشیدہ رکھتے ہیں ان کو محبوبیت کا درجہ ملتا ہے۔ جیسے ہمارے قبلہ عالم سرکار علی پوری قدس سرہ العزیز کی بارگاہ عالی میں ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان موجود ہیں مگر وہ محبوب حقیقی باری تعالےٰ کے برگزیدہ بندے زمین پر بستر لگائے عجیب محویت میں بیٹھے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مخلوق آپ کے گرد مور و ملخ کی طرح جمع ہو جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا ؎

دہد حق عشق احمد بندگان چیدۂ خود را ... بجا ماں شاہ سے بخشد شئے نو شدۂ خود را

دیگر؎ معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکیست اینجا ... چوں وصل در نگنجد ہجراں چہ کار دارد

یہ کہہ رہی تھی انا الفیس اور وہ انا لیلیٰ — عجیب عشق کا دونوں طرف اثر پھیلا

حلقہ ذکر میں دلسوز اشعار پڑھتے رہتے۔ مثلاً

مری ٹوٹی ہوئی توبہ کے ٹکڑے — کوئی لا دے در پیر مغاں سے

کہ ان کو جوڑ کر پھر توڑ ڈالوں — میں ایک جام شراب ارغواں سے

دل ہے کہ معصیت کا پشتارہ — ایک دل ہے سو وہ بھی ناکارہ

کیا کروں میں اس قلب فاسد کو — کون لے گا اس متاع کاسد کو

تقریر کے ابتدا میں اکثر یہ اشعار پڑھتے۔

خطا بشر کے لئے ہے بشر خطا کے لئے — تمام حمد سزاوار ہے خدا کے لئے

عطا کے سامنے یا رب خطا کا ذکر ہے کیا — کہ تو عطا کے لئے ہے بشر خطا کے لئے

وہ رنگ لائی ہے رحمت تری سر محشر — کہ بیگناہ بھی ترسنے لگے خطا کے لئے

حج — آپ نے ۱۹۳۱ء میں حضرت سجادہ نشین شمس الملت سید نور حسین شاہ صاحب طاہرہ کے ہمراہ ادا کیا۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ پہلے تشریف لے گئے تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے تار کے ذریعہ حضور سے اجازت حاصل کی آپ نے مولانا ضیاء الدین کو فرمایا شاہ عالی (؟) الحنیفہ نہیں ہوں ان کو واپسی تار دے دو کہ آجاؤ۔ آپ کے ہمراہ قاضی صاحبؒ کے علاوہ صوفی ذاکر علی صاحب ہٹکی اور حاجی نصیب خاں صاحبؒ بھی تھے۔

ارشاد فرمایا آجکل عربوں کی بڑی خستہ حالت ہے۔ تربوز کے چھلکے اٹھا کر کھا جاتے ہیں۔ حاجیوں کو روٹی تک نہیں کھانے دیتے۔ چاروں طرف سے گھیر کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر پردہ کر کے کھاؤ تب بھی اندر ہاتھ پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ راقم۔ ۱۹۵۲ء میں یہ بات نہیں تھی۔ مانگنے والے کم تھے اور فارغ البالی نظر آتی تھی۔

وفات حسرت آیات

۲۲؍جون ۱۹۲۹ء کو ایک روز فرمایا - فقیر کی کیا موت کیا زندگی - جگہ میں جگہ مل گئی مر گیا - ۴؍شوال ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء حضرت قبلہ مولانا محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے ختم شریف میں شرکت کے بعد کرنال سے حضرت صاحبزادے الحاج مولانا محمد حسین شاہ صاحب علی پوری روحی فداہ کے قدموں کے ساتھ رہتک حاضر ہوئے - اس وقت حضرت قاضی صاحب بیمار تھے دیر تک خدمت اقدس میں حاضر رہے اور جناب اپنی بیماری کا حال سناتے رہے - مرض اپنا کام کر چکا تھا - معلوم ہوا چند روز کے مہمان ہیں - ڈاکٹر حکیموں سے علاج کرایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا - آخر ۱۲؍ذیقعد ۱۳۶۳ھ بوقت عشا نماز پڑھتے ہوئے وصال ہو گیا - انا للہ وانا الیہ راجعون - کل من علیہا فان - حاجی مصطفیٰ صاحب نے فرمایا کہ میں اور صوفی ذاکر علی اور چند احباب خدمت میں حاضر تھے - عشا کی نماز کے وقت آپ نے فرمایا آپ صاحبان نماز پڑھیں اور میں بھی نماز پڑھ لیتا ہوں - تیمم کر کے نماز کی نیت باندھی اور اسی حالت میں وصال ہوا - حاجی محمود صاحب نے فرمایا کہ وصال سے تین ماہ پیشتر حضرت حافظ نور احمد صاحب قصوری رہتک تشریف لائے - آپ نے مجلس میلاد شریف منعقد کر کے وہ جبہ مبارک جو حضرت مولانا محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو عنایت فرمایا تھا حافظ صاحب کو مرحمت کر کے فرمایا کہ یہ آپ کے والد صاحب مرحوم و مغفور کی امانت ہے - پھر دیگر امور خانگی سے فراغت حاصل کر کے مسجد شہیداں والی کے شہدا کے مزارات میں قبر کے لئے کمیٹی سے منظوری حاصل کی - اور بعد وفات اسی احاطہ میں جناب کا مزار شریف پختہ تعمیر کرایا گیا تھا - قبلہ حضرت مولانا عبدالمجید خان صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم عبدالمجید

صاحب کے پاس سے رہتک ہوتے ہوئے جھجر جا رہے تھے۔ موٹر کے جانے میں دیر تھی۔ اس لئے ہم حضرت قاضی صاحب کو دیکھنے کے لئے آئے۔ معلوم ہوا کہ وصال ہو گیا ہے۔ اپنے ہاتھ سے غسل دیا۔ کفن پہنایا۔ سفید لباس میں چہرہ ایسا نورانی تھا کہ شائد دنیا نے کہیں دیکھا ہو گا۔ جنازے کے ہمراہ اس قدر مرد و زن ہندو مسلمان کا اژدھام تھا کہ لوگوں کے گرد پا سے ایک اور آسمان پیدا ہو گیا تھا۔ جنازے کی نماز عیدگاہ میں پڑھائی گئی۔ کئی عالم موجود تھے مگر لوگوں نے مجھے ہی مجبور کیا۔ بعد نماز بھی دیہات سے برابر آدمی آ رہے تھے۔ قبر میں اتارنے سے پہلے دیدار و زیارت کے لئے لوگ بیتاب تھے۔ آخر تھوڑے تھوڑے آدمی پاس آ کر زیارت کرتے رہے اور شام کو سپرد خاک کئے گئے۔ حضرت علامہ قادری صاحب ایم۔ اے پروفیسر جانسن کالج آگرہ نے آپ کی تاریخ وفات اور مرثیہ تحریر فرمایا ہے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ستر سال سے زائد تھی۔

تاریخ ہائے وفات حضرت قاضی حفیظ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الباقی العظیم

۱۳۶۳ھ

آرام گاہ جناب مولانا حفیظ الدین علیہ الرحمۃ

۱۹۴۴ء

خلیفہ مجاز محبوب زبدۃ الاولیاء قبلہ عالم علی پوری ادر واحنا فداہم

۱۹۴۴ء

در بکرو ذو مرحمۃ واسعۃ

۱۳۶۳ھ

مرثیہ

حضرت قاضی حفیظ الدین تھے — پیشوائے سالکاں ہادیٔ دین
باخدا حاجیٔ بیت الحرام — زائرِ دربار ختم المرسلین
قبلۂ عالم علی پوری سے تھا — اُن کو حاصل فیض عرفان و یقین
فیض اِن کا عروۃ الوثقائے دہر — خلق اِن کا خلق کو حبل متین
وعظ ان کا روح پرور جاں نواز — بات اِن کی دل کے اندر جاگزیں
عشقِ شیخ ایسا کہ مشکل ہے مثال — جذبِ دل ایسا کہ دیکھا ہی نہیں
عشق کی بجلی بھری تھی جسم میں — لگ گیا ہاتھ اور تڑپ اٹھے وہیں
چلتے پھرتے بات کرتے دفعتہً — نعرۂ اللہ تھا دل نشیں
ڈھونڈو عالم میں نہ پاؤ گے مگر — باہمہ و بے ہمہ ایسا کہیں
وہ صفائے دل کہ فخر الاصفیا — اور تقوے وہ کہ راس المتقین
خود علائق سے مجرد بھی رہے — صاحبِ تجرید بھی تھے بالیقیں
شغل ان کا روز و شب شام و سحر — خدمتِ مخلوق رب العالمیں
اک جہاں کا درد انکے دل میں تھا — ہو کسی کو غم وہ ہوتے تھے حزیں
کوئی ہو کیسا ہی مشکل کام ہو — وہ بجز ہاں کے نہ کرتے تھے نہیں
دہلی اور رہتک کی سب تاریکیاں — اُن کے نورِ دل سے روشن ہوگئیں
آگرہ میں بھی ہے جاری انکا فیض — تھے وہ یہاں ناظمِ دینِ مبیں
تھی رفیقوں کو بھی تاکیدِ نماز — اور یہی تھا اُن کا عمل آخریں
کی نمازِ شب کی نیت باندھ کر — جان نذرِ ایزدِ جاں آفریں
بارھویں ذیقعد کی دن پیر کا — پائے دن تاریخ بھی کیا بہتریں

رحمتِ حق اُن کی روحِ پاک پر پائیں قربِ رحمۃ اللعالمیں
تاقیامت اُنکے درجے ہوں بلند اِن کا مسکن باغِ فردوس بریں

بھائی جی کا سالِ رحلت قادری
کہہ دو۔ فی جناتِ عدنٍ خالدیں
۱۳۶۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ حضرت قبلہ مولانا عبد المجید خانصاحب قصوری مجھری رحمۃ اللہ علیہ والغفران

آنجناب حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری کے خلفائے کرام سے تھے۔ آپ نے ۴ ذوالقعدہ ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۹۵۶ء بروز جمعرات بعد از دوپہر وفات پائی۔ آپ کی عمر مبارک ۷۰-۷۵ سال کے قریب تھی۔ آنجناب کے صاحبزادے عبد الحمید خان صاحب نے فرمایا کہ ۱۳ جون کو بخار ہوا۔ بخار معمولی معلوم ہوتا تھا ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ اُس نے بھی یہی کہا۔ مگر آپ کو تکلیف زیادہ معلوم ہوتی تھی اس لئے خاموشی اختیار فرمالی۔ شام کو پھر ڈاکٹر بلایا گیا۔ اُس نے کہا برف سر پر رکھو۔ ملیریا تھا ہے جاتا رہے گا۔ ۱۴ جون کی صبح کو غفلت طاری ہوگئی۔ تمام احباب کو خبر دے دی گئی۔ دو بجے دن کے آپ نے لیٹے لیٹے نماز کی نیت باندھ لی۔ عبد الحمید خان نے کہا میں سمجھا غفلت میں ایسا کیا ہے۔ لہٰذا ہاتھ کھول دیئے۔ دوسری دفعہ پھر باندھ لئے۔ میں نے پھر کھول

دیئے - مگر آپ نے جلدی سے باندھ لئے - تیسری دفعہ میں نے ہاتھ کھولنے کا ارادہ کیا تو کن انکھوں سے میری طرف دیکھا - اس نئے میں نے پھر ہاتھ نہ لگایا اور ایک سیکنڈ میں روح پرواز کر گئی - اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون - مغرب کے بعد آپ کو سپردِ خاک کیا گیا - اہل عقیدہ کے علاوہ شیعہ اور اہل حدیث حضرات بھی جنازہ میں شریک تھے - نئی مسجد جو اہل جھجر نے قبرستان میں برلب سڑک بنائی ہے اس سے ذرا آگے بڑھ کر آپ کا مزار شریف پختہ بنا کر کتبہ لگایا گیا ہے - ایک حدیرے میں مزار ہے - سرگودھے کے قبرستان میں شرقی حصے میں واقع ہے -

ایک کرامت - ۱۷ رجون ۱۹۵۷ء کو آپ کی بڑی لڑکی کی پوتی کی شادی مقرر تھی - آپ کے داماد صوفی سرفراز حسین صاحب نے سو کارڈ دعوت نامہ کے طبع کرائے تھے - جب کارڈ چھپ کر آ گئے تو آپ کے صاحبزادے عبدالحمید خاں صاحب نے آپ کو دکھلائے کہ اباجی! پسند فرمائیں - آپ نے ۱۷ کی بجائے اپنے قلم سے ۱۰ تاریخ بنا دی - صوفی صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب کے حکم کے مطابق دس تاریخ ہی کو شادی ہو گی - چنانچہ آنجناب خود خوش خوش جا کر شادی میں شریک ہوئے اور ۱۳ رجون کو سفر آخرت فرمایا -

بیعت - آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس عاجز کو حضرت قبلہ مولانا مولوی محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے قبل از بیعت بھی شرف زیارت کئی دفعہ ہوا اور چند بار سرِ راہ سلام کرنے کا اتفاق ہوا - نہایت خندہ پیشانی اور دلربائی سے جواب عنایت فرماتے - لیکن ہر کام کے لئے وقت مقرر ہے چنانچہ اپریل ۱۹۱۱ء میں کسی سرکاری کام کے لئے لیالوشٹ سے رہتک گیا تھا - بھائی عظیم الدین صاحب پٹواری جو بعد میں جھجر میں دفتر قانونگو تھے پہلے ہی داخل

سلسلہ تھے یا پہلوان کے سبب سے اپنا بھی حضرت صاحب کے ہاں قیام ہوا۔ رات کو میلاد شریف سے بارہ ایک بجے فارغ ہوئے۔ بھائی صاحب ممدوح نے فرمایا کہ دو بجے اٹھ کر حضرت صاحب کو وضو کرانا ہے۔ کئی روز سے متواتر مجالس ہو رہی ہیں۔ دیکھئے آنکھ کھلتی ہے یا نہیں۔ سفر مایا ہم نے کہا تم سو جاؤ ہم آپ کو جگا دیں گے۔ حضرت صاحب اندر زنان خانہ میں آرام فرما رہے تھے اور ہم باہر ڈیوڑھی میں سو گئے۔ ٹھیک تین بجے حضرت صاحب مردانہ مکان میں تشریف لائے اور نرم آواز سے سلام علیکم فرمایا۔ ہم سب خواب خرگوش میں محو تھے۔ سلام کی آواز سن کر سب سے پہلے میں ہی اٹھا۔ بھائی عظیم الدین صاحب کو جگایا۔ انہوں نے پانی گرم کیا حضرت کو وضو کرایا۔ خود بھی وضو کر کے نوافل میں مشغول ہو گئے۔ مگر میں چارپائی پر بیٹھا عجب کش مکش میں مبتلا تھا۔ سردی کا موسم کنڈی اندر سے لگی ہوئی اور ہم سب سو رہے۔ حضرت صاحب اندر کس طرح آ گئے۔ خیر صبح کی نماز پڑھی کھانا کھا کر کچہری کا کام کیا اور موضع کو واپس چلا گیا۔ کئی روز بعد جمعہ کے لئے بھائی حمید اللہ صاحب پٹواری کے ہمراہ پھر رہتاس آئے۔ جمعہ پڑھنے کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور بھاوٹ تشریف لے چلیں کیونکہ ہفتہ اتوار کی تعطیل تھی۔ اس لئے حضور نے بخوشی منظور فرما لیا۔ اور حضور کو ایک گھوڑے پر سوار کرا کے گاؤں کی طرف لے چلے۔ راستہ میں ایک اور کرامت کا ظہور ہوا۔ بھائی حمید اللہ صاحب نے اپنی چادر گھوڑے کی زین پر ڈال دی تھی۔ تاکہ زین کے میل سے حضور کے کپڑے آلودہ نہ ہو جائیں۔ مگر گھوڑا چند قدم ہی آگے چلا تھا کہ آپ گرتے گرتے سنبھل گئے۔ تھوڑی دور چل کر ایک تالاب آیا۔ گھوڑے نے پانی کا رخ کیا اور پانی پینے کو گردن نیچے کی تو حضرت گرنے لگے۔ میں نے ہر چند سنبھالنے کی کوشش کی۔ مگر پائے مبارک پانی میں

تر ہوگیا۔ ہم بڑے نادم ہوئے کہ آنجناب کو گھوڑے کی سواری کی عادت نہیں اس لئے ناحق تکلیف دی گئی کوئی تانگہ کر لیتے۔ ہم نے اظہار افسوس کیا۔ مگر آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں بلکہ گھوڑے کو تھپکی دی کہ مبادا اس کو کوئی جھٹکا لگا ہو۔ اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اس دفعہ چادر پانی میں گر کر تر ہونے کی وجہ سے صرف زین پر ہی سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ سات میل تک نہایت مستعدی سے سواری کرتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ راستہ میں ہر قسم کے نشیب و فراز آئے مگر حضرت کو کوئی لغزش نہ ہوئی۔ میں نے حیران ہو کر حمید اللہ صاحب سے گزشتہ واقعہ کا ذکر کیا تو بھائی صاحب نے فرمایا کہ دراصل میری غلطی تھی ناپاک چادر آپ کے لئے زین پر ڈال دی تھی۔ آنجناب ولی اللہ ہیں ناپاک جگہ کس طرح بیٹھ سکتے تھے۔ غرضیکہ اسی روز ہم دونوں حضرت کے دست حق پرست پر تائب ہو کر داخل سلسلہ عالیہ ہو گئے۔ اور حضور کی نظر کیمیا اثر نے جو کام کیا سو کیا۔

آپ کی نسبت عالیہ سراپا جمال تھی۔ تیس سال تک خدمت اقدس میں آنا جانا رہا اور بعض دفعہ کئی کئی روز تک صحبت کا شرف حاصل رہا مگر کبھی اللہ بالجہر زبان مبارک سے نہیں سنا۔ ہاں جب کبھی نسبت کا زیادہ غلبہ ہوتا اور پیر صاحب کا ذکر خیر ہوتا تو گریہ شروع ہو جاتا اور وہ بھی بہت کم۔ آپ ضبط و تحمل کے کوہ گراں تھے ہر وقت سلطان الاذکار کے شغل میں محو رہتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ سلسلہ میں داخل ہونے سے پہلے جب ہم حصار میں وصل باقی نویس تھے تو چوبیس ہزار دفعہ ذکر اسم ذات کیا کرتے تھے۔ حضرت مظفر علی خاں صاحبؒ جو حصار میں بڑے بزرگ ہوئے ہیں اُن کی خدمت میں اکثر آتے جاتے تھے حلقہ میں بیٹھنے کی آپ نے اجازت فرمائی مگر داخل نہیں کیا۔ آنجناب کے حلقہ

میں بیٹھنے سے اکثر مراقبہ کرنے کو طبیعت چاہتی تھی۔

آپ جھجر کے لال خانی افغانان سے تھے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم قبلہ غلام محمد خاں صاحب بڑے زاہد عابد اور داخل سلسلہ عالیہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب قبلہ بچپن ہی سے لہو ولعب سے پرہیز کرتے تھے حضور قبلہ عالم صاحبؒ نے ایک دفعہ فرمایا کہ خانصاحب آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مولوی صاحب سا فرزند عطا فرمایا۔ آپ نے جھجر سے انگریزی مڈل پاس کیا اور شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جھجر کی جامع مسجد تعمیر کرا کے جو دینیات کا مدرسہ جاری کیا تھا اس میں بھی تعلیم حاصل کی۔ غرض جملہ علوم فارسی عربی میں پورا درک تھا۔ مگر جفر اور کیمیا میں زیادہ دلچسپی تھی۔ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت اقدس میں جب اس فن کا کوئی طالب آتا تو حضور اس کو مولوی صاحب کی خدمت میں بھیج دیتے تھے۔ آپ چاندی سونے کے نسخہ جات حسب استعداد تعلیم فرما کر رخصت کر دیتے۔ جناب قبلہ مولوی صاحب کے حالات لکھنے کے لئے دفتر بے پایاں چاہیئے۔ کشف وکرامات وخوارق عادات بے شمار ذات والا سے سرزد ہوئے۔ طبیعت میں استغنا واستتار اس درجہ تھا کہ بعض نادان بے ادبی کر جاتے مگر آپ کچھ پروا نہ فرماتے۔ ہاں طالب صادق کی طرف پوری توجہ فرماتے۔ حضرت حاجی محمد سعید صاحب قصوری ملا ولی محمد صاحب وغیرہ بہت سے حضرات نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔ فرمایا کہ جب ہمارا تبادلہ رہتک سے موضع بہلیہ ہو گیا جو قصبہ مہم کے قریب جاٹوں کا گاؤں ہے تو حضرت قبلہ پیر صاحب سے جدائی تو بال بچوں سے دوری، بنہیوں آبادی بڑی پریشانی ہوئی۔ اس لئے نماز کے بعد جناب باری تعالےٰ میں دعا کی کہ مولا پاک یا تو میرا تبادلہ عنقریب فرما دیں یا کوئی

دل بستگی کا سامان پیدا کر دیں۔ دوپہر کے کھانے کے بعد پٹوار خانہ کے دروازہ پر دادا اس کھڑا تھا کہ یہ بھائی نعیم الدین صاحب جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں اور لوہار کا کام کرتے ہیں دوپہر کے وقت ہمیں دیکھتے ہوئے اپنی دکان سے گھر گئے اور کھانا کھا کر تیلوں کے لئے ذرا لیٹ گئے۔ آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آں حضور صلعم کے قدم مبارک میں ایک بچہ آٹھ سال کی عمر کا سر رکھے ہوئے ہے۔ غور سے دیکھا تو اس کے سرخ حنائی ڈاڑھی ہے۔ آنکھ کھل گئی تو حیرانی ہوئی کہ یہ شکل وشباہت تو کہیں دیکھی ہے۔ دیر کے بعد یاد آیا کہ یہ بزرگ تو پٹوارخانہ میں ٹھہرے تھے آکر معانقہ کیا اور خوب روئے۔ فرمایا ہم نے سمجھا کہ ہندوؤں کا گاؤں ہے کسی جاٹ نے ستایا ہوگا۔ اس لئے تسلی کی باتیں کیں۔ مگر دیر کے بعد جب ذرا افاقہ ہوا تو کہنے لگے یہ تو وہی شکل ہے۔ پھر اپنا خواب بیان کیا۔ ہم نے رہتک حضور مولانا صاحبؒ کی خدمت میں عریضہ لکھا تو جواب ارشاد فرمایا کہ داخل سلسلہ عالیہ ہوئے آٹھ سال ہوئے ہیں اس لئے یہی عمر اصلی ہے جو خواب میں دکھلائی گئی ہے۔ بقیہ سابقہ عمر ضائع اور بے کار گئی۔ اور وہاں آپ کی دل بستگی اور دل لگی کے سامان مہیا ہو جائیں گے۔ چنانچہ لوہاروں تیلیوں کے بچے اردو فارسی عربی پڑھنے لگے اور بعض اُن میں بڑے ہونہار ثابت ہوئے۔ اور ملا ولی محمد صاحب سے مرید صادق میسر آگئے۔ ایک دفعہ جب حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا ایک فارسی قطعہ موزوں کیا ہے۔ ہمارا باغ جو پھری جاتے ہوئے سر راہ ہے وہاں مدفون بن جائے اور یہ قطعہ لوح پر کندہ کرا کے قبر پر لگا دیا جائے تو بہتر ہے۔

قطعہ

قصوری دفن شد اینجا سرِ راہ — سراپا نادم از جرم و خطائے
مگر صاحب بروزے برحمت — کند در حق ایں مسکیں دعائے

چنانچہ پہلے ہی مصرع میں تاریخ وفات موجود ہے۔ جیسا کہ علامہ قادری صاحب فرماتے ہیں کہ کیا معلوم تھا کہ حضرت اپنی تاریخ وفات خود فرما گئے ہیں اور کسے معلوم تھا کہ یہ واقعہ جھبر کی بجائے سرگودھے میں ہوگا۔ حضرت علامہ صاحب نے آنجناب کے اس قطعہ کو اپنے قطعہ فارسی میں خوب موزوں فرمایا ہے۔ نیز اور تواریخ بھی تحریر فرمائی ہیں۔ گرامی نامہ حضرت علامہ قادری صاحب از کراچی ناظم آباد بڑا میدان۔

تواریخ الوصال
۱۳۷۵ھ

۷۸۶
۹۲
لہم من اللہ فضلاً کبیراً (سورۃ احزاب)
۱۳۷۵ھ

(۱)

ز چشم خلق فرمود است پردہ — جنابِ محترم عبد المجید آہ
بفیض و لطف مولانائے مغفور (بلکہ) — ہما نا بود حق بین و حق آگاہ
ثنائی الشیخ بودہ در جہانش — برفت و شد فنا فی اللہ و اللہ
بہ جھبر قطعۂ فرمودہ بود او — ازاں ظاہر کرامت گشت ناگاہ
کہ یک مصرع آں شد سالِ فوتش — قصوری دفن شد ایں جا سرِ راہ

۱۳۷۵ھ

(۲)

حق کو پیارے ہوگئے قصوری — نورانی تھی حیات جن کی

۲؎ مولانا محمد حسین صاحب قصوری

اُن کے رتبے کا پوچھنا کیا | حق سے واصل ہو ذات جن کی
جن کا ہو قلب مظہرِ جُود | دن سے روشن ہو رات جن کی

۱۳۷۵ھ | ۱۳۷۵ھ

(۳)

آج عبدالمجید خاں صاحب | جا ہی پہنچے جوارِ رحمت میں
آج وہ گلستانِ خلد میں ہیں | نورِ عرفاں تھا جن کی طینت میں
۱۳۷۵ھ
فخرِ زہادِ عصر و اہل اللہ | جانِ عرفان تھے حقیقت میں
۱۳۷۵ھ
منبعِ خیر و برگزیدۂ خلق | نیک خصلت میں پاک سیرت میں
کہہ دو "حاصل وصالِ ذات ہے اب | قادری اُن کے سالِ رحلت میں
۱۳۷۵ھ
اور بھی ہے دعا میں اک تاریخ | "ہُوں وہ قربِ شفیعِ امت میں"
۱۳۷۵ھ

از راقم عاجز حامد حسین قادری نقشبندی حیا عفی

۱۹۵۶ء

۲۱ر جولائی از کراچی

جناب محترم زاد مجدکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - کرم نامہ کا بہت بہت شکریہ - اس لئے اور بھی زیادہ کہ بالکل از غیب کرامت کا ظہور ہو گیا - یقیناً یہ بات منجانب اللہ تھی کہ آپ نے حضرت مولانا مولوی عبدالمجید خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قطعہ مجھے لکھ کر اس سے تاریخ نکالنے کی فرمائش کی یعنی اس پردے میں مولانا صاحب مرحوم ومغفور کی ایک کرامت کو ظہور میں لانا تھا - خدا جانے کتنا عرصہ ہوا جب انھوں نے وہ قطعہ فرمایا تھا - لیکن اس کے پہلے مصرع میں گویا اپنی تاریخ وفات ارشاد فرما دی تھی -

ع قصوری دفن شد اینجا میرزا

۱۳۷۵ھ

ہیں سے آپ کا کارڈ پڑھتے ہی کھڑے کھڑے اس کارڈ کو دیکھ کر زبانی اس مصرع کے عدد نکالے تو پورے ۱۳۷۵ھ نکلے۔ پھر کاغذ پر لکھ کر شمار کیا پورا سنہ نکلا۔ سبحان اللہ عجیب کرامت ہے۔ حضور مغفور کو کہتے وقت خیال بھی نہ ہوگا لیکن کوئی طاقت ان سے الفاظ موزوں کرا رہی تھی .... ناتمام

ارشادات حضرت مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ الغفران

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ موضع بھیلے کا ایک تیلی کا لڑکا مجھ کو آیا اور کہنے لگا خانصاحب فلاں آدمی سخت بیمار ہے۔ سب آدمیوں نے آپ کو بلایا ہے کچہری کے وقت تک ہمارے پاس بیٹھا رہا۔ اور جب وہاں سے فارغ ہو کر مکان کو روانہ ہوئے تب بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ جب دیکھا کہ اصرار بلیغ کرتا ہے تب ہم نے کہا کہ ہمارا جانا ہی مقصود ہے یا بیمار کا اچھا ہونا۔ عرض کیا کہ میں تو مریض کے لئے ہی آیا ہوں۔ فرمایا ہم نے کہا جاؤ۔ جب مکان کے دروازے میں داخل ہو اس وقت یوں کہنا "نکل بیماری میرے گھر محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگئے"۔ چنانچہ اس نے وہاں جا کر ایسا ہی کہا اور مریض جو جاں بلب تھا ہوش میں آ کر کہنے لگا تم سب کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا تو مرنے لگا تھا اس لئے سب جمع ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا اب میں اچھا ہوں مجھے کھانے کو دو۔ اور مریض چند روز میں تندرست ہو گیا۔ فرمایا وہ لڑکا جو مجھ آیا تھا کسی جاٹ کی سائیکل لایا تھا۔ جاٹ نے کہا سائیکل میں پنکچر ہے درست کرا لینا۔ وہ اسی سائیکل پر چالیس میل آیا گیا اور درست نہ کرایا جاٹ بولا کہ ایسی سائیکل پر اسی میل کا سفر کیا یہ خانصاحب کی خاص کرامت

ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد جاٹ کی چچی مرض استحاضہ میں مبتلا ہو گئی۔ اس نے تیلیوں سے کہا کہ خاں صاحب کو مجھ سے ملنے کے لئے جا رہا ہوں وہ کہنے لگے کہ بھائی خاں صاحب ہرگز نہیں آئیں گے۔ جاٹ بولا اگر خانصاحب نہیں آئیں گے تو گاؤں میں لوٹ کر نہیں آؤں گا اور کان چرا کر اسطل بوہر کے موڈوں (فقیر) میں جا رہوں گا (اسطل بوہر ہندو فقیروں کا گاؤں ہے) چنانچہ جاٹ نے مجھو آکر آپ کی خدمت میں ایک روپیہ پیش کیا۔ آپ نے لینے سے انکار فرما کر کہا میں بلا کام کسی سے کچھ نہیں لیا کرتا۔ جاٹ نے اپنا تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اگر آپ نہیں چلیں گے تو میں موڈا (فقیر) بن جاؤں گا۔ غرض اس کی ضد پر اس کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ فرمایا رہتک پہنچ کر ہم نے عطار سے کہا کہ ایک پیسہ کی سیل کھڑی کوٹ کر دیا۔ اس نے کہا خاں صاحب ایک پیسہ کیا لوں گا آپ ویسے ہی لے جائیں۔ دن چھپنے کے قریب بہلیے پہنچے مریضہ کو دیکھا اور ایک ماشہ کے قریب اس کو سیل کھڑی کا سفوف دے کر تیلیوں کے ہاں آکر نماز مغرب پڑھی۔ خدا کی قدرت پہلی ہی خوراک سے مریضہ کو آرام آگیا۔

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ہماری فتوحات بالکل بند ہو گئی۔ شام تک کچہری میں بیٹھے رہتے صرف دو چار آنے آتے انہی کا آٹا لا کر گزارہ کرتے۔ ہم نے حضرت قبلہ بھائی حفیظ الدین صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے ایک بٹوا عنایت فرمایا۔ اس کے بعد خوب آمدن ہونے لگی اور بٹوا ہر وقت پیسوں سے بھرا رہتا۔

ارشاد فرمایا ایک دفعہ ہمارے گھٹنے میں خطرناک پھوڑا نکل آیا۔ چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا۔ ایک رات حضور قبلہ عالم خواب میں تشریف لائے۔ فرمایا مولوی صاحب بھتیجے کہاں تکلیف ہے لاؤ دم کر دیں۔ چنانچہ

حضور کے دم فرمانے سے اسی وقت آرام ہوگیا اور صبح کی نماز مسجد میں جا کر پڑھی سبحان اللہ۔ ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ جھجر میں ہمیں خارش ہوگئی۔ ہر چند علاج کیا مگر آرام نہ آیا۔ ایک رات حضور قبلہ عالمؒ نے خواب میں خارش کا نسخہ ارشاد فرمایا جس میں سفیدہ کاشغری پیٹریا کتھا گندھک ہڑتال وغیرہ وغیرہ بارہ چیزیں تھیں اور پتہ صویں مدینہ صبح اٹھ کر تمام اشیا ایک پرچہ پر لکھ کر عطار کو دیا۔ اس نے اور سب دوائیں تو باندھ دیں اور کہنے لگا مدینہ کیا دوا ہے سمجھ میں نہیں آتی۔ فرمایا ہم نے کہا ہم سمجھ گئے نسخہ دیدو۔ خود ہی عاجز سے فرمایا مدینہ سے یہ مراد تھی کہ یہ نسخہ مدینہ منورہ سے آیا ہے۔ کیا شان ہے بزرگوں کی۔

ارشاد فرمایا رہتک سے چار میل جھجر کی طرف موضع محانہ جاٹوں کی ایک بستی ہے۔ وہاں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ اس مزار کی برکت سے اس گاؤں میں سؤر زندہ نہیں رہتا بلکہ اس کی حد میں سے بھی لے جائیں تو مر جاتا۔ وہیں کے ایک شخص نے بیان کیا کہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں شریر ہندو چند سور لے آئے۔ گاؤں کے باہر چند گائیں کھڑی تھیں۔ گایوں نے ان جانوروں کو دیکھ کر حملہ کر دیا اور ان کو مار مار کر گاؤں کی سرحد سے باہر کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کسی سرحدی بزرگ کا مزار معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان حضرات کو اس جانور سے سخت نفرت ہوتی ہے۔

ارشاد فرمایا قصبہ کھرکھودہ جو رہتک ضلع میں ہے اور وہاں سیدوں کی بڑی جاگیر تھی ایک مزار پر پیلو کا درخت ہے۔ جس میں تلاش کے بعد کسی پتے پر پورا کلمہ شریف لکھا ہوا ملتا تھا۔ ہم نے بھی اس کی زیارت کی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ آزاد بیکانیری نے جو حضور قبلہ عالمؒ کے اوّلین خلفا میں سے تھے اور بڑے اعلیٰ شاعر بھی تھے ایک دفعہ چند اشعار

فارسی میں لکھکر میرے قبلہ حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کئے۔ حضرت نے آنجناب کا خط پڑھ کر بندے کو مرحمت فرمایا حضرت آزاد نے لکھا تھا ؎

از کہ آموختہ ایں شور دہانِ بلبل ۔۔۔ چوں بنہاد گل آتش بزبانِ بلبل
حیرت افزاست عجب نالۂ عاشق بنگر ۔۔۔ گل شدہ چاک گریبان زفغانِ بلبل
شمع پروانہ بسوزد کہ رقیب سوز است ۔۔۔ گل بچہ وجہ شرر داد بجانِ بلبل
گل زِ اوراق بدیں کتابے دارد ۔۔۔ تا نویسید درو نام و نشانِ بلبل
بگہت گل لبخہ شاہِ جماعت دادند ۔۔۔ بس نمودند بہ آزاد فغانِ بلبل

فرمایا ہم نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے قلم برداشتہ یہ اشعار لکھ کر حضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئے اور اسی وقت حضرت آزاد صاحب کی خدمت میں ارسال کئے

کلام قصوری بجواب حضرت آزاد

محرم سرِ کلیم است دہانِ بلبل ۔۔۔ دلگداز است بدیں وجہ فغانِ بلبل
آنچہ از فیضِ گل آموخت ہماں کرد ادا ۔۔۔ بیگماں نغمۂ توحید است زبانِ بلبل
آشیاں سوختہ شد کشتِ مرادم ہم سوخت ۔۔۔ آتشِ سوزِ دروں شعلہ فشانِ بلبل
در گلستانِ دلم آں گلِ رعنا بشگفت ۔۔۔ اندریں باغ ہماں سوز نہانِ بلبل
از تقید ہمہ گشتند عنادل آزاد ۔۔۔ ایں قفس قیدِ قصوری است بجانِ بلبل

آپ بڑے اچھے شاعر تھے۔ چونکہ آپ کے پیر صاحب قصور کے رہنے والے تھے اسی نسبت سے آپ نے اپنا تخلص قصوری رکھا تھا۔ راقم نے آپ کا کچھ کلام گنج گنج قصوری میں جمع کیا ہے۔ مگر افسوس بہت کم کلام دستیاب

ہو سکا۔ اس کے علاوہ آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔ تحیاۃ الکمالات اپنے پیر صاحب کے حالات میں لکھ کر بڑا احسان فرمایا نیز "چودھویں صدی کا فتنہ" قادیانی مرزا کے حالات میں ایک چھوٹی سی کتاب تصنیف فرمائی (۳) ایک رسالہ "حرزِ حقانی" بجواب حربۂ قادیانی لکھا۔ جس میں ایک قادیانی کے ۵۵ سوالات کے جوابات مدلل و مفصل لکھ کر آپ نے بھی ۵۵ سوالات کئے ہیں جو نہایت دلچسپ ہیں (۴) "قومی کارنامے" حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی قومی و دینی خدمات نہایت عمدہ طریقہ سے لکھی تھی۔ مگر اب نایاب ہے۔

آخر عمر میں آپ کی حالت مجذوبانہ ہو گئی تھی۔ پیشاب پاخانہ کا ہوش نہ تھا۔ مگر بعض باتیں ہوشیاری اور دانائی کی فرماتے تھے۔ کسی نے نماز کے لئے کہا تو پڑھ لی ورنہ نہیں۔ حضرت قبلہ عالم کے وصال کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ حضور کی نسبت عالیہ میری مربی تھی اب میرا اللہ ہی وارث ہے۔ چنانچہ حضور کے وصال کے بعد رفتہ رفتہ جذب بڑھتا گیا۔ حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری کے مریدوں میں سوائے ایک دو شخص کے کوئی مجذوب نہیں ہوا۔ حالانکہ حضور کے دس لاکھ سے زائد مرید تھے۔ کیونکہ حضور کے ہاں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا خیال رکھا جاتا تھا۔ جب کسی مرید کی حالت از خود رفتہ ملاحظہ فرماتے تو فوراً نسبت جذب فرما کر علیحدہ رہنے کا حکم فرماتے۔ قبلہ مولوی حضرت محمد حسین صاحب سے حضور نے فرمایا کہ عبدالمجید کو اپنے سے علیحدہ رکھو ورنہ جذب ہو جائے گا۔ آپ کو خلافت حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری سے مرحمت ہوئی تھی حالانکہ مرید مولانا محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ اس طرح مولانا صاحب مرحوم کو بھی حضرت بابا فقیر محمد صاحب چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عنایت کی تھی۔

ارشادات مولانا عبدالمجید خانصاحب قصوری

رحمۃ اللہ علیہ والغفران

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد عظیم صاحب گکھڑ والے مرحوم ومغفور بڑے خوش وضع اور خوش بیان تھے۔ آپ رسالہ انوار الصوفیہ کے ایڈیٹر اور حضور کے خلیفہ تھے۔ آپ کی تقریر بڑی مدلل وموثر اور جادو کا اثر رکھتی تھی۔ ایک دفعہ آپ الہ آباد تشریف فرما تھے۔ ریلوے سٹیشن الہ آباد کا سٹیشن ماسٹر آپ کا معتقد تھا۔ اس زمانے میں ولایت سے ایک شاہی خاندان کا انگریز ہندوستان کی سیر وسیاحت کے لئے آیا ہوا تھا۔ اور مولانا صاحب ممدوح کے قیام کے زمانے میں سٹیشن الہ آباد پر وارد ہوا۔ پولیس نے سٹیشن کے پلیٹ فارم کو غیر آدمیوں سے خالی کرا کے پہرے کا بڑا اہتمام کیا۔ صاحب بہادر پلیٹ فارم پر کرسی بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا صاحب سٹیشن ماسٹر کے خاص آدمی تھے اس لئے پولیس نے آپ کو اندر جانے سے منع نہ کیا اور آپ بھی پلیٹ فارم پر جا کر ٹہلنے لگے۔ صاحب بہادر نے جب آپ کو دیکھا تو پوچھا یہ کون ہیں کسی نے بتایا کہ یہ مسلمانوں کے پادری ہیں۔ کہا ان کو بلاؤ۔ بلا کر کرسی پہ بٹھایا اور کہا کہ اسلام کی حقانیت کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ نے کون کون سے علوم کی ڈگری حاصل کی ہے۔ صاحب بہادر بولا میں آٹھ دس علوم کا ماہر ہوں۔ مولانا صاحب آپ کو سب سے زیادہ کون سے علم سے دلچسپی اور مہارت ہے۔ صاحب بہادر۔ میں علم ہئیت کا بڑا ماہر اور اس علم سے بڑی دلچسپی رکھتا ہوں۔ مولانا صاحب۔ میں علم ہئیت کے ذریعہ اسلام کی حقانیت اور سچائی کی ایسی دلیل پیش کروں گا

کہ آپ پر روشن ہو جائے گا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ مولانا صاحب۔ آپ گھڑی نکال کر بتاتیے کہ اس وقت الہ آباد میں کیا وقت ہے۔ صاحب بہادر۔ گیارہ بجے ہیں۔ (ماشاءاللہ) مولانا صاحب۔ کلکتہ میں اس وقت کیا بجا ہو گا۔ بارہ۔ رنگون میں کیا وقت ہو گا۔ ایک بجا ہے۔ سنگھاپور میں دو بجے۔ جاپان میں تین۔ ہونولولو میں چار۔ مشرقی امریکہ میں سورج غروب ہو رہا ہے۔ غرضیکہ مختلف مقامات کے اوقات صاحب بہادر نے بتائے۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے دنیا میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس کا پیروکار دنیا کے کسی نہ کسی حصہ پر خداوندکریم عزوجل کی درگاہ میں سجدہ ریز ہے۔ الہ آباد میں چاشت کبرا ہے تو رنگون میں زوال کی نماز کا وقت سنگھاپور میں ظہر پڑھی جا رہی ہے۔ جاپان میں عصر کا وقت ہے۔ مشرقی امریکہ میں مغرب کی اذان ہو رہی ہے۔ مغربی امریکہ میں عشاء پڑھی جا رہی ہے غرضیکہ ایسی مدلل و موثر تقریر فرمائی کہ انگریز مبہوت ہو گیا اور اسی وقت آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔

ارشاد فرمایا۔ کہ ہمارے والد صاحب اول حافظ محمد عمر صاحب بھی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تھے دھم کا قصبہ ضلع رہتک میں حضرت شاہ محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے بہت مشہور ہے، نیز حضرت غلام حسین صاحب بھی رحمۃ اللہ علیہ بڑے برگزیدہ بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کی رباعیات جن کو راگ مالا کہتے ہیں اور جو رہتک کی جاٹو زبان میں چوپائی کہلاتی ہیں تصوف کی بہترین کتاب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت بھی صاحبؒ کی راگ مالا کی شرح لکھنی شروع کی حضرت مرحوم نے ہمیں خواب میں منع فرمایا کہ یہ راز سربستہ ہی بہتر ہے۔ مگر ہم نے

کچھ خیال نہ کیا - آخر چند روز کے بعد مرغی نے وہ تمام کا نمذات خراب کر دیئے - اور ہم خاموش ہو رہے کہ یہ بھی صاحبؒ کا تصرف ہے - فرمایا کہ رسالدار صاحب .... اور والد صاحب مرحوم حافظ محمد عمر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے - آپ اس وقت جنگل میں ایک پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے - اوّل رسالدار صاحب نے عرض کیا کہ حافظ صاحب مجھے مرید کر لیجئے - آپ نے فرمایا اچھا مرید ہو گا - پہلے اس درخت پر چڑھ کر کود پڑ - رسالدار نے کہا حضرت اوپر سے گر کر تو میرے ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں گے - پھر والد صاحب نے عرض کیا کہ حافظ صاحب مرید کر لیجئے ان کو بھی ایسا ہی فرمایا - انھوں نے کہا بہت اچھا - اور پاجامہ چڑھا پیپل پر چڑھ گئے - جب نصف کے قریب چڑھ گئے تو حافظ صاحب نے فرمایا اچھا اتر آؤ تم کو مرید کر لیں گے - چنانچہ آپ کو مرید کر لیا اور رسالدار محروم رہے - فرمایا - حضرت حافظ صاحب اکثر جنگل اور بنوں میں رہتے تھے - شہر میں آتے تو منہ پر نقاب ہوتا تھا - آپ کی خوراک ایک پاؤ لہسن کوٹ کر کھانا تھی اور کوئی شے نہ کھاتے تھے - فرمایا ایک دفعہ والد صاحب حضرت حافظ مظفر علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ذکر میں شامل ہوئے - حلقہ کے بعد خاں صاحب نے والد صاحب سے فرمایا ارے بھائی تمہارے پیر تو ڈنڈا لے کر تمہارے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے میرے مرید کو توجہ دے گا - راقم نے عرض کیا کہ جب والد صاحب مرحوم حضرت مولانا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں بیٹھ کر طالب ہوئے - تب حافظ صاحب نے کچھ نہیں فرمایا - فرمایا اس وقت کچھ نہیں کہا - فرمایا حضرت حافظ صاحب موضع چھوچھات دوسو کے

بنوں میں رہا کرتے تھے اور جاٹ آپ کو بن والا بابا کہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جاٹوں کی کوئی عورت مرگئی اور وہ اس کو جلانے کی تیاری کر رہے تھے۔ حافظ صاحب کسی جگہ سے باہر تشریف لائے اور جاٹوں سے فرمایا ارے کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا بابا یہ بیسابانی مرگئی اس کو پھونکاں گے۔ فرمایا اس کا کیا مرگیا یہ تو اچھی بھلی ہے۔ اور ایک ٹھوکر مار کر فرمایا اری اُٹھ جا کر کام کر۔ مردہ عورت اُٹھ بیٹھی اور اپنے پاؤں سے چل کر گھر آگئی۔

فرمایا ایک دفعہ ہم اپنے حلقۂ ملازمت پر جا رہے تھے راستے میں حافظ صاحب دوڑتے ہوئے آتے دکھائی دیئے۔ میرے قریب آ کر فرمانے لگے ارے اس سال تم حج اکبر کرنا ہے وور مدد تک دوڑتے ہی دکھائی دیئے یعنی حج اکبر ادا کرنے جا رہے تھے۔ فرمایا کبھی کبھی ہمارے مکان پہ بھی تشریف لاتے تھے۔ نقاب منہ پہ ہوتا تھا۔ سیدھے اندر کوٹھڑی میں جا کر بڑے پلنگ پر اندھیرے میں بیٹھ جاتے اور دن بھر بیٹھے رہتے کسی سے بات کلام نہ کرتے نہ کھاتے نہ پیتے۔

ارشاد فرمایا حضرت غلام حسین صاحبؒ مہی نیم مجذوب تھے۔ آپ کو لوگوں نے ستانا شروع کیا تو آپ نے دو سُور اپنے پلنگ کے پاس باندھ لیئے۔ اس کے بعد کوئی مسلمان آپ کے قریب نہ آتا تھا اور آپ فراغت سے یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ فرمایا حضرت مہی صاحبؒ حضرت شاہ محمد رمضان صاحبؒ کو "لال کرتی" فرمایا کرتے تھے۔ جب حضرت شاہ صاحب مرحوم کو منڈسور میں شیعوں نے شہید کر دیا تو مہی صاحب جہم میں فرمانے لگے آج "لال کرتی" پھٹ گئی۔ تھوڑے دنوں میں آپ کے معتقدین آپ کا جنازہ لے کر آئے۔ کہتے ہیں کہ ماوے

سے مہم تک آپ کی لاش سے خون ٹپکتا ہوا آیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب
مرحوم شہید شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے شاگرد اور ہم زمانہ تھے
ارشاد فرمایا کہ حصار کے علاقہ میں کسی گاؤں میں ایک فقیر رہتا تھا۔ اس کا
ڈیرہ بھنگیوں کی بستی میں تھا اور انہی کے ہاں کھانا پینا تھا۔ ایک حوالدار
پولیس کے گھر سے خبر آئی کہ تمہاری والدہ سخت بیمار ہے۔ اس نے
رخصت کی درخواست دی مگر کپتان پولیس نے نامنظور کر دی۔ حوالدار
مذکور کسی تفتیش کے لیے اسی گاؤں میں گیا جہاں وہ فقیر رہتا تھا۔ اہل دیہہ
نے فقیر کی تعریف کی اس لئے حوالدار نے بھی اس کے پاس جا کر اپنی
والدہ کے متعلق پوچھا۔ فقیر نے کہا تمہاری والدہ اچھی بھلی گھر میں بیٹھی
چرخہ کات رہی ہے۔ دوسرے دن گھر سے خیریت کا خط آ گیا۔ حوالدار
نے حضرت منظفر علی خانصاحب سے ذکر کیا جو ان دنوں حصار میں انسپکٹر پولیس
تھے۔ آپ کو فقرا کی جستجو رہتی تھی لہذا آپ بھی اس فقیر کے پاس تشریف لے
گئے۔ فقیر اس علاقے کا قطب تھا اور اہل دنیا سے روپوش ہو کر بھنگیوں کے
ہاں ڈیرا لگایا تھا۔ خانصاحب مرحوم سے فقیر نے فرمایا کہ میں سنار کا
لڑکا ہوں اور حصار کا رہنے والا۔ بچپن میں جب کہ میری عمر پانچ چھ برس
کی ہو گی ایک روز جمعہ کو مسلمان بچوں میں کھیلتا ہوا جامع مسجد حصار کے
دروازہ پر جا کر کھڑا ہوا۔ مسجد میں شاہ محمد رمضان صاحبؒ وعظ فرما رہے
تھے۔ آپ کی نگاہ جب میرے پر پڑی تو منبر سے اتر کر میرے پاس گئے
اور میری پیشانی کو بوسہ دے کر واپس تشریف لے گئے۔ وعظ کے بعد
لوگوں نے کہا حضرت آج خلاف عادت آپ نے وعظ چھوڑ کر ایک ہندو
بچے کو بوسہ دیا پیار کیا یہ کیا بات تھی۔ آپ نے فرمایا یہ بچہ بڑا ہو کر اس

علاقہ کا قطب ہوگا۔

ارشاد فرمایا گوہانہ ضلع رہتک میں حضرت سید برہان الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک تالاب کے کنارے بڑا متبرک مقام ہے۔ ایک دفعہ گوہانہ میں سخت طاعون پڑا۔ ہندو اپنے مردے حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے سامنے سے نہیں لے جاتے تھے۔ طاعون کی مارا ماری میں نوجوان لڑکوں نے کہا کہ اتنے دور کے راستے جاتے ہو یہ قریب کا راستہ مرگھٹ کے نزدیک ہے یہاں سے کیوں نہیں چلتے۔ غرض ایک مردے کو حضرت سید صاحب کے مزار شریف کے سامنے سے لے گئے۔ بیسیوں من لکڑیاں جلائیں مگر مردے کو آنچ نہ آئی اور آخر کار اس کو جمنا دریا میں بہا آئے۔ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر ہندوؤں نے عہد کیا کہ آئندہ ادھر سے مردے کبھی نہیں لے جائیں گے سبحان اللہ جو لوگ خوش عقیدے اور اعتقاد کے ساتھ آنحضرت کے مزار کی زیارت کرتے ہوں گے ان کے مراتب کا کیا ٹھکانا۔ راقم نے بھی حضرت کے مزار شریف پر فاتحہ خوانی کی ہے عجیب پُر فیض مقام تھا۔

ارشاد فرمایا حضرت میراں بھیک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو سید صاحبؒ ان کی قبر پر فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے۔ عشا کا وقت تھا سید صاحب کو استنجے کی ضرورت پیش آئی۔ خادم کے پاس وضو پانی کے لئے مٹی کا ڈلا نہ تھا اس لئے وہ تلاش میں دوڑا۔ حضرت کو ضعیفی کی وجہ سے پیشاب کا عارضہ تھا اس لئے پیشاب کرنے بیٹھ گئے۔ بیٹھنے کے بعد آپ نے دو تین بار ہوں ہوں تنبیہ کے الفاظ فرمائے۔ خادم اتنے میں مٹی اور پانی لے کر حاضر ہو گیا۔ حضرت شاہ

صاحب نے استنجے کے بعد وضو کیا نماز پڑھی اور مجد میں آرام کے لیے پلنگ پر لیٹ گئے۔ خادم پاؤں دبانے لگا اور اپنی گزشتہ کوتاہی پر معذرت کرنے لگا کہ حضور مجھ سے غلطی ہو گئی ڈھکوانی کے لیے ڈلا نہیں لیا۔ آپ کو تکلیف ہوئی اس لیے آپ نے ہُوں ہُوں فرما کر مجھے متنبہ کیا حضور معاف فرمائیں آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی۔ فرمایا نہیں بھائی میں تم سے مخاطب نہیں تھا بلکہ عبد الرزاق ڈلا لے کر حاضر ہو گیا تھا اس لیے ہم نے کہا کہ ہُوں ہُوں یہ فعل خلاف شریعت ہے۔

ارشاد فرمایا حضرت سید میراں بھیک رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر میراں جی ٹھسکہ میں آپ کے حالات میں ایک قلمی کتاب رکھی تھی جو طبع نہ ہو سکی۔ آپ کو انتقال کے بعد ایک چوبی صندوق میں سپرد خاک کیا گیا۔ کچھ مدت کے بعد آپ نے خدام سے خواب میں فرمایا کہ اس چوبی صندوق کو کیڑے نے کھا لیا اور اس کی مٹی جھڑ جھڑ کر ہمارے اوپر پڑتی ہے۔ لہٰذا اس کو یہاں سے نکال دو۔ خدام نے قبر کھول کر دیکھا تو واقعی صندوق گل گیا تھا۔ اس لئے اُس کو نکال کر اینٹوں کا حوضہ بنا دیا گیا۔ دوسرے روز خواب میں فرمایا کہ معمار بسولی قبر میں چھوڑ گیا اس کو نکال دو یہ ہمارے چبھتی ہے۔ چنانچہ پھر قبر کھول کر بسولی نکالی گئی۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ۔ بُجز سچے گرو کا یا لکا مر سے نہ مارا جائے۔

۱۹۳۲ء کے اخبارات و رسالہ جات میں ایک واقعہ لکھا تھا۔ کہ فیصل اول بادشاہ بغداد کو حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خواب میں بشارت فرمائی کہ ابوسعید اور ہماری قبروں میں دریا کا پانی آگیا ہے۔ لہٰذا ہمیں یہاں سے کہیں اور جگہ منتقل کر دو۔ فیصل نے اپنا خواب درباریوں سے بیان کیا اور یہ خبر اخباروں

میں شائع ہوگئی۔ دوسرے ملکوں کے امرا نے درخواست کی کہ کسی خاص مقررہ تاریخ پہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے مزارات کھولے جائیں تا کہ ہم بھی زیارت کرلیں۔ چنانچہ عید الاضحٰی کے قریب کوئی تاریخ و دن مقرر کیا۔ اور اس وقت غیر ملکی سفرا یہود و نصارٰی اور مسلمانانِ اطراف و جوانب کے ہزاروں کے مجمع میں اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جنازے قبروں سے نکالے گئے اور دیکھا گیا کہ اجسادِ اطہر کو کسی قسم کا نقصان نہ تھا بلکہ کفن بھی اسی طرح صحیح و سالم تھے۔ ان حضرات کی آنکھیں ایسی روشن تھیں جیسی زندہ انسان کی ہوتی ہیں تمام ڈاکٹر انکو دیکھکر حیران تھے۔ اس واقعہ کو دیکھکر ہزاروں کافر بعد ازیں مسلمان ہوگئے۔ کہ تیرہ سو سال کے بعد آنحضرت کے جنازے مبارک تازہ بتازہ نکلے ہیں۔ قبروں کو دیکھا تو واقعی ایک قبر میں تھوڑا پانی آگیا تھا۔ حالانکہ دریا وہاں سے کافی فاصلے پہ تھا۔ تمام حاضرین نے صحابہؓ کے جنازے کی نمازیں پڑھیں۔ ہوائی جہازوں نے اوپر سے پھول برسائے اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ سلمان پاک (مدائن) میں ایک عالی شان مقبرے کے اندر آنحضرات کو سپرد خاک کیا گیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ ہر دو حضرات شہید نہیں ہوئے بلکہ اپنی موت پہ وصال ہوا ورنہ شہدا کے واقعات تو بے شمار ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنہوں نے موتوا قبل ان تموتوا کا رتبہ حاصل کیا اُن کو جہاد اکبر کا ثواب عنایت ہوا اور ان کے جسم پاک قبروں میں بعینہ موجود ہیں۔ اسی رسالے میں شہدائے جنگ موتہ کی نعشوں کا حال بھی لکھا تھا۔ ملک شام میں شہر کرک کے قریب موضع سرائے جعفر شہیدی میں ایک دالان میں ۴۰ کے قریب نعشیں آرام فرما تھیں۔ ایسے ہی جنگ احد کے شہدا کی قبریں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سیلاب سے کھل گئیں۔ ایک صحابہ شہید نے اپنے سینہ کے زخم پہ ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ ہاتھ ہٹایا تو خون جاری تھا۔ جب ہاتھ چھوڑ دیا تو پھر زخم پہ رکھ لیا

جو بے علم لوگ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد مردہ مٹی ہو جاتا ہے اُن کو معلوم نہیں کہ مرنے کے بعد مومن کا تعلق روح سے ہوتا ہے۔ اور جن حضرات کے جسم بھی روح بن گئے اُن کے اجسام بھی صحیح سالم حالت میں رہتے ہیں۔ عالم برزخ میں روحانی اجسام کی حرکات و سکنات شروع ہو جاتی ہیں اور جسم خاکی کی حرکات ختم ہو جاتی ہیں۔ اور روحانی کبھی کبھی اس عالم ناسوت میں آکر ملکوتیوں کو نظر آتے ہیں امداد ناسوتیوں کی امداد کرتے ہیں۔ اس قسم کے بے شمار واقعات کتب سابقہ میں مذکور ہیں اور رات دن ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ شاہ عبدالرحیم صاحبؒ والد شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا کہ ایک روز میں عشا کی نماز کے بعد اپنے حجرہ میں کنڈی لگائے بیٹھا تھا کہ اچانک حجرے کے کونے میں ایک آدمی نظر آیا۔ غور سے دیکھا تو ہمارے خاندان کا ایک نوجوان ہے جو کسی لڑائی میں شہید ہو گیا تھا۔ گفتگو کے بعد کہنے لگا کہ ہم شہداء کی جماعت بادشاہ وقت یعنی اورنگ زیبؒ کی امداد کے لئے جا رہے ہیں۔ یہاں سے گزرے تو میں نے کہا کہ آپ سے بھی ملاقات کرتا چلوں۔

حضرت صالح مزنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور و معروف ہے۔ حضرت مرحوم حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تیسری پشت میں شاگردان شاگرد تھے آپ کوفہ کے دیہات میں رہتے تھے اور ہمیشہ جمعہ پڑھنے کوفہ آتے تھے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری آنکھ زیادہ وقت سے کھل گئی اور گھر سے کوفہ کو روانہ ہوا۔ جب شہر کے قریب پہنچا تو دروازے بند تھے۔ اس لئے شہر کے باہر ایک مقبرے میں نماز پڑھ کر بیٹھ گیا اور نیند آ گئی۔ دیکھتا کیا ہوں کہ سب مردے اپنی قبروں سے باہر نکل کر کچھ کھا پی رہے ہیں۔ لیکن ایک نوجوان ایک طرف بوسیدہ سا لباس پہنے اداس بیٹھا ہے میں نے اس جوان سے

پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ اور تم کون لوگ ہو۔ کہنے لگا ہم سب شہداء ہیں ہمیں چوروں نے یہیں یہاں قتل کردیا تھا۔ دوسرے اہل قبور کے ورثاء تو جمعرات کو اپنے لواحقین کو کھانے وغیرہ پر ایصال ثواب کرتے رہتے ہیں لیکن میرا کوئی وارث نہیں رہا۔ ایک والدہ ہے اس نے بھی کہیں اور نکاح کرلیا ہے۔ اے صالح تم کوفہ جاکر میری والدہ سے میری حالت بیان کرنا وہ فلاں کوچہ اور فلاں مکان میں رہتی ہے۔ حضرت صالح فرماتے ہیں اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوگئی تھی شہر میں جاکر صبح کی نماز پڑھی۔ جمعہ پڑھ کر اس جوان کی والدہ کو تلاش کیا۔ مکان پر جاکر آواز دی وہ نیک بخت دروازہ کے پیچھے آکر کہنے لگی تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ میں نے اس کے بیٹے کا تمام قصہ بیان کیا۔ وہ رونے لگی اور مجھے کچھ رقم اس کے ایصال ثواب کے لئے عنایت کرکے کہا کہ اس کے نام پر کھانا اور کپڑا غرباء کو تقسیم کردینا۔ نیز آئندہ میں ہمیشہ اسکو جمعۃ المبارک کی رات کو یاد کیا کروں گی۔

پھر فرماتے ہیں کہ دوسری دفعہ اسی مقبرے میں میرے قیام کا اتفاق ہوا اور خواب میں وہی ماجرا دیکھا۔ مگر اس دفعہ اس نوجوان کی حالت بہتر تھی۔ جوان نے میرا شکریہ ادا کیا۔ اس واقعہ کو حضرت علامہ عبدالسمیع صاحب انصاری میرٹھی رح نے اپنی کتاب انوار ساطعہ میں مرقوم فرمایا ہے۔ اور راقم نے علماء دیوبند سے بھی یہ حکایت سنی ہے۔ اس واقعہ سے چند باتیں مستنبط ہوتی ہیں۔

(۱) مردوں کو جمعرات کے کھانے کا ثواب پہنچتا ہے۔

(۲) مردے اپنے ورثاء کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ مکان اور گلی کو بھی جانتے ہیں۔ گویا ان کو غیبی امور کا علم ہوتا ہے۔

(۳) مردے اپنے محسن کا احسان مانتے ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دعا خیر کرتے ہیں۔

(۴) جو لوگ اپنے مردوں کو کلام و طعام سے محروم رکھتے ہیں وہ ان پر جفا کرتے ہیں۔

(۵) مردے کا نام لے کر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ثواب پہنچایا جائے تو مردوں کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوجاتی ہے جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہمارے والد صاحب نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ایصال ثواب کیا تو مردے خوش و خرم نظر آئے کہ آج ہمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے ایصال ثواب پہنچا۔

ارشاد فرمایا۔ حضرت سید میراں بھیک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکھ پیر حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور کے قریب رہتے تھے۔ ایک دفعہ پیر صاحب دورے پر تشریف لے گئے اور اپنے لڑکے سے کہہ گئے کہ کھانے پینے کا سامان بنیئے سے لے آیا کرنا۔ سید بھیک صاحبؒ پیر صاحب کے ہمراہ تھے جب شام کا کھانا کسی مرید کے ہاں ہوتا تو آپ اس کو کہہ دیتے کہ دو آدمیوں کا کھانا زیادہ پکا کر ہمیں دینا۔ سید صاحبؒ پیر صاحب کو عشا کی نماز کے بعد سلا کر وہ کھانا لے کر بیٹھے جاتے اور کھانا مکان پر دے کر تہجد سے پہلے پیر صاحب کی خدمت میں آجاتے۔ ایک مہینے تک سید صاحب کا یہی وطیرہ رہا اس عرصے میں آپ کو ۴۔۵ میل سے لے کر دس پندرہ میل تک رات کو مسافت پڑتی رہی۔ مہینے بھر کے دورے کے بعد جب پیر صاحب مکان پر واپس تشریف لائے تو بیٹے سے فرمایا کہ بھائی تمہارا کیا حساب کتاب

ہے۔ اس نے کہا حضرت میرے ہاں سے تو کوئی سودا گیا ہی نہیں۔ لڑکے سے فرمایا کہ ہم تو مہینے بھر تک اچھے اچھے کھانے کھاتے رہے تم نے کیا کیا کہاں سے کھایا۔ صاحبزادے نے کہا حضرت جو کھانا آپ کھاتے تھے وہی ہم کھاتے رہے۔ ایک آدمی رات کو اتنا کھانا دے جاتا تھا جو ہمیں اور والدہ صاحبہ کو دونوں وقت کافی ہو جاتا تھا۔ ابا جی ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی اور نہ کوئی ضرورت پیش آئی۔ پیر صاحب حیران تھے کہ یہ کون شخص تھا آخر فرمایا کہ بھیکہ کے سوائے اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ گلے سے لگا کر دین و دنیا کی نعمتیں عنایت کر دیں۔ فرمایا سید بھیکہ صاحبؒ مادر زاد ولی اللہ تھے پھر بھی پیر کی ضرورت پیش آئی۔ فرمایا ایک دفعہ پیر صاحب کے چھپر کے لئے لکڑیوں کی ضرورت پیش آئی۔ تمام مرید لکڑیاں کاٹ کر لائے بھیکہ صاحبؒ کی لکڑی چھوٹی پڑ گئی وہ ہنسنے لگے۔ آپ نے لکڑی کو پکڑ کر کھینچا تو وہ بڑھ گئی۔ اور چھپر میں ٹھیک آ گئی اور فرمایا یہ تو ٹھیک ہے تم نادان ہو جو ہنستے ہو۔

ارشاد فرمایا کہ سنہ ۱۹۱۰ء بندوبست اراضی ضلع رہتک میں دہلی بندوبست کا کیمپ قصبہ کھرکھودہ میں تھا۔ وہاں ایک بزرگ سرحد کی طرف کے رہتے تھے جن کا نام گل محمد تھا۔ کسی مسجد میں رہتے تھے۔ بندوبست کے عملہ کا افسر انگریز تھا۔ اس کے پاؤں میں لنگڑی کا درد ہوا۔ ڈاکٹروں نے بہتیرے علاج کئے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ انگریز نے چھ ماہ کی رخصت لی تاکہ ولایت جا کر علاج کرائے ورنہ پیر کاٹا جائے گا۔ صاحب بہادر کا خانساماں مسلمان تھا اس نے کہا صاحب بہادر ہمارے ایک بزرگ ہیں آپ ان سے دم کرائیں۔ تو پاؤں اچھا ہو جائے گا۔ وہ کہنے لگا دم کیا چیز ہوتا ہے۔ اس سے کس طرح اچھا ہو گا۔ ہم چل پھر نہیں سکتا۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ پاؤں کاٹا جائے گا۔

نوکر بولا حضور وہ آپ کے پاؤں پر ہاتھ پھیر دیں گے تب اچھا ہو جائے گا۔ انگریز کو یقین نہیں آتا تھا مگر خانساماں کے اصرار پر وہ دم کرانے پر رضامند ہو گیا۔ نوکر خانصاحب کو صاحب بہادر کے خیمے میں لے آیا۔ آپ نے دم کر کے پاؤں پر ہاتھ پھیرا پاؤں بالکل اچھا ہو گیا۔ صاحب بہادر نے اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر تمام کیمپ کا گشت کیا اور ہر ایک سے یہی کہتا تھا دیکھو ہم اچھا ہو گیا۔ ارشاد فرمایا یہ بزرگ اسم یا بدوح کے عامل تھے۔ آپ نے ہم سے بھی کہا تھا کہ اس کا عمل کر لو مگر شرط ایک صرف دودھ روٹی ہو گی ورنہ عمل اثر نہ کرے گا۔ ہم نے کہا یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ فرمایا صاحب بہادر نے خانصاحب کو قانونگو بنا دیا اور دو پٹواری ان کی اردلی میں کام کرنے کے لئے مقرر کر دیئے۔ فرمایا کہ گھر کھودہ کے قصائی کا اکلوتا نوجوان لڑکا سخت بیمار تھا۔ بوقت نزع وہ روتا ہوا میرے پاس آیا کہ خانصاحب آپ کی بات کو وہ بزرگ مانتے ہیں۔ اگر وہ لڑکے کو دم کر دیں تو شاید جان بچ جائے۔ نو دس بجے رات کا وقت ہم اُن کے حجرے میں گئے۔ اندھیرے میں ایک ٹوٹی چارپائی پر آرام کر رہے تھے۔ ہم نے کیفیت بیان کی۔ فرمایا بھائی اب ہم کہیں نہیں جاتا۔ آخر ہمارے اصرار پر فرمایا اچھا اپنا ہاتھ لاؤ۔ گیارہ بار یا بدوح پڑھ کر ہمارے ہاتھ پر دم کیا اور فرمایا مٹھی بند کر کے جاؤ اور مریض پر ہاتھ پھیر دو۔ خداوند کریم کی قدرت یا تو مریض جاں بلب تھا یا ہاتھ پھیرتے ہی آنکھیں کھول دیں اور بھوک کی شکایت کی۔ تھوڑا گرم دودھ دیا اور تھوڑے دنوں میں اچھا ہو گیا۔ فرمایا خانصاحب بڑے عارف باللہ اور عابد تھے۔ ایک دفعہ مسجد میں تشریف فرما تھے اور ہم بھی موجود تھے۔ ایک اور سرحدی بزرگ نو وارد سے پشتو میں باتیں کر رہے تھے۔ دیر تک دونوں میں بحث ہوتی رہی۔ بعد میں فرمانے لگے تم سمجھے یہ نو وارد بزرگ

کیا کہہ رہے تھے۔ ہم نے کہا میں تو پشتو نہیں سمجھتا۔ فرمانے لگے انہوں نے پوچھا تم یہاں کیوں اور کب آئے تھے۔ ہم نے کہا ہم یہاں تجارت کے لئے ہوئے تھے اس میں نقصان ہو گیا اب یہاں مدت سے بیکار ہے۔ وہ فرمانے لگے ہم تم کو نقش دیں گے جس کی برکت سے تجارت میں نفع ہو گا اور خوش حال ہو جاؤ گے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے پہلے ایک نقش لیا ہوا ہے اب نقش پر نقش کام نہیں دے سکتا۔ وہ سمجھے نہیں اور یونہی کہتے رہے کہ ہم نقش دیدیں گے وہ کام کرے گا۔ فرمایا خانصاحب گل محمد صاحب کا مطلب یہ تھا کہ ہم اس دنیا میں اعمال کی تجارت کرنے آئے تھے اپنی بد اعمالی سے خسارہ پڑ گیا۔ ایک پیر اختیار کیا جس نے ہمارے دل پر نقش مرتسم کیا۔ اب اس نقش پر دوسرے کا نقش کیا کام کرے گا۔ مگر نو وارد صاحب عامل تھے وہ عارف باللہ کی بات کیا سمجھتے اپنی رٹ لگاتے رہے۔

ارشاد فرمایا کہ ابتدا میں ہم مرزا قادیانی کی براہین قاطع کا مطالعہ کرنے لگے۔ اس کی عبارت آرائی میں طبیعت بڑی لگتی تھی۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنجناب سخت ناراض ہوئے اور مارنے کے لئے لکڑی اٹھائی۔ میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے بھاگتے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گیا۔ جب اس کی چوٹی سے گذر کر ڈھلان کی طرف چلا تو اس کا ڈھلان اس قدر زیادہ تھا کہ یہیں رکنا مشکل ہو گیا۔ سامنے ہی دیکھا کہ سامنے ایک بہت بڑا جھیرا (بڑا کنواں) ہے اور اس کے دوسری طرف ایک بزرگ کھڑے ہیں۔ جنہوں نے بلند آواز سے فرمایا ٹھیرو ٹھیرو یہ قادیانی کا جھیرا ہے۔ فرمایا میرے خیال میں وہ بزرگ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ اس عالم میں میری آنکھ کھل گئی

تمام بدن پسینہ پسینہ تھا۔ اس قدر تنبیہہ کے باوجود ہم نے بھی براہین کا مطالعہ ترک نہیں کیا۔ اس کے بعد حضور نے رحمت وکرم کی نظر سے ایک روز خواب میں آغوش میں لے کر کرم نوازی فرمائی اور ہم نے براہین کا مطالعہ ترک کر دیا۔ ایک وہ زمانہ تھا یا ایک یہ وقت آیا کہ ۱۹۲۲ء کے ارتداد کے موقعہ پر حضور نے خود مرزا کا رد لکھنے کے لیے فرمایا اور چند کتب اس کی مطالعہ کے لئے عنایت فرمائیں اور ہم نے چودھویں صدی کا فتنہ وغیرہ کتب مرزا کے رد میں لکھیں۔

ارشاد فرمایا کہ کرپال داس جوگی اکثر ہمارے پاس آتا رہتا تھا۔ اس نے ایک حکایت بیان کی کہ ایک بابا جی نے سردیوں میں پہاڑ سے اتر کر کسی گاؤں کے قریب دھوناں لگایا۔ گاؤں کی ایک عورت دیکھ کر بابا جی کی خدمت میں آئی اور روٹی وغیرہ لاتی رہی۔ ایک روز کہنے لگی بابا جی میرے اولاد نہیں پرماتما سے دعا کرو کہ میرے اولاد ہو جائے۔ بابا جی نے کہا اگر پہلا بیٹا ہمیں دیدے تو دعا کرتے ہیں۔ غرض بابا جی کی دعا سے لڑکا پیدا ہوا اور وہ بچہ بابا جی کو دے گئی۔ فقیر نے جنگلی بکریوں کا دودھ پلا پلا کر بچے کو پال لیا اور خود چلتا بنا۔ یعنی مر گیا۔ نوجوان فقیر بھی اسی طرح گرمیوں میں پہاڑوں میں عبادت کرتا اور سردیوں میں کسی بستی کے قریب آ کر ڈیرہ لگا لیتا۔ ہمیشہ گاؤں کی کوئی بڑھیا فقیر کے لیے روٹی لاتی رہتی تھی۔ ایک دفعہ بڑھیا کی نوجوان نواسی نے کہا اماں میں بھی سادھو کے درشن کروں گی اور بڑھیا کے ہمراہ چلی گئی۔ سادھو البیلا بوڑھی عورتوں کو اپنے مثل سمجھتا تھا۔ مگر نوجوان لڑکی کے پستان کے ابھار کو دیکھ کہ بوڑا اس کو یہ کیا ہو گیا۔ بوڑھی نے اس کو سمجھانے کی ہر چند کوشش کی مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ آخر بڑھیا بولی بابا اس کی شادی ہو گی پھر پرماتما کرے گا اس کے بچہ پیدا ہو گا وہ بچہ ان چھاتیوں سے دودھ پیئے گا۔ اب

سادھو کو گیان (معرفت) حاصل ہو گیا اور اپنا چمٹا چھینک پہاڑوں پر چڑھ گیا۔ کہ وہ خالق مالک بچہ کی پیدائش سے پہلے ہی اسباب پرورش مہیا فرماتا ہے تو کیا وہ پیدا شدہ کو اَن نہ دے گا۔

ارشاد فرمایا کہ ہم موضع بھاکلی میں پٹواری تھے۔ وہاں ایک فقیر رہتا تھا جو بھیرا داس کے نمبردار کا لڑکا تھا۔ کسی وقت وہ پلٹن میں ملازم تھا۔ اُن کی پلٹن کلکتہ گئی تو اس نے وہاں بنگالیوں سے جادو سیکھ لیا اور نوکری چھوڑ کر سادھو بن گیا۔ ہمارے پاس اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔ ایک روز کہنے لگا خانصاحب ایک روپیہ وغیرہ ہم نے دے دیا۔ دوسرے روز پھر مانگنے لگا ہم نے کہا ہر روز روپیہ کہاں سے آئے۔ ہم پلنگ پہ بیٹھے کاغذات لکھ رہے تھے۔ وہ ہمارے پاس نیچے زمین پر بیٹھ کر کتابوں پہ ہاتھ مارنے لگا۔ تھوڑی دیر میں روپے بجنے کی آواز آئی اور کاغذات میں سے دو روپے نکال کر کہنے لگا کہ خانصاحب آپ نہیں دیتے تھے ہم نے پرماتما سے لے لیئے۔ ایک روز آکر کہنے لگا خانصاحب دیکھو یہ کیا ہے۔ ہم نے کہا بیٹھے کی گولی ہے۔ کہنے لگا خانصاحب میں لاٹرا (چٹورا) ہو گیا ہوں۔ دیکھتے جاؤ۔ اس گولی کو وہ انگلیوں میں گھماتا رہا۔ تھوڑی دیر میں وہ مکھن کی گولی بن گئی جس کا وزن چھٹانک کے قریب ہوگا اور پھر کھا گیا۔ ایک روز کہنے لگا خانصاحب میں آپ کو بہت سے روپے بنا دوں ریواڑی جا کر سودا خرید لاؤ۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایک روز یا کم وقت تک روپے رہیں گے پھر ٹھیکریاں بن جائیں گے۔ ایک روز گاؤں کے نمبردار ہمارے پاس بیٹھے تھے۔ اُن دنوں ہندو نمبردار نیچے زمین پر بیٹھتے تھے اور پٹواری اوپر سادھو نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا کہ گاؤں میں جوہڑ (تالاب) بنانے میں میری مدد کرو۔ اُن میں سے بھیماں نمبردار نے سادھو کو سخت سُست کہا

سادھو نے بیٹھ کر زمین پر دونوں ہاتھ مار کر دعوت پتری کہا اور چلا گیا۔ نمبر دار بھیواں جب اُٹھنے لگا تو مشکل سے اُٹھا گیا۔ دوسرے لوگوں نے کہا کیا ہو گیا کہنے لگا آج کھار کی گائے دودھ نہیں دیتی تھی اس کے ساتھ زور کیا تھا کمر میں درد ہو گئی۔ شام کو بھیواں نمبر دار کا لڑکا ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا بھیواں سخت بیمار ہے آپ سادھو سے کہو اس نے اس پر جادو کر دیا اور ایک بھینس بھی بیمار ہو گئی ہے۔ ہم نے سادھو کو بلا کر سمجھایا وہ نمبر دار کے گھر گیا۔ تھوڑا جادو اُتار کر چلا آیا۔ نمبر دار کو ہوش آیا مگر سر میں سخت درد تھا۔ ان لوگوں نے سادھو کو بہتیرا سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ آخر نمبر دار کے رشتہ داروں نے کہا اس سالے کو مارو وہ لاٹھیاں لے کر اس کے پیچھے بھاگے۔ سادھو نے بھاگ کر پٹوار خانہ میں گھسنے کی کوشش کی مگر دروازہ بند تھا۔ وہاں ایک گاڑی کھڑی تھی اس پر چڑھ کر دیوار کود کر اندر آنا چاہتا تھا کہ اتنے میں حریف آ گئے اور انہوں نے مار مار کر اُسے بیہوش کر دیا۔ ہم نے آواز سن کر چاہا بھی کہ باہر جائیں مگر پھر خیال آیا کہ گواہ شاہد بننا پڑے گا۔ لہٰذا ہم باہر نہیں آئے اور وہ لوگ اس کو مردہ سمجھ کر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد سادھو کو ہوش آیا اور تازہ زخموں کی وجہ سے دوسرے گاؤں کی بنی میں بھاگ گیا مگر زخم گہرے تھے اس لئے مر گیا۔ اور دوسرے گاؤں والے بھی ہندو تھے انہوں نے اس کو جلا دیا اور کسی قسم کی رپٹ وغیرہ نہیں کی۔ نمبر دار اور اس کی ایک بھینس دوسرے روز مر گئے۔ اس واقعہ کو بیان کرنے سے پہلے فرمایا تھا کہ جادو برحق ہے مگر اس کا کرنا حرام ہے۔

ارشاد فرمایا کہ جھجر میں ایک نوجوان لڑکا پیرانِ عظام کا منکر تھا۔ ہم دو چار یاران کے ساتھ حضرت شاہ غازی کمال صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ میں حاضر ہوئے۔ وہ لڑکا بھی ہمارے ہمراہ ہو لیا۔ درگاہ کی مسجد میں بیٹھ کر حلقۂ ذکر

کیا تو یاروں کی آواز کے ساتھ مزار شریف سے بھی اللہ اللہ کی آوازیں آنے لگیں وہ نوجوان خوف سے بیہوش ہو گیا اور ہاتھ پاؤں میں تشنج شروع ہو گیا۔ مغرب کی نماز کا وقت تھا اس کو بڑی مشکل سے اٹھا کر درگاہ کے دروازہ تک لائے خوف کی وجہ سے پھر مزار شریف کی طرف دیکھا اور کانپنے لگا۔ آخر بڑی مشکل سے اس کو گھر پہنچایا۔ فرمایا حضرت غازی شاہ کمال صاحبؒ شہید ہیں اور کفار کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ سر مبارک تن سے جدا ہو گیا۔ مگر اس حالت میں بھی لڑتے رہے۔ آخر جھجو آکر گھوڑے سے گر گئے۔ آپ کے مزار شریف کے باہر ہی آپ کے گھوڑے کی قبر موجود تھی۔ فرمایا یہ آپ کے گھوڑے کی قبر ہے ایک روز حجرہ میں حاضر خدمت ہوا۔ ایک دیوار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے مجذوب گامی شاہ چالیس سال تک بیٹھا رہا۔ گرمی سردی برسات تمام موسم آئے مگر مجذوب اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ فرمایا جب اُن کے وصال کا وقت آیا تو صبح چار بجے ہم بھی وہاں حاضر تھے۔ اپنے لڑکے سے فرمایا غفور غفور بھاگ کر پیڑا لا۔ وہ حلوائی کی دوکان کھلوا کر پیڑا لایا۔ آپ نے آدھا کھا کر فرمایا غفور آدھا پیڑا تو کھا لے۔ اس نے کہا نہ بابا میں بھی تیرے جیسا ہو جاؤں گا فقیر نے دوسرا حصہ بھی خود کھا لیا اور جاں بحق ہو گیا۔ ہم وہیں موجود تھے کہ دیکھا سے ایک گھوڑا سوار آیا اور کہنے لگا یہاں ایک فقیر بیٹھتا تھا وہ کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا ابھی یہ مر گیا۔ سوار اسی وقت گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا۔ ایک گھنٹے کے بعد پھر آیا اور کہا نواب صاحب فرماتے ہیں کہ جنازہ پڑھتے ہم بھی آتے ہیں ہمارا انتظار کریں۔ وجہ یہ ہوئی کہ رات کو نواب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک فقیر مجذوب ہنستا ہوا آیا اور ہمارے گلے سے لپٹ گیا۔ نواب صاحب نے اسی وقت حکیم صاحب کو بلا کر خواب کی تعبیر پوچھی۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ کسی

فیقر سے آپ کی محبت تھی اس کا آخری وقت ہے۔ اس لئے اس کی روح ملنے آئی تھی۔ نواب صاحب کو دیر کے بعد یاد آیا کہ جھجر میں گامی شاہ سے ہمیں عقیدت تھی اس لئے سوار دوڑایا تھا۔ غرض نواب صاحب نے بھی فیقر کے جنازے کی نماز پڑھی۔

ارشاد فرمایا کہ موضع بھالوٹ میں ہم اور بھائی عبدالحمید خاں ایک ہی جگہ پٹواری تھے۔ ہماری عادت تھی کہ نماز صبح پڑھی اور مراقبہ میں بیٹھ گئے اور بھائی عبدالحمید خاں دن چڑھے تک ورد وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالمؒ کی رہتک میں آمد کی خبر تھی۔ ہم نے صبح مراقبہ میں دیکھا کہ حضرت مولانا صاحبؒ حضرت قبلہ عالم کی خدمت اقدس میں کھڑے ہیں۔ بعد مراقبہ بھائی عبدالحمید صاحب سے کہا کہ حضور رہتک تشریف لے آئے ہیں۔ مگر انہوں نے کچھ حجت کی اس لئے گھوڑی پر ایک آدمی رہتک خبر لانے کے لئے روانہ کیا عبدالحمید صاحب تو کاغذات لے کر گرداوری کرنے چلے گئے اور بعد میں آدمی نے خبر دی کہ حضور رہتک تشریف لے آئے ہیں۔ اس لئے ہم تو اسی وقت رہتک روانہ ہو گئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر نیاز حاصل کیا۔ فرمایا مراقبہ کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے صناعان روم وچین کا واقعہ لکھا ہے۔ مراقبہ رومی صناعان کی طرح دل کی جلا کرتا ہے اور ورد وظائف چینی صناعان کی طرح قلب پر نقش ونگار پیدا کرتے ہیں۔

حلیہ شریف

آنجناب کا قد درمیانہ۔ جسم بھاری بھرکم و تروتازہ۔ رنگ گندم گوں۔ چہرہ مبارک اور ریش گول جسم پر حنائی رنگ گردن بلند۔ بینائی تیز۔ فرمایا ہم چشمہ لگایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جمعہ میں حضرت قبلہ مولانا صاحبؒ خطبہ پڑھنے لگے۔ چشمہ تمام جیبوں میں تلاش کیا لیکن نہ ملا

بغیر چشمے کے پڑھنے کی عادت نہ تھی ہم نے اپنا چشمہ پیش کر دیا۔ بعد جمعہ آنجناب چشمہ واپس فرمانے لگے مگر ہم نے نہیں لیا۔ اب یہ حالت ہے کہ چاند کی روشنی میں لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ گویا چشمہ سے کر حضرت نے ہمیں بینائی عنایت فرمادی

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ارشاد فرمایا حضرت سید شاہ غازی کمال صاحب شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ آپ قصبہ جھجر کے شاہ ولایت ہیں اور جملہ مہمات ظاہری و باطنی کا نظام حضور انور سے متعلق ہے آپ لشکر اسلام کے ہمراہ بغرض جہاد ہندوستان تشریف لائے اور بمقام موضع بہٹو علاقہ نا ہر ریاست دوجانہ غزا فرماتے ہوئے شہید ہو گئے۔ چنانچہ آپ کے سر اقدس کا مزار شریف موضع بہٹو مذکور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ اور وہاں آپ کے جلال کا بڑا شہرہ ہے۔ اگر کوئی شخص بے ادبی کرے یا کسی سبز درخت کی شاخ کاٹ لیتا ہے تو فوراً اس کو تنبیہ ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اس علاقہ کے باشندگان بہت مرعوب عقیدت مند ہیں۔ حضور ممدوح شہید ہو جانے کے بعد بغیر سر تلوار برہنہ سے جہاد کرتے ہوئے اٹھارہ کوس پر بمقام جھجر رونق افروز ہوئے۔ اس وقت نماز ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ شہر سے جانب شمال اب جو تالاب حضور کے نام نامی سے شاہ غازی کمال کا تالاب مشہور ہے یہ عہد ہنود کا قدیم ترین تالاب ہے۔ اس جگہ مستورات پانی بھر رہی تھیں حضور نے فرمایا کہ مائیو تم یہاں سے ہٹ جاؤ تاکہ ہم وضو کر کے نماز ادا کریں یہ حکم سن کر مستورات خوفزدہ ہو گئیں اور باہم گفتگو کرنے لگیں کہ اس سوار کا سر تو کٹ گیا ہے اب یہ آواز کس طرح آرہی ہے۔ اسی اثنا میں ایک مرد کامل وہاں تشریف لے آئے اور انھوں نے عرض کیا کہ جناب آپ نے جہاد فی سبیل اللہ

میں حد سے زیادہ سعی فرمائی مگر امر الٰہی ہے آپ کو درجہ شہادت حاصل ہو گیا [illegible]

اس کی رضا میں راضی رہنا چاہیے۔ مخلوق خدا کو حیران و ششدر کب تک کرتے رہو گے۔ ان کی التماس پر حضور کو ہوش آگیا اور فوراً گھوڑے سے زمین پر آرہے غازی موصوف کا رہوار بھی وفادار اور عربی النسل تھا۔ وہ بھی زمین پہ گر کر تڑپنے لگا اور آن واحد میں جان بحق تسلیم ہو گیا۔ اسی مرد کامل نے جنہوں نے حضور کی توجہ وصالِ الٰہی کی طرف مبذول کرائی تھی آنحضور کی تجہیز و تکفین فرمائی اور حضور کے قدموں میں ہی اس اسپ وفادار کو دفن کر دیا جس کا مرقد مبارک آٹھ سو سال سے بر ہیئت کذائی موجود ہے اور یہ اس کی حیات طیبہ کی دلیل ہے کہ باوجود کھلی جگہ سرِراہ ہونے کے آج تک قبر رہوار کا ایک کنکر بھی جدا نہیں ہوا ہے۔ حالانکہ اس کے متصل بارہ دری پختہ مسقف میں اعشا ہیر روسائے شہر کی قبور بنائی گئیں مگر اسی صدی میں کسی قبر کا نشان بھی باقی نہیں رہا۔

سگِ اصحابِ کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت مردم شد

محمد عمر خان عرف بڈھن جو اب معمر زندہ موجود ہے اُس کے والد بوجہ ملازمت بمقام ٹونک مقیم تھے۔ اس کی صرف چار سال کی عمر تھی۔ یہ بعارضہ تپ محرقہ مبتلا ہوا اور اُس کا سانس اکھڑ گیا۔ نزع کی حالت ہو گئی تو مستورات رونے لگیں۔ اس کے والد اکبر خاں مرحوم بغرضِ دعا ایک مرد کامل کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے گئے جو شہر سے جانب شمال ایک پہاڑی پر رہتے تھے جب نصف راستہ طے کر چکے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ابلق گھوڑے پر سوار آرہے ہیں۔ انہوں نے اکبر خاں کو ان کا نام لے کر سلام کیا۔ اکبر خاں نے نو وارد کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس لئے متحیر ہو کر دریافت کیا کہ حضرت میں نے تو آپ کو پہچانا نہیں۔ فرمایا میاں گھبراؤ نہیں واپس چلے جاؤ تمہارا بچہ بفضلہ تعالیٰ اچھا ہو گیا ہے غازی کمال ہوں۔ اکبر خاں سخت حیران ہوئے اور مجبور ہو گئے ہیں

واپس لوٹ آئے مگر دل بیٹھا جاتا تھا اور بچے کی حالت سخت خطرناک تھی۔ اس لئے جوں جوں گھر کے نزدیک ہوتے جاتے تھے یہی خیال ہوتا تھا کہ اب مستورات کے رونے کی آواز آتی ہے۔ اسی تذبذب میں گھر پہنچے تو دیکھا کہ بچہ تندرست ہے۔ ان کو دیکھ کر لپٹ گیا اور کھانا مانگنے لگا۔ آپ کے تصرفات روحانی کی زندہ یادگار محمد عمر خاں بوڑھا موجود ہے اور آپ کی زندہ کرامت اہل خاندان کی زبان پر رواں ہے۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداننّد ز راہ

مولوی عبدالمجید کا اکلوتا لڑکا سخت بیمار ہو گیا۔ دس روز تک بے ہوش نیم باز آنکھوں سے بے خود و مدہوش تکتا رہا۔ نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا۔ جب امید زیست منقطع ہو گئی تو علی الصبح باپ نے بچے کو کندھے لگایا اور حضرت کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر آپ کے برابر لٹا دیا۔ چونکہ دس رات کا جاگا ہوا تھا فوراً آنکھ لگ گئی۔ دیکھا کہ حضور فرما رہے ہیں خیر ہے۔ لیجاؤ بچہ اچھا ہے۔ عبدالمجید چونک کر اٹھا اور بچہ کو کندھے لگا کر گھر لے آیا۔ خدا کی شان ہے بچہ نے آنکھ کھول دی اور بیٹھ گیا۔ کھانے کا مطالبہ کیا اور بفضلہ تعالیٰ اب تک موجود ہے۔ جب اطبا جواب دے دیتے ہیں اور مرض لاعلاج ہوتا ہے تو مرنے اکریم اُن کے قدموں کی برکت سے شفا عطا فرما دیتے ہیں۔

مولانا محمد عبدالمجید صاحب ملا عظیم الدین مرحوم حکیم اعجاز علی خاں اور سید حفیظ الرحمٰن صاحب ایک روز بعد نماز عشا آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور باعراد ملا صاحب مرحوم حلقہ ہوا۔ کچھ دیر کے بعد مزار شریف سے آواز اللہ اللہ آنے لگی اور حضرت شاہ ولایت صاحب موصوف توجہ دینے لگے۔ ملاجی اور سید صاحب تو پرانے صاحب حفیظ آدمی تھے حکیم صاحب نئے نوجوان تھے۔ دہشت کھا سنا ما

ہو کا عالم اور مزار شریف سے آواز اللہ اللہ سن کر حکیم صاحب کو تشنج ہو گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں اور تمام جسم اکڑ گیا۔ عبد المجید نے اظہار تاسف کیا اور کہا کہ حکیم صاحب تو کم اس مادر مہربان کی گود میں پہنچ کر اطمینان حاصل کر لیتا ہے تمہاری حالت متغیرہ سے ہمیں سخت ندامت ہوتی ہے۔ حضور کے خاص انعام خسروانہ اور الطاف کریمانہ پر یہ کیا حالت ظاہر ہو رہی ہے آنحضرت کیا خیال فرمائیں گے۔ وہ آواز فوراً بند ہو گئی اور حکیم صاحب کو بھی ہوش آ گیا۔ بمشکل تمام دعا مانگی اور وہاں سے واپس ہوئے۔ اس واقعہ پر بظاہر بین اصحاب معترض ہوں گے اور یقین نہیں لائیں گے لیکن ارباب نظر حضور کی حیات طیبہ پر اور روحانی فیضان پر یقین کریں گے۔ ملا جی کا انتقال ہو چکا مگر حکیم صاحب اور سید صاحب اس واقعہ کی صداقت کے شاہد موجود ہیں۔ اور خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون۔ ان لوگوں کو جو اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن لوگوں کو شعور نہیں ہے۔

میاں فضل علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہم بچپن میں شیخ وونڈی سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ جدخانہ کے دالان میں پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز ایک انگریز زیارت کے لئے آیا اور جوتا پہنے ہوئے بے محابا پہلی سیڑھی پر ہی قدم رکھا تھا کہ چند قدم کے فاصلہ پر بڑی طرح سے جا گرا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا۔

ایک روز رات کے وقت میاں فضل علی شاہؒ اور ان کے چچا زاد بھائی سید حیات علی زیارت کے لئے گئے۔ زیارت گاہ اور مسجد کا دروازہ بند تھا۔ انہوں نے سنا کہ اندر سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز آ رہی ہے۔ انہوں نے

خیال کیا کہ کوئی زائر ہوگا۔ جب صبح ہوئی تو کسی شخص کو وہاں موجود نہ پایا۔

حضرت میاں نفل علی شاہ فرماتے تھے کہ جب ہم بچے تھے تو ہمیں معلوم ہوا تھا کہ کوئی شخص دیوار پھاند کر گیا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ وہ حضرت شاہ ولایت صاحب تھے۔

ایک روز نواب فیض طلب خاں کسی جگہ سے آ رہے تھے۔ راستہ میں مزار شریف تھا۔ ان کا دستور تھا کہ جب ایسی جگہ سے گذرتے تو ضرور زیارت کے لئے جاتے تھے۔ اُس وقت نواب صاحب نے کہا کہ اب تو میں اپنے محل کو چلا جاؤں پھر کبھی حاضر ہو کر زیارت کروں گا۔ جونہی یہ الفاظ نواب صاحب کی زبان سے نکلے اسی جگہ سواری کا ہاتھی کانپنے لگا۔ یہاں تک کہ نواب فیض طلب خاں والئے جھجر ہاتھی سے نیچے گر پڑا اور سخت چوٹ آئی۔ آخر اپنے کہنے پر نادم ہوا اور خانقاہ میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔

ایک روز میاں نفل علی شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اعظم نامی جھجر کا باشندہ آپ کا بڑا معتقد تھا اور اپنے کسی دنیاوی مقصد کے لئے جاروب کشی کیا کرتا تھا جب اس کی مطلب براری نہ ہوئی تو اُس کو غصہ آیا اُس نے لکڑی سے مکان کی جالیاں توڑ ڈالیں اُسی روز سے دیوانہ ہو گیا۔

نقل ہے کہ عاقل خاں پٹھان نے مزار شریف کے متصل آب پاشی کے لئے چاہ پختہ بنوایا۔ اس کا پانی نہایت شور نکلا اور کوٹھی چاہ مذکور بھی گلنے سے رہ گئی۔ عاقل خاں نے منت مانی کہ اگر چاہ کی کوٹھی میری مراد کے مطابق درست بیٹھ جاوے اور چاہ کا پانی شیریں ہو جاوے تو چاہ خدا آپ کی نذر کر دوں گا قدرت خدا سے کوٹھی درست بیٹھ گئی اور پانی بھی میٹھا ہو گیا۔ اس کے بعد عاقل خاں نے کہا کہ کنواں میرا ہے اور زر کثیر سے میں نے بنوایا ہے۔ اُس کا پانی دوبارہ کھاری

ہو گیا تو شرمندہ ہو کر توبہ کی۔ بفضلہ تعالےٰ چاہ مذکور کا پانی پھر شیریں ہو گیا اور اب تک درگاہ والے چاہ کے نام سے مشہور ہے۔

سید فیاض علی ذکر کرتے تھے کہ ایک بھاٹ گویہ تین روز تک درگاہ میں رہا۔ پانچ سو روپیہ اور ایک گھوڑے کا سوال کرتا تھا۔ تین روز کے بعد حکم ہوا کہ شہر کے بوستاں کے حاکم سے جا کر مانگ لے۔ جب یہ بھاٹ وہاں پہنچا اور پانچ سو روپیہ اور ایک گھوڑا طلب کیا تو اس حاکم نے دینے سے انکار کر دیا حاکم مذکور اپنے عہدہ سے معزول ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرا سخی آدمی حاکم مقرر ہوا جس نے اس بھاٹ کو پانچ سو روپیہ اور ایک گھوڑا دے دیا۔

حضرت کے جاروب کش سمی گلاب کا بیان ہے کہ ایک روز میں سویا ہوا تھا مجھے خواب میں حضرت شاہ ولایت صاحب نے فرمایا کہ سانپ اور بچھو ہے میں ڈر کر اٹھ بیٹھا تو دیکھا کہ سانپ اور بچھو بارہ دری کے فرش پر ہیں اور میری طرف آ رہے ہیں۔ میں خبردار اور ہوشیار ہو گیا۔

مولوی غلام محمد خاں صاحب تحصیلدار پنشنر فرماتے تھے کہ میں حضرت میاں صاحب کی اجازت سے وہاں سوتا تھا۔ بہت دفعہ مزار شریف سے خوشبوئیں آنے لگیں۔ میں جو خیر و برکت دیکھتا تھا متعجب ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ایک روز میں مزار شریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ ایک مشعل بغیر خلیجی کے جنگل کی طرف سے مزار شریف کی طرف آ رہی ہے جا لیوان تک آ گئی جس کا فاصلہ آٹھ قدم سے زیادہ نہیں ہے۔ میں خوفزدہ ہو گیا اور اپنی چادر میں منہ چھپا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے نگاہ کی تو مشعل وہیں موجود تھی اور پھر آہستہ آہستہ جنگل کی طرف چلی گئی۔

مولوی غلام محمد خاں صاحب موصوف نے حضرت شاہ ولایت صاحب

کے حالات میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شخص کو میرے پاس رہنے کا اتفاق ہوا اس نے حضرت شاہ غازی کمال صاحبؒ کو خواب میں دیکھا کہ حضور مجھ کو غصہ سے بُرا بھلا کہہ رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس شخص سے کلام ہرگز مت کرو۔ میں نے معافی چاہی اور اس رافضی سے کلام نہیں کیا۔

آپ کی کرامات وفیوضات وبرکات بے شمار ہیں ہر ایک آدمی اپنے مطالب ومقاصد کے لئے آنجناب سے اگر مدد چاہتا ہے تو مراد حاصل ہو جاتی ہے۔ آپ کا عرس شریف ۸ رجب المرجب کو ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب جہادی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک مدت مدید یعنی سولہ سال تک حضرت اخوند صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سوات شریف حاضر رہ کر درویشوں اور مہمانوں کی خدمت کرتے رہے۔ اخوند صاحب کے پیر صاحب کا اسم مبارک حافظ عبدالغفور صاحبؒ لقب سدو بابا، سید غوث۔ عزب صاحب السواد کہتے تھے۔ ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پیر حضرت محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کا مزار موضع تورڈھیر تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہے پہاڑوں کے ملحقہ دیہات سے لکڑی خرید کر لاتے اور خراس میں پیس کر اپنے ہاتھ سے تنور میں روٹیاں پکاتے اور سب کو کھلاتے رہے اور اپنی عامیانہ سادہ زندگی سے درویشوں پر کبھی یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں حالانکہ عالم دین حافظ قرآن اور قاری تھے۔ سولہ سال کی ریاضت شاقہ کے بعد حضرت اخوند صاحبؒ نے خادم خاص سے فرمایا کہ ہندی مولوی کو بلاؤ خادم حیران تھا کہ ہندی مولوی تو کوئی نہیں ہے صرف ایک درویش آئی ہے اس کو ہی پیش کرنا پڑے گا۔ بالآخر حضرت مولانا عبدالرحیم شاہ صاحبؒ

کو اخوند صاحبؒ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اخوند صاحبؒ نے مولانا صاحبؒ کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور اپنی دستار مبارک مولانا صاحبؒ کے سر پر باندھی اور اجازت عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں بدعتوں کا زور ہے اور سنت کے خلاف رسوم مشرکین جاری ہیں۔ آپ ہندوستان پہنچ کر احیائے سنت میں سعی کریں اور لوگوں کو اللہ کا نام تلقین فرمائیں۔ چنانچہ مولانا صاحب ممدوح دہلی تشریف لائے اور اول رسالہ (فوج) میں پیش امام مقرر ہو گئے۔ آپ کے ڈیرے سے مسجد کو جاتے ہوئے راستہ میں رسالدار میجر برکت علی صاحب رئیس کھرکھودہ ضلع رہتک کا ڈیرہ آتا تھا۔ دوسرے روز عصر کے وقت رسالدار صاحب کے ڈیرہ کے سامنے چھڑکاؤ ہو کر کرسیاں بچھا دی گئیں اور رسالہ کے تمام سردار جمع ہو گئے۔ حقہ کا دور چلنے لگا۔ حضرت مولانا صاحبؒ سر پہ چادر ڈالے ہوئے مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔ رسالدار صاحب نے سرداران سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے جو بغیر سلام کئے چلا جا رہا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مولوی صاحب نئے امام مقرر ہو کر آئے ہیں۔ رسالدار صاحب نے بلوا کر دریافت کیا کہ آپ کیسے مولوی ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے سے گذر جاتے ہیں اور سلام بھی نہیں کرتے۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب آپ کے گھر میں طوائف ہے اور آپ بغیر نکاح اس کو بطور داشتہ رکھتے ہیں۔ اس علانیہ فسق و فجور کرنے والے کو سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک مرد کامل کے الفاظ اللہ اللہ صاف بیانی اثر کر گئی۔ میر برکت علی صاحب رسالدار میجر نے عرض کیا کہ حضرت میں توبہ کرتا ہوں۔ میرا نکاح اسی مجلس میں پڑھا دیجئے آپ نے بسم اللہ کر کے طوائف کے ساتھ رسالدار صاحب کا عقد مسنونہ پڑھا دیا اور کھڑے ہو کر السلام علیکم کہا اور مبارکباد دے کر فرمایا کہ میر صاحب آپ کو

سلام نہ کرنے والا بھی واحد شخص یہ فقیر تھا اور تائب ہو جانے پر سب سے پہلا شخص سلام مسنون کہنے والا بھی یہی فقیر ہے۔

اس کے بعد آپ نے ججھر کی سکونت اختیار فرمائی اور نکاح بیوگان کی تلقین فرمانے لگے۔ ججھر کے پٹھان ہندو رسوم کے پابند تھے اور نکاح بیوگان کے پابند نہ تھے بلکہ سخت معیوب سمجھتے تھے وہ بھڑک اُٹھے اور درپئے آزار ہو گئے۔ لیکن آپ کے خلوص و تقدس سے اسلام کی فتح ہوئی اور وہ رسم ہنود ٹوٹ کر نکاح بیوگان کا رواج ہو گیا۔ حضرت مولانا صاحبؒ پٹھانوں کے مکان میں قیام پذیر تھے اور جامع مسجد تیار کرا رہے تھے۔ نواب محمود خاں صاحب والیٔ چھتاری کلانور جاتے ہوئے ججھر ٹھہرے اور جامع مسجد کو دیکھ کر اور آپ کے کارہائے نمایاں کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ آپ نے مولانا صاحب کو ایک ہزار روپیہ دے کر عرض کیا کہ آپ مسجد کے نزدیک زمین خرید کر مکان بنوا لیجئے تاکہ بچوں کے رہنے کے لئے مکان ہو جاوے۔ نواب صاحب موصوف بھی حضرت اخوند صاحبؒ کے خلیفہ مجاز اور مرد کامل بزرگ تھے۔ وہ تو چلے گئے اور مولانا صاحبؒ نے سونا خرید کر کلس مطلا کرا دیئے اور جامع مسجد کی زینت کو اپنے ذاتی آرام و آسائش پر ترجیح دی۔

اگلے سال نواب صاحب دوبارہ کسی تقریب میں شریک ہونے کے لئے کلانور جاتے ہوئے ججھر ٹھہرے اور مولوی صاحب سے دریافت فرمایا کہ حضرت مسجد تو بن گئی آپ اپنا مکان بھی دکھا دیجئے جس کے لئے ہم نے ایک ہزار روپے دیئے تھے۔ آپ نے فرمایا نواب صاحب اللہ سچا ہے اور اس کے وعدے بھی سچے ہیں مکان تو نہایت عمدہ بن گیا ہے مگر ابھی ہم کو اس میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ جب ہم داخل ہو جائیں

گے تو انشاءاللہ آپ کو بھی دکھائیں گے۔ دیکھنا کس شان کا مکان بنا ہے۔ نواب صاحب کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو انھوں نے طرہ باز خاں صاحب دفعدار پنشنر مرحوم کو مزید ایک ہزار روپیہ برائے تیاری مکان مرحمت فرمائے اور انھوں نے جامع مسجد سے متصل اراضی خرید کر پختہ مکان بنوا دیا جو اب تک موجود ہے۔

مولانا صاحب نے ایک کتاب الموسومہ بہ "رانڈوں کی شادی" تصنیف فرمائی۔ جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور مقبول انام ہے۔ اس میں ان اشخاص کا تذکرہ ہے جنھوں نے نکاح بیوگان اور ترویج سنت میں امداد فرمائی ہے۔ آپ نے جامع مسجد سے ملحق ایک مدرسہ قوت الاسلام جاری فرمایا تھا جس میں دو بڑے جید عالم حضرت مولانا عبدالحق صاحب اور حضرت مولانا امیر حمزہ صاحب عربی و فارسی معلمین اور دو حفاظ حافظ یعقوب علیشاہ اور حافظ مظہر علیشاہ برائے تدریس قرآن مقرر فرمائے جن سے اکثر طلبا حافظ قرآن اور مسائل دینیہ سے باخبر ہو گئے۔ مولانا صاحب خود بھی بہ نفس نفیس خالصاً لوجہ اللہ طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد وہ صورت قائم نہ رہ سکی۔ اب اسلامیہ امدادی سکول جاری تھا۔ جو انقلاب ۱۹۴۷ء سے بند ہو گیا ہے۔

آپ کے چھ صاحبزادے حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحبؒ۔ کپتان حبیب الرحمن خاں صاحبؒ۔ مولوی سعید الرحمن صاحبؒ۔ مولانا امان الرحمن صاحبؒ۔ میاں محمد عثمان صاحبؒ اور میاں حمید الرحمنؒ اور صرف ایک دختر تولد ہوئی جو علامہ راشد الخیری صاحبؒ سے منسوب ہوئی تھی۔ اور ان سب کی اولاد دہلی میں آباد ہے۔

حضرت مولانا ممدوح نے وصال پاکر خانقاہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحبؒ

میں آرام فرما ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار جامع مسجد و مدرسہ اور اُن کا

فیض جاریہ اعلائے کلمۃ الحق و احیائے سنت اُن کے نام پاک کو تادوام

زندہ رکھے گا۔ علاوہ ازیں آپ نے رانڈوں کی شادی (نکاح بیوگان)

ہریانہ زبان میں جو رہتک حصار کرنال گوڑگانوں کے اضلاع میں بولی جاتی

تھی لکھی۔ اس کے متعلق ایک بزرگ ملا نجیب اللہ صاحب گوڑیانوی لکھتے ہیں

کہ اگر وہ کتاب میرے پاس ہوتی تو میں ضرور پیش کرتا۔ لیکن وہ میرے پاس

نہیں ہے۔ ہاں چند اشعار زبانی یاد ہیں وہ لکھے دیتا ہوں۔ ابتدائی اشعار

مجھے مرشد نے فرمایا مجھے کچھ نہ کرو م مٹا رسم ہنود ی ہند سے کر یہ دعا ہر دم

الٰہی فتح سنت ہو گئے رسم کفاری نکاح بیوگاں ہو جائے سارے ہند میں جاری

پھر فرماتے ہیں کہ یہ حکم آپ کو مدینہ طیبہ سے سرکار نے مرشد کے ذریعہ

فرمایا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ؎

اجازت جب ملی مجھکو مدینہ سے ہدایت کی دعا کی فوج بھی ساتھ سرکار نے عنایت کی

کہا اوّل تو یہ فتوے ہدایت کا سنا دینا نہیں مانیں تو منکر قوم کو سیدھا بنا دینا

دوسری جگہ لکھتے ہیں ؎

ہے دعائے چشم تو عبدالرحیم مانگ لو اللہ سے وہ ہے کریم

کون انکے در سے ہے خالی گیا ہو نکاح رانڈوں کا جلدی جا بجا

آمنہ بی بی کا صدقہ یا کریم جس پہ تو نے یہ کیا فضل عمیم

خاتم پیغمبراں بیٹا دیا ہو نکاح رانڈوں کا جلدی جا بجا

اور خدیجہؓ عائشہؓ اہلِ نبی — اِن سوا اور بی بیاں ہیں سبھی
صدقہ اُنکی چادروں کا کر عطا — ہو نکاح رانڈوں کا جلدی جابجا
اور کیا جن بی بیوں نے ہے جہاد — کافروں کے سر کو توڑا بامراد
صدقہ اُن کا یا خدا وہ دن دکھا — ہو نکاح رانڈوں کا جلدی جابجا
حضرت موسیٰ کی اماں کا طفیل — جسکے دل پہ آیا نہ ذرہ میل
حکمِ حق سے پوت کو ڈالا بہا — ہو نکاح رانڈوں کا جلدی جابجا
تو نے پھر اس کو پسر ملوا دیا — گود میں فرعون کے پلوا دیا
جیسے اُن ماں پوت کا دل خوش ہوا — ہو نکاح رانڈوں کا جلدی جابجا
رابعہ بصری وہ بی بی اولیا — اور جو گذریں زنانِ پارسا
صدقہ اُن کا یا خدا وہ دن دکھا — ہو نکاح رانڈوں کا جلدی جابجا
جیسے جب بلقیس کا جاگا تھا بھاگ — جو سلیمانؑ سے ہوا اُن کا سہاگ
جو پیغمبر سے اُسے توشہ ملا — ہو نکاح رانڈوں کا جلدی جابجا

حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جن دیہات میں تبلیغ فرمائی اُن میں ایک قصبہ گوڑیانی بھی تھا۔ چنانچہ گوڑیانی کے متعلق لکھتے ہیں ؎

تھا گوں کے محلہ سے چلی فوجیں مسلمانی — حویلی پر جو ناہر خاں کی تھی سنگی دشاہانی
کیا اس رانگھڑی نے بند دروازہ حویلی کا — توڑے توڑ کر پھاٹک نکالا بل گتویلی کا
محلہ کالیاں میں شیخ نصراللہ رہتے تھے — جنہیں سارے مسلماں واہ وا شاباش کہتے تھے
تھی بیوہ ایک دختر سنا حکم خدا جسدم — نکاح پڑھوا دیا جلدی سے کرکے مرداں باہم
مگر شانِ خداوندی کہ دختر پھر ہوئی بیوہ — دوبارہ کفر کو توڑا لیا اسلام کا شیوہ
ارے شیخ ہی نکلا بہادر سب پٹھانوں میں — دوبارہ کفر کو توڑا پھریں خانجی بہانوں میں
پٹھان اصلی اگر ہوتے تو غیرت اُن کو ہوتی — کہ عورت رانڈ گوڑیانی میں پھر ڈھونڈے نہیں پاتی

غرض حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی ساری عمر اسی علاقہ کی تبلیغ میں گزاری جو رسم بدیاقی رہ گئیں ان کو عبدالخالق جہان خیلی نے پورا کیا۔ اور راجپوت قوم میں بیوگی کی رسم کا قلع قمع کر دیا۔ حضرت شاہ صاحب کے اشعار اردو کے ابتدائی دور کے ہیں۔ اس لئے اوزان وغیرہ میں خامی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت ملا حبیب اللہ خاں صاحب مرحوم ۱۹۵۵ء میں شاہ پور جا کر ضلع نواب شاہ علاقہ سندھ میں رحلت فرما گئے۔ آپ بڑے مروج اور صاحب خدمت بزرگ تھے حضرت قاضی طالب علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہو کر سلوک طے کیا پھر بہت سے بزرگوں سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ حافظ وزیر محمد خاں میاں نے گوڑیانوی دہلی میں کسی مسجد میں قرآن شریف پڑھاتے تھے۔ شروع میں آپ کا عقیدہ وہابی تھا۔ طلباء نے ایک نووارد درویش کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا ایسے بدعتی لوگوں کا ذکر نہ کرو۔ اتفاق سے وہ فقیر انہی کی مسجد میں آ گئے اور حافظ صاحب پہلی نظر میں طالب بیعت ہوئے انہوں نے فرمایا کہ تمہارا حصہ مرزا بخش اللہ بیگ کے پاس ہے۔ وہ جامع مسجد میں جمعہ کے روز پہلی صف میں بیٹھتے ہیں اُن کا ایسا حلیہ ہے۔ غرض حافظ صاحب مرزا صاحب سے بیعت ہو کر جامع مسجد کے حجرے میں معتکف ہو گئے۔ نمبردار غلام رسول صاحب محلہ تھاگ اور حافظ فیض الدین صاحب قانونیہ آپ سے ملنے گئے تو باہر تشریف لا کر صرف اتنا فرمایا۔ "رسول بیھولی آنکھوں آ گئی" اور پھر اندر چلے گئے۔ آپ کے خلیفہ حضرت احمد حسن صاحبؒ نول گڑھ ضلع کرنال اور قاضی طالب علی صاحبؒ گوڑیانوی تھے۔ یہ حضرات چشتیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اب بھی ضلع منٹگمری میں حافظ صاحبؒ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے بزرگ پیری مریدی کرتے ہیں

شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ جماعتیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بے حد خالقِ ارض وسما کے واسطے
جس نے ہم کو دل دیا یادِ خدا کے واسطے

گرچہ ہے وقتِ اجابت تجھ سے لیکن اے مجیب
التجا پہلے ہے توفیقِ دعا کے واسطے

پھر رجوع ہوتا ہے یہ بندہ تیرا تیری طرف
مبداءِ فیاض اب طرزِ دعا کے واسطے

میں وہ سائل ہوں کہ مجھ کو مانگنا آتا نہیں
گرچہ دروازہ کھلا ہے ہر گدا کے واسطے

تیری ہی توفیق سے اور تیری ہی تعلیم سے
ہاتھ اُٹھاتا ہوں میں عرضِ مدعا کے واسطے

اپنے پیارے کی الٰہی بخش دے امت تمام
سرورِ عالم محمدؐ مصطفےٰ کے واسطے

امتِ عاصی کے عصیاں سے خدایا در گزر
رحم کر صدیق اکبرؓ باصفا کے واسطے

دردِ دل دے یا الٰہی تا رہے کھٹکا لگا
خواجہ سلمانؓ شاہِ اتقیا کے واسطے

اور عطا کرامتِ احمد کو اخلاص و یقیں
قاسم بن محمدؒ بے ریا کے واسطے

ساری امت کو خدایا کر عطا صدق و صفا
جعفر صادق امام الا صفیا کے واسطے

اہدنا یارب صراط مستقیم اھدنا
بایزید پیر کامل رہ نما کے واسطے

امتِ مرحومہ کی سب مشکلیں آسان کر
بوالحسن خرقانی مشکل کشا کے واسطے

سنتِ نبوی کو کل امت بنا لے پیشوا
بو علیؒ شیخ اکمل پیشوا کے واسطے

ظلمتیں مٹ جائیں سب اور نور کا ہووے ظہور
یوسفِ ہمدانیؒ نور خدا کے واسطے

ہو نہ مقصودِ دلی بندہ کا بس تیرے سوا
عبدِ خالق غجدوانی پارسا کے واسطے

منکشف ہو عجزِ نفس اور نہ دائمی عرفان حق
عارفِ کامل ولیِ حق نما کے واسطے

زیست گذرے یاد میں اور عاقبت محمود ہو
حضرتِ محمود شاہِ اولیا کے واسطے

ہم کو بس راہِ ہدایت پر تو رکھ ثابت قدم
خواجۂ رامیتنی نورالہدیٰ کے واسطے

ہم رہیں یارب سدا دستاں بکار و دل بیار

خواجہ بابا سماسی با خدا کے واسطے

اپنا ہی کر لے گدا اے بادشاہِ دوجہاں
سید میر کلالِ بادشاہ کے واسطے

نقش ہستی مٹ کے نقشِ حق ہو نقش کالحجر
نقشبندِ خواجہ مشکل کشا کے واسطے

ہم کو کامل اقتدا پیروں کی یارب کر نصیب
حضرت عطار پیر و مقتدیٰ کے واسطے

صاف دل ہوں ماسوا کے سارے اٹھ جائیں حجاب
خواجہ یعقوب چرخی باحیا کے واسطے

رات دن بڑھتا رہے عشقِ محمد یا خدا
خواجہ احرار شاہِ اولیا کے واسطے

بخش توفیق عمل اور زہد و تقویٰ کر عطا
آلِ محمد زاہد شیخ علا کے واسطے

یا الٰہی ہو نظر الفقر فخری پر سدا
خواجہ درویش محمدؐ باخدا کے واسطے

خواہشیں مٹ جائیں اور حاصل ہو تسلیم و رضا
خواجہ امکنگی مشکل کشا کے واسطے

اپنی ہستی ہو فنا ہو جائے اور حاصل بقا
خواجہ باقی باللہ شاہِ اصفیا کے واسطے

عارفِ سرِ حقیقت ہادئے راہِ طریق
حضرتِ احمد امام الاولیا کے واسطے

عروۃ الوثقیٰ امام وقت و قیوم زماں
خواجہ معصوم پیر اولیا کے واسطے

عالمِ علم لدنی واقفِ اسرارِ حق
حجۃ اللہ آں امام اتقیا کے واسطے

منبعِ لطف عطا معدنِ جود و سخا
عارفِ کامل زبیرِ اولیا کے واسطے

قطب عالم غوثِ اعظم خواجۂ بندہ نواز
خواجہ قطب الدین اشرف رہنما کے واسطے

صاحبِ علم و عمل اور وارثِ ختم الرسل
شہ جمال اللہ پیرو مقتدا کے واسطے

شاہبازِ لامکاں مشکل کشائے درد مند
شاہ عیسیٰ دافعِ درد و بلا کے واسطے

فیض بخشِ خاص و عام و ہادیٔ راہِ خدا
بابا فیض اللہ شاہِ اولیا کے واسطے

زبدۂ ابدالِ دوراں مظہرِ نورِ خدا
خواجۂ نورِ محمد مجتبےٰ کے واسطے

تاجِ فقرائے جہاں و مرجعِ شاہ و گدا
حضرتِ بابا فقیرو پیشوا کے واسطے

حضرتِ شاہ جماعت نورِ چشمِ سیّدہ
مصدرِ فیض و کرم نجم الہدیٰ کے واسطے

سیّد و حافظ و حاجی اور محدث پیشوا

پیرِ کامل صاحبِ جود و سخا کے واسطے

میرے مولا میرے آقا میرے پیرِ دستگیر
حضرتِ محمد حسین پیشوا کے واسطے

غنچۂ باغِ ولایت حضرتِ نور و ظہور
منبعِ لطف عطا نورِ ضیا کے واسطے

تیرے پیارے کی ہے پیاری آ میرے ربِ غفور
اُمتِ عاصی کو بخش آلِ عبا کے واسطے

گرچہ ناکارہ ہوں میں لیکن مجھے ربِ قدیر
بخش ہمت اقتدائے اولیا کے واسطے

امتِ احمد میں میرا خاتمہ بالخیر ہو
یا الٰہی شافعِ روزِ جزا کے واسطے

بندۂ مسکیں قصوری آپڑا در پہ تیرے
اپنا ہی کر لے اسے خیر الوریٰ کے واسطے

(مصنف قصوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف مختصر

یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

اپنے پیارے انبیاء و اولیا کے واسطے

رحم کر مسکین غوری آ پڑا در پر تیرے

پیر پیراں اور امام و اصفیا کے واسطے

بخشدے اسکی خطا عبدالمجید قصوریؒ پیشوا کیواسطے

شیخ حفیظ الدین اور محمد حسین رہنما کے واسطے

شاہ جماعتؒ پیر کامل بابا فقیر باصفا

حضرت نور محمد بابا فیض اللہ شاہ عیسےٰ کیواسطے

حافظ جمال و قطب الدین و زبیر و حجتہ اللہ کے طفیل

خواجہ معصوم اور شیخ احمد رہنما کے واسطے

حضرت باقی باللہ خواجہ امکنگی اور محمد پارسا

حضرتِ زاہد و احرار اور یعقوب چرخی باحیا کیواسطے

شاہ علاء الدین اور بہاء الدین شاہِ نقشبند

سید امیر بابا سماسی اور علی باخدا کیواسطے

حضرتِ محمود و عارف و عبدِ خالق کے طفیل

خواجہ یوسف بو علی و بوالحسن باصفا کیواسطے

بایزید و جعفر و قاسم اور سلمانؓ کے طفیل

رحم کر صدیق اکبرؓ اور محمد مصطفےٰؐ کے واسطے

وظائف و عملیات

ختم معصومیہؒ

عصر کے وقت پانچسو بار پڑھنا مجرب ہے۔ اوّل آخر ایک ایک سو بار درود شریف اس کا ثواب حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک کو پہنچایئے۔ بوقت مشکلات سوا لاکھ زکوٰۃ دینی چاہیئے ۸۶ بار پڑھنا بھی مجرب ہے، دو نفل اسی نشست پر پڑھیے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جس نیت سے پڑھا جائے انشاءاللہ وہ کام پورا ہو جائے۔ آیت کریمہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔

ایک مخلص نے مع موکلات پڑھنا بتایا کہ زود اثر ہے مگر درود شریف ضرور پڑھے ورنہ خطرناک ہے۔ اگر جلالی پڑھے تو بحصار و بار پرہیز چلے بس ختم کرے لا الٰہ جبرائیل جبر کمرا الّا انت میکائیل مہر کر سبحانک انی کنت اسرافیل اثر کر من الظالمین عزرائیل میر افلاں کام کر کام کا نام لے ہر روز یا ۸ روز تک ایک لاکھ ختم کیجئے۔

ختم مجددیہ

لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پانچسو بار اوّل آخر ایک ایک سو بار درود شریف ہر مشکل کو حل کرنے میں مجرب ہے۔ فجر کی نماز سے پہلے پڑھنا اچھا ہے۔ اس کا ثواب حضرت مجدد و شیخ احمدؒ سرہندی کی روح کو بخشئے۔

ترکیب ختم خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اوّل۔ ایک بار الحمد شریف اور تین بار قل ھو اللہ شریف پڑھ کر

خواجہ خواجگان نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ نقشبندیہ حضرات کی ارواح پاک کو ثواب پہنچائے خصوصاً بایزید بسطامی و ابو منصور بازیدی رحمتہ علیہم اللہ تعالے کو دوم - پھر تین بار یہ دعا پڑھے - خداوندا بحضرتِ جلال تو باز گشتیم توبہ کریم از ہر گناہ و بدی ہو بیکاری خطا و غفلت کہ از ما گزشتہ است انزمانِ تکلف تا ایں دم دانستہ و نادانستہ از ہمہ باز گشتیم توبہ کردیم بصدق دل بجو انیم اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمد اً عبدہٗ و رسولہٗ بعد اس کے سات بار الحمد شریف پڑھیں - پھر درود شریف ایک سو بار بعدہٗ الم نشرح ۷۹ بار مع بسم اللہ شریف اس کے بعد قل ھو اللہ شریف ۱۰۰ پھر الحمد شریف ۷ مرتبہ پھر ۱۰۰ بار درود شریف پڑھ کر یہ اسمائے الٰہی ایک ایک سو مرتبہ پڑھے یا حل المشکلات. یا قاضی الحاجات یا کافی المھمات یا دافع البلیات یا رافع الدرجات یا منزل البرکات یا مسبب الاسباب یا مفتح الابواب یا غیاث المستغیثین یا دلیل المتحیرین یا امان الخائفین یا معین الخائفین یا خیر الناصرین اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم - یا مجیب الدعوات یا شافی الامراض یا ارحم الراحمین -

پھر یہ رباعی کم از کم تین بار پڑھے -

شیئاً لِلہ چوں گدائے مستمند	المدد خواہم ز شاہ نقشبند
المدد یا خواجہ مشکل کشا	ما ہمہ محتاج تو حاجت روا
پھر یہ پڑھے - مفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما	آفریں بر دست بر بازوئے تو

پھر اس کا ثواب خواجگان نقشبند کی ارواح کو حضور اللہ علیہ وسلم سے

صدقہ سے پہنچا کر دعائے خیر کرے کسی حاجت کے لئے ۳۱ سات بار پڑھنا ایک دن میں یا سات روز تک پڑھنا مجربات سے ہے۔ فاتحہ شیرینی پر پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کرے۔ نیز بھاگے ہوئے لڑکے کے لئے والضحیٰ ہتیں سی کے ڈھیلوں پر سات سات بار پڑھے اور اندھے کوئیں میں ڈالے۔ آتے جاتے بات نہ کرے (الوظائف مجرب)

صاحبزادہ ناظر حسین صاحب چوراہی مدظلہ نے فرمایا کہ حضرت باباصاحب چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ صاحب (ظہر کار علی پوری) یہ ختم ہر روز پڑھنا چاہئے پانچ تسبیح اوّل آخر ایک ایک سو بار درود شریف یا عزیز من کل عزیز

گم شدہ شے یا لڑکے کے لئے سورۃ والضحیٰ مغرب کے بعد مسنون طریقہ (شمال کو سر) پر لیٹ کر اوپر کو دیکھتا رہے اور سات مرتبہ پڑھے آخر میں یوں کہے اللّٰھم یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ اجمع علیّ ضالتی ... انگلی پھراتا رہے جب تک پڑھے

حضرت قبلہ محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصوری نے مولوی محمد خان صاحب اسلامی مرحوم کو تحریر فرمایا کہ الحمد شریف کا عمل اس طرح کرے کہ نوچندی انوار کی رات کو ۷۰ بار مع بسم اللہ وصل کے ساتھ پڑھے دوسری رات ۶۰ بار تیسری رات ۵۰ بار چوتھی رات ۴۰ بار پھر ۳۰ بار پھر ۲۰ بار پھر ۱۰ دفعہ اسکے بعد پھر ۷ بار پڑھے۔ اس طرح تین دور یعنی ۲۱ دن تک پڑھے پھر جو دعا مانگے انشاء اللہ مقبول ہو بعض حضرات کا ورد یوں ہے۔ کہ فجر کی سنت کے بعد یہ عمل کرے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تین تین بار پڑھے پھر اگر اس کو عمل میں رکھنا ہو تو سنت کے بعد روزانہ ۴۱ بار پڑھتا رہے۔ اگر گیارہ بار پڑھتا رہے تب بھی عمل میں رہتا ہے۔ اگر فجر کے وقت نہیں پڑھ سکتا تو تہجد کے وقت پڑھے ورنہ عشاء کے بعد پڑھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر مرض کا علاج ہے۔ گیارہ بار پڑھ کر دم کرے۔

حضرت قبلہ محمد حسین شاہ صاحب علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حاملہ کے لئے گنڈہ تین بار سورۃ مزمل اور چاروں قل شریف پڑھ کر اس طرح سات گرہیں لگائے دھاگہ کنواری لڑکی کا کاتا ہوا سفید ہو تو بہتر ہے۔ بعض حضرات یٰسین شریف پڑھ کر ہر مبین پر گرہ لگاتے ہیں۔ بعض چہل کاف پڑھ کر گرہ لگاتے ہیں۔ گنڈہ ناف پر باندھا جاتا ہے۔ نیز یہی عمل کالی مرچوں پر دم کر کے سات ماہ کھلائے یا بدوح یا پنڈلی کا نقش پلائے۔ مرض سوکھیا بچوں کی تپ دق ہے۔ بعض حضرات ورود تاج پندرہ بار روزانہ پڑھ کر دم کرتے ہیں۔ ایک شخص نے اس کا سفلی علاج یہ بتایا کہ بچے کو گندے پانی کے حوض میں غوطہ دینے سے فوراً جاتا رہتا ہے۔

چہل کاف حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہے۔ اس کا عامل بادشاہ ہے۔ جلالی عمل خطرناک ہے۔ مجھے ایک بزرگ نے جمالی کی اجازت دی تھی۔ وہ اس طرح کہ نوچندی جمعرات کو رات کے وقت نماز عشاء پڑھ کر ایک ایک ہزار درود شریف اوّل آخر اور درمیان میں ایکہزار بار چہل کاف پڑھے۔ صبح حضور صلی اللہ علیہ اور پیران پیر رضی اللہ عنہ کو فاتحہ دلائے۔ ایک بزرگ نے کہا کہ ۴۰ روز تک اٹھ بار روزانہ پڑھے تب بھی عمل میں آجاتا ہے پھر روزانہ ایک بار ہر نماز کے بعد پڑھتا رہے۔ یہ چالیس امراض وکام میں چلتا ہے۔ چند یہ ہیں۔

۱۔ آسیب کے لئے موم سفید کا پتلا بنا کر اس کی پیشانی پر لکھے کشتم فلاں بن فلاں پر سایہ کردہ اور مریض کے گلے میں باندھے اور ہاتھ اس شکل کے باندھ کر ۱۲ بار چہل کاف پڑھے اور اس پتلے کو مریض کے سر سے نیچے کی طرف لائے منہ پتلے کا قبلہ کی طرف ہو۔ اور خود مریض کے پیچھے کی طرف بیٹھے اور ۱۰۸ بار چہل کاف اور پڑھے مریض پر دم کرے انشاء اللہ شفا ہوگی۔

۲۔ دشمن کو نکالنے کیلئے آدمی مردہ کی کھوپری پر لکھ کر اس کے گھر میں دفن

کرے مگر خدا سے ڈرے۔

۳۔ اگر کسی کا خانہ خراب کرنا ہو تو مٹی کے کورے برتن پر لکھ کر گھر میں دفن کرے۔ مگر خدا سے ڈرے۔

۴۔ چہل کاف پڑھ کر دشمن پر دم کرے تو خوف طاری ہو۔

۵۔ اگر دو قبروں کے درمیان بیٹھ کر ۴۱ بار ۴۰ دن تک پڑھے۔ تو دشمن ہلاک ہو جائے۔ مگر خدا سے خوف کرے۔

۶۔ اگر عرق گلاب پر ۱۱ بار پڑھ کر دم کرے اور چہرے پر لگا کر حاکم کے روبرو جائے تو مسخر ہو جائے۔

۷۔ اگر میاں بیوی میں ملاپ کرانا ہو تو مشک زعفران سے لکھ کر پانی سے دھو کر اس پانی میں حلوا پکا کر کھلائے۔

۸۔ اگر نا اتفاقی کرانی ہو تو خاک پا لے کر اس پر ۳۱ بار دم کر کے والدین کے نام لے کر ان کی راہ میں دفن کرے۔

۹۔ آسیب زدہ کے گنڈے میں ۲۱ گرہیں لگا کر گلے میں ڈالے۔

۱۰۔ دیوانہ کتے کے کاٹے کو گڑ کی سات ڈلیوں پر سات سات بار دم کر کے کھلائے۔

۱۱۔ زبان بندی کے لئے ۹ بار دم کرے اور آخر میں یوں کہے کہ بستم زبان فلاں ابن فلاں۔ سوکھے ہوئے بچے کو تیل کی مالش کرائے۔ ۴۱ بار تیل پر دم کرے۔ کپڑے سر لبند دھلے ہوئے پہنائے۔ اسیطرح جادو کیلئے چہل کاف یہ ہے۔ کفاکَ رَبُّکَ

کَمْ یَکْفِیکَ وَاکِفَۃٌ کَکَ کَا فِیہَا کَمِیْن کَانَ مِن کَلَکاً تَکَرَّ کَرّاً

کَکَرِّ الکَرِّ فِی کَبِدِی تَحکِی مُشَکْ شَکۃٌ کَلَکٍ کَاَتَ کَلَکَ کَفَاکَ مَا بِی

کَفَاکَ کَکَافِ کُرَابَتِہٖ یَا کَوکَباً کَانَ مَن یَحکِی کَوکَبُ الفَلَکِ ہَلاکِی

دشمن یا اس کی مصائب کے لئے سورۃ کوثر مجرب ہے۔ گیارہ سو گیارہ بار گیارہ روز تک بوقت زوال پڑھے۔ منہ دشمن کی طرف ہو۔ یا اسرائیلؑ انا اعطینک الکوثر یا سرحمائیلؑ و فصل لربک وانحر ان شانئک یا طاطائیلؑ ھو الابتر۔

۲۰ کا تعویذ نہایت حضرت تصوریؒ

مثلث ۲۰

۷۸۶

۶	۱۱	۳
۴	۷	۹
۱۰	۲	۸

۲۱ مارچ کو ۱۲ بجے کے بعد لکھے زکوٰۃ یہ ہے ۲۰ تعویذ روزانہ دو ماہ تک لکھے۔ ہر کام کے لئے مجرب ہے۔ ہندسوں کی ترتیب سے لکھے۔

۷۸۶

۱۰	۹	۱
۶	۲ ۷ نام مع والدہ مقصد ۸ ۳	۱۴
۴	۱۱	۵

ہندسوں کی ترتیب سے لکھے۔ نوچندی اتوار کی صبح سے ۱۲ بجے تک لکھے۔

پرہیز جلالی جگہ معطر و صاف ہو۔ عمل کے لئے ۱۸۲ بار ہر روز لکھکر آٹے کی گولی میں رکھکر دریا میں ڈالے۔ قلم دوات نئی ہو سوا گز زعفران کی دھونی سلگائے تعویذ چاقو سے نہ کاٹے۔

ایک اور نقش بیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

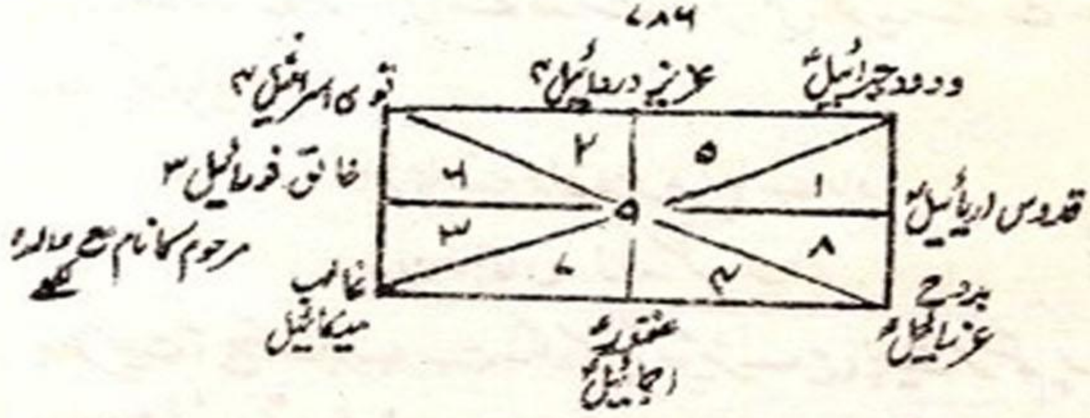
کیدا	۷ :	۲ :	۹ :	انہم یکیدون
واکید	۸ :	۶ :	۴ :	کیدا فمہل
الکافرون	۳ :	۱۰ :	۵ :	

تین نقطوں سے ایک صفر سمجھا جاتا ہے

بانجھ عورت کے لئے آیت نور مجرب ہے۔ چالیس لونگ لے کر ہر ایک لونگ پر سات بار پڑھے اور رات کو سوتے وقت بغیر تکے پانی میں ایک لونگ کھائے نہ تھوکے نہ پانی پیئے۔ انشاء اللہ اسی عرصے میں بار آور ہوگی۔ پارہ ۱۸ سورۃ النور اوکظلمٰت فی بحر لجی یغشٰہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمٰت بعضھا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا و من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

فرمودہ حضرت قصوری

میت کی زیارت و ملاقات کے لئے مجرب ہے



عملیات غوری

حضور نے فرمایا پارہ ۱۸ رکوع ۱۳ پہلی آیت رب العلمین تک تین بار پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے اپنے جسم پر حلقہ کریں۔ جس جس مقام یا چیز کا تصور کریں گے وہ ہر بلا۔ دشمنی۔ چور وغیرہ سے انشاء اللہ محفوظ رہے گی۔

حضرت قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حب کے لئے فرمایا۔ اول تین بار درود شریف پڑھ کر تین بار الحمد شریف۔ پھر سات مرتبہ آیت ختم اللہ علی قلوبھم آخر تک۔ پھر سات بار عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم منھم

سورۃ یٰسین آخر تک سورۃ الممتحنہ ۲۸ پارہ تین بار درود شریف پڑھ کر تین بار دم کرکے پانی یا مویشی کے لئے آٹے پر نمک کھانڈ پر پانی دودھ پینے والے بچوں کو پلائیں اور ماں کے لپستان دھوئیں۔ پانی نیچے نہ گرے۔ آٹا مویشی کو کھلائیں۔ نمک کھانڈ سب کو محبت کے لئے دے سکتے ہیں۔

۴ دردِ زہ کے لئے گڑ یا کھانڈ پر دم کریں۔ الحمد شریف تین بار۔ سورۃ قدر تین بار۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل گیارہ بار اول آخر تین تین بار درود شریف۔

حضرت خواجہ بزرگ خواجہ خواجگان حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سفر میں تھے بارش آگئی۔ ایک کسان نے شب باشی کے لئے انتظام کر دیا۔ اس کی بیوی کو اسی رات دردِ زہ تھا۔ اس نے خدمت اقدس میں تعویذ کے لئے عرض کیا حضرت نے تحریر فرمایا

مرا جائے داد و غم مرا جائے داد
زنِ دہقاں زائد کہ نہ زائد

یہ عزیمت آج تک مجرب ہے۔ لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر شکم پر باندھیں۔

برائے بخار لرزہ ۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اگر سردی سے بخار آئے تو دو روٹی کے پھائے لے کر ایک ایک سات بار الحمد شریف مع بسم اللہ پڑھ کر دم کریں۔ دوسرے پر چھ بار پہلا دائیں کان میں دوسرا بائیں میں لگائیں۔ بخار سے پہلے انشاء اللہ آرام آجائے گا۔

بخار روزانہ کے لئے یا محیطا ایک کاغذ پر لکھ کر روئی میں لپیٹ کر تین سفید دھاگے اگر کچے ہوں تو بہتر ہے باندھ کر گلے میں ڈال دو۔ اگر تیسرے روز بخار آتا ہو تو یا محیطاً اور چوتھے روز آتا ہو تو یا محیط طط لکھو دوسرے روز نیا تعویذ لکھ کر ڈالو پہلا اتار دو۔ حسب ارشاد لکھا گیا۔

فرمودہ حضرت قبلہ قصوری برائے ہر کام

۷۸۶

۶ یا حافظ	۱ یا حافظ	۸ یا حافظ
۷ یا حافظ	بحق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	۳ یا حافظ
۲ یا حافظ	۹ یا حافظ	۴ یا حافظ

ہندسوں کی ترتیب سے لکھیں تو بہتر ہے

فتح نامہ برائے ہر کام

الله	بحق محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم		الله
[illegible]	الله	الله	[illegible]
	الله	الله	
	الله	الله	
الله	بحق محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم		الله

بعض نیچے آیت بھی لکھتے ہیں ولا یزید الظالمین الا خسارا

عزیمت مجرب - عزیمت مندرجہ ایک پرچے پر لکھ کر اول تین بار درود شریف پڑھیں اللہ کیل پر دم کریں۔

اگر دانت میں درد ہو تو س پر کیل رکھ کر درخت میں گاڑ دیں - مریض دانت کو پکڑے رہے -

(۱) اگر حلق میں درد ہو تو م اول پر (۳) نیم درد سر ہو تو ق پر (۴) کان تو ق پر بخار ہو تو ط پر سر میں درد ہو تو یا پر کیل گاڑو۔

پندرہ کے نقش

۷۸۶ — بادی غربی

۲	۷	۶
۹	۵	۱
۴	۳	۸

۷۸۶ — آتشی شرقی

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

۷۸۶ — خاکی جنوبی

۴	۹	۲
۳	۵	۷
۸	۱	۶

۷۸۶ — آبی شمالی

۶	۷	۲
۱	۵	۹
۸	۳	۴

نقش ہندسوں کی ترتیب سے لکھے جائیں اور آسیب کے لئے ولا یزید الظالمین الا خسارا نیچے لکھے اور بخار کے لئے قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علے ابراہیم لکھے

سورہ یٰسین شریف ام الصبیان کے لئے مفید ہے۔ حضرت مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے جھجر میں فرمایا کہ ایک بڑا کاغذ لے کر درمیان سے گول دائرہ کاٹ لے

تاکہ بچہ اس میں سے نکل سکے۔ پھر چاروں طرف سورہ یٰسین شریف مع اعوذ و بسم اللہ لکھے۔ زعفران عرق گلاب کی نئی دوات اور قلم انار ہو تو بہتر ہے۔ اور چاروں کونوں پر یہ تعویذ بھی لکھے۔ جب بچہ پیدا ہو تو دو آدمی باوضو تعویذ کو پکڑ کر نوزائیدہ بچہ کو تین بار اس میں سے نکالیں۔ اول بچہ کو غسل دے کر پاک کپڑے میں پہلے لپیٹ لیں۔ پھر وہ تعویذ بچے کے سرہانے پاک کپڑے میں لپیٹ کر رکھ دیں۔ جب ذرا بڑا ہو جائے تو تھیلی بنا کر گلے میں ڈال دیں۔ گیارہ سال کی عمر تک گلے میں رہے۔ انشاءاللہ ہر مرض و بلا سے محفوظ رہے گا۔

فتح نامہ مزید اضافہ سے ۷۸۶

<table dir="rtl">
<tr><td>جبرائیلؑ</td><td>صدیق اکبرؓ</td><td></td><td>میکائیلؑ</td></tr>
<tr><td>اللہ</td><td colspan="2">محمد الرسول اللہ ﷺ</td><td>اللہ</td></tr>
<tr><td rowspan="3">محمد الرسول اللہ ﷺ</td><td>اللہ</td><td>اللہ</td><td rowspan="3">محمد الرسول اللہ ﷺ</td></tr>
<tr><td>اللہ</td><td>اللہ</td></tr>
<tr><td>اللہ</td><td>اللہ</td></tr>
<tr><td>اللہ</td><td colspan="2">محمد الرسول اللہ ﷺ</td><td>اللہ</td></tr>
<tr><td>اسرافیلؑ</td><td>عمر فاروقؓ</td><td></td><td>عزرائیلؑ</td></tr>
</table>

عثمان غنیؓ (دائیں جانب) — علی حیدرؓ (بائیں جانب)

یہ تعویذ فتح نامہ کہلاتا ہے تسخیر حکام اور ہر مشکل کے لئے مجرب ہے

اگر کسی شخص [illegible] دشمن زیادہ ہو گئے ہوں [illegible]

سوکھے کے بچے کو ایک مکھی گھول دودھ میں مل کر روزانہ دینا مجرب ہے نیز چہل کاف ۱۰۱ بار تیل سرسوں پہ دم کر کے روزانہ ۴۰ روز تک مالش کرنا مفید ہے۔ کرتہ روزانہ دھو کر پہنائے۔ یہ تیل آسیب زدہ کو بھی مفید ہے۔

تعویذ برائے ناف یا دھرن

ناف ٹل جانے پر اگر ذیل کا تعویذ ناف پر باندھا جائے تو جگہ پر

آجاتی ہے۔ مگر پہلے درست کرائے



قطعہ حضرت قصوریؒ۔ تصوّر شیخ

ہمت ہے حاضری کی نہ طاقت کلام کی آداب کی سمجھ نہ لیاقت کلام کی

اچھا ہوں یا بُرا ہوں تمہارا غلام ہوں ہے آپ ہی کو لاج غلام غلام کی

جذب و کشش برائے حب

تو کہہ رہا ہے یار میں ہوں کاہ کیا کروں تیری کشش بغیر میں اللہ کیا کروں

دیگر

جملہ کارہائے دشوار آسیب وغیرہ کے لئے ہندسوں کی ترتیب سے لکھ کر سبز کپڑے میں سبز ڈورے سے سی کر بتر ڈورا گلے میں باندھے۔

۷۸۶

۶ یا حافظ	۱ یا حافظ	۸ یا حافظ
۷ یا حافظ	۵ بحق محمد رسول اللہ	۳ یا حافظ
۲ یا حافظ	۹ یا حافظ	۴ یا حافظ

ولا یزید الظالمین الا خسارا

فتیلہ برائے آسیب لکھے۔ پھر نیلے کپڑے یا دھاگے میں لپیٹ کر سنگھائے آسیب جلاوے

بھاگ جائے گا۔ پھر مذکردہ بالا تعویذ باندھے آسیب نہ لگے گا۔

فرعون ہیمان ہامان شر بار۔ عاد ثمود نمرود وابلیس کلھم فی النار

برائے سوختن جنّات

فیتلہ لکھ کر چراغ میں جلائے۔ گلے میں باندھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

ذالک تخفیف من ربکم ورحمہ فمن اعتدی بعد ذالک فلہٗ
عذاب الیم ۵۱۱۱ک ۱۱۱۱ک

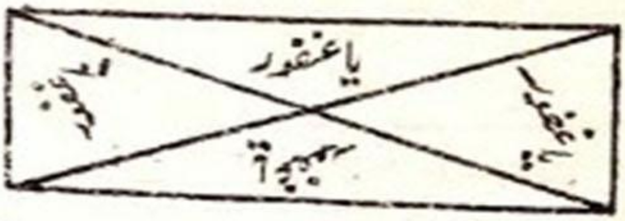
دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنے سے بچہ رونے سے باز آجاتا ہے اور آسیب بھاگ جاتا ہے۔

برائے سوختن آسیب فتیلہ لکھ کر مذکورہ تحریر کے موافق سنگھائے جلاکر
علیقا علیقا ملیقا ملیقا طلیقا طلیقا طاقا طاقا
دانت تعلم ما فی قلوبھم ملیقا

عععععع بحق بکتا شاہ　　ععععع نوش　　عععععع بسند اگرود

تعویذ برائے زراعت

کھیت میں رکھنے سے ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہے۔ کیڑے اور موذی جانور سے محفوظ رہیگے۔



یہ تعویذ زراعت کھیت وغیرہ کو ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھنے کے لیے مجرب ہے۔ چار تعویذ لکھ کر چاروں کونوں پر باندھے۔ دیگر

ع	ی	عا
هی	الله	۳

س س س س س س

س س س س س س

سا سا کا کا کا کا کا

کا کا کا

نقش میں

برائے اولاد زندہ رہے

۷۸۶

۸	۲	۱۰
۹	۷	۴
۳	۱۱	۶

گلے میں ڈالے

۲۱ مارچ کو ۱۲ بجکر ۴۴ منٹ پر لکھے

آسیب زدہ کے گلے میں باندھے۔ سبز کپڑا سبز دھاگا سبز ہی ڈورا ہو

۷۸۶

جیوش	حموش	یقوش
طموش	ابرخیا	برخیا
میموں تنگھا	میمون حبشی	سلیمان ع

بیس روز تک لکھ کر پلائے

طریقہ زکوٰۃ۔ کسی اسم اللہ کی زکوٰۃ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ سات زکوٰۃ سات چلّوں میں جلالی پرہیز سے دے۔ ہر زکوٰۃ سوا لاکھ کی ہو۔ یہ اکبر ہے ورنہ اصغر کے لئے ہر حرف کے بدلے ایک ہزار بار پڑھے

اسم	صغیر	کبیر	اکبر	کبائر	اکبر کبائر	اصغر	زکوٰۃ اصلی
بدوح	۲۰	۸۰	۳۲۰	۱۲۸۰	۵۱۲۰	الیٰ آخر	۲۰۴۸۰

بعنایات حضرت قصوری رحمۃ اللہ علیہ ہر کام کے لئے مجرب ہے۔ اس کا طریقہ ذرا دشوار ہے اس لئے خواص ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اپنے کام میں ترقی چاہتا ہے تو اس کی تجزی یوں کرے +

مطلب۔ ترقی۔ اعداد مطلب ت ر ق ی = ۴۰۰ ۲۰۰ ۱۰۰ ۱۰ = ۷۱۰ × ۷۱۰ = ۵۰۴۱۰۰

حروف۔ تا را ق اف ی ا = حروف بنیات

حروف بنیات × بنیات ۱۱۱۱ ف اعداد ۸۴

۸۴ × ۸۴ = ۷۰۵۶ + اعداد مربع : ۷۱۰ ۔ ۳۰ = ۶۸۰ / ۱۷۰ = ۴

موکل اوّل = قدنائیل۔ موکل دوم ندقہوش + اعداد مثلث ۱۲۰۸۴ = ۷۲ / ۲۴ = ۳

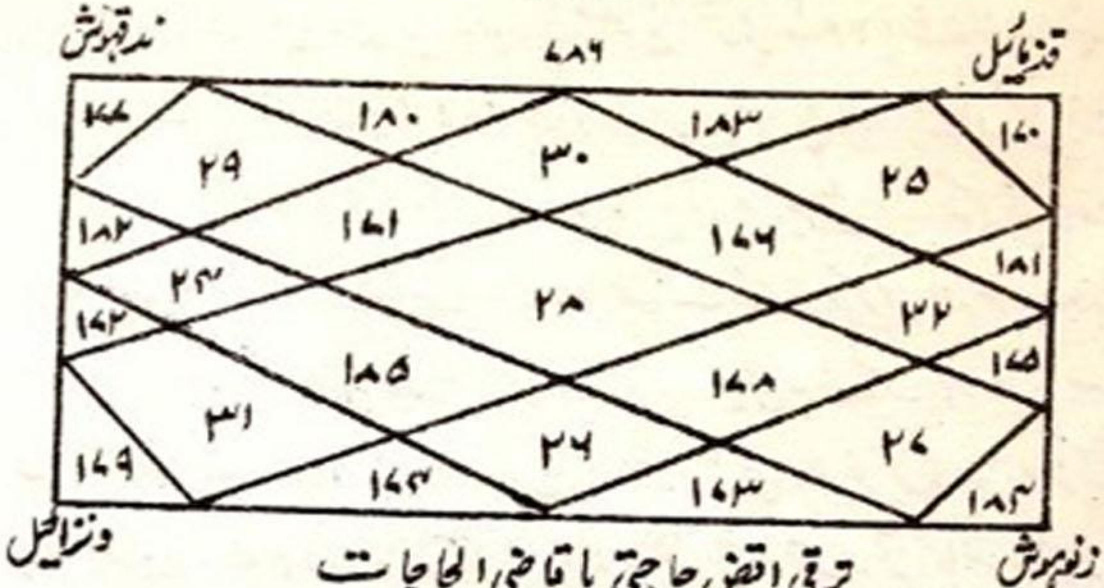
موکل اوّل دنزائیل موکل دوم زنوہوش

نقشہ ترقی مطلوبہ

مطلب	اعداد مطلب	بنیات حروف	اعداد بنیات	اعداد مطلب × اعداد مطلب	موکل اول	موکل دوم	بنیات × بنیات	موکل اول	موکل دوم
ترقی	۷۱۰	۱۱۱ + ف ۱	۸۴	۵۰۴۱۰۰	قدنائیل	ندقہوش	۷۰۵۶	دنزائیل	زنوہوش

تعویذ:-

اعداد بترتیب پڑھے



ترقی اقفل حاجتی یا قاضی الحاجات

باب ادویات
حکیموں کی پیٹینٹ دوائیں

۱- اطریفل کشنیزی- معدہ اور انتڑیوں کی اصلاح کے لئے بہترین دوا ہے- نیز آنکھوں اور دردسر کو مفید ہے-

پوست ہلیلہ زرد- ہلیلہ کابلی- ہلیلہ سیاہ بہیڑہ ہر ایک دو تولہ: دھنیا دو تولہ بہیڑوں ہیڑوں کو باریک کوٹ کر گائے کے گھی سے چکنا کر کے دھنیا چھیل کوٹ کر سہ چند شہد میں قوام کریں اور چالیس روز تک جو یا گیہوں کے اندر مرتبان کو رکھیں- خوراک ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک سوتے وقت کھائیں- اگر شہد نہ ملے تو شکر میں قوام کرلیں- اناج میں رکھنا زیادہ مفید ہے- ورنہ کوئی ہرج نہیں

۲- اطریفل زمانی- نزلہ- مالیخولیا- جنون- تبخیر معدہ کے لئے مفید ہے

پوست ہلیلہ سوا گیارہ ماشہ- آملہ سوا گیارہ ماشہ- پوست ہلیلہ کابلی ساڑھے بائیس ماشہ- پوست ہلیلہ زرد ساڑھے بائیس ماشہ- ہرڑ سیاہ ۲۲½ ماشہ سب کو

۲۲½

کوٹ چھان کر ۵ تولہ روغن بادام میں چرب کریں۔ برادہ صندل سفید پونے سات ماشہ۔ کتیرا گوند پونے سات ماشہ۔ گل سرخ ۱۱¼ ماشہ۔ طباشیر ۱۱¼ ماشہ گل نیلوفر ۱۱¼ ماشہ گل بنفشہ ۲۲½ ماشہ سقمونیا مشوی ۲۲½ ماشہ۔ تربد سفید چھیل کر ۴۵ ماشہ۔ دھنیا چھلا ہوا ۴۵ ماشہ کوٹ چھان کر ۲۲½ ماشہ اور گل بنفشہ اور ۵۰ دانہ عناب ۵۰ دانہ لسوڑے آدھ سیر پانی میں جوش دے کر جب نصف رہ جائے تو شہد ۶ چھٹانک شیرہ مربہ ہرڑ دس چھٹانک ملا کر قوام کریں اور خوب ملادیں ۴۰ روز غلہ میں رکھ کر استعمال کریں۔ دس روز ضرور رکھیں۔ خوراک ۴ ماشہ سے ۶ ماشہ تک سوتے وقت ہمراہ دودھ لیں۔ اگر مقوی دماغ کرنا ہو تو مغز کدو دو تولہ۔ چھوہارے ۴ تولہ۔ مغز تربوز ۲ تولہ۔ خشخاش ۲ تولہ۔ تخم کاہو ۲ تولہ۔ مغز بادام ۲ تولہ کوٹ چھان کر قوام میں ملالیں۔

جوارش جالینوس ۔ معدے آنتوں کی تقویت و اصلاح اور نزلہ کے لئے بہترین دوا ہے۔ خوراک ۵ ماشہ دودھ سے سوتے وقت۔ بالچھڑ۔ لونگ۔ الائچی کلاں بسپنجہ۔ دارچینی۔ کلیجن۔ ناگرموتھا۔ سونٹھ۔ مرچ سیاہ۔ پیپل۔ قسط شیریں۔ عودبلسان تگر۔ تخم مورد۔ چرائتہ شیریں۔ زعفران ہر ایک ۶ ماشہ۔ رومی مصطگی ۱½ تولہ۔ قند سفید ۱۰½ تولہ۔ شہد ۱۲ تولہ۔ مصطگی اور زعفران علیحدہ کرلیں۔ باقی ادویات کوٹ چھان کر باریک کریں۔ قند کا قوام بنا کر آخر میں شہد ڈال کر جوش آئے تو اتار لیں۔ قوام کو ذرا ٹھنڈا کر کے تمام دوائیں ملائیں۔ زعفران آخیر میں ڈالیں تاکہ خوشبو رہے۔ کچھ دن غلہ میں رکھیں تو بہتر ہے۔

جوارش عود صلیب ۔ معدہ کے لئے مفید ہے۔ خوراک ۹ ماشہ سونف۔ انیسوں ہر ایک ۳½ ماشہ۔ پودینہ خشک ۳½ ماشہ۔ مصطگی ۳½ ماشہ الائچی خورد ۳½ ماشہ۔ عود عربی ۷ ماشہ۔ طباشیر اصلی ۷ ماشہ۔ دارچینی سوا پانچ

ماشہ - تربد ۹ ماشہ - برگ سناکی ۹ ماشہ - گل سرخ ۹ ماشہ - شہد ۱۰ تولہ - قند سفید
۲۰ تولہ - عرق گلاب ۲۰ تولہ کوٹ چھان کر قوام کر کے جوارش بنائیں -

نوشدارو - معدے کی تقویت کے لئے بہترین دوا ہے - گل سرخ ۹ ماشہ - ناگرموتھہ ۱/۲ ۷ ماشہ - دانہ الائچی کلاں ۶ ماشہ - اسارون ۱/۲ ۴ ماشہ - خولنجان ۱/۲ ۴ ماشہ - تج ۳ ماشہ - زرنب ۳ ماشہ - مصطگی ۳ ماشہ - پوست ترنج ۳ ماشہ - زنجبیل ۳ ماشہ - شیرہ مربہ آملہ ایک پاؤ - قند سفید ایک پاؤ کوٹ چھان کر قوام کر کے جوارش بنائیں - خوراک ۹ ماشہ نہار منہ -

جوارش معدہ - جو معدہ بالکل ناکارہ ہو گیا ہو اس کے استعمال سے انشاء اللہ صحیح کام کرنے لگے گا - خوراک ایک تولہ نہار منہ - گل سرخ - الائچی خورد - طباشیر اصلی - زرشک - رومی مصطگی - پودینہ خشک - بہمن سفید - اگر خام - گل گاؤزبان - زیرہ - گلاب - اندر جو شیریں ہر ایک تولہ بہدانہ ۶ ماشہ قند ۱/۲ ۱ پاؤ - عرق گلاب اصلی دو آتشہ ایک بوتل قوام کر کے جوارش بنائیں -

معجون حکیم علوی خاں - مستورات کے رحم کے جملہ امراض میں مفید ہے ایام حمل میں اور بعد از وضع حمل - کمزوری رحم - استقاط وغیرہ کے لئے بہترین دوا ہے - سچے موتی ۱ ماشہ - کہربائے شمعی ۱ ماشہ - لبسد محرق مغسول ۱ ماشہ - طباشیر کبود ۱ ماشہ - ان چاروں کو عرق گلاب ایک پاؤ میں کھرل کریں - لبسد کو کوٹ کر چند بار دھولیں اور توے پر بھون کر صندل سفید - صندل سرخ - مازو سبز - عبار ابریشم مقرض - مغز کدو - مغز خرفہ مقشر ہر ایک ڈھائی ماشہ - ابریشم قینچی سے کاٹ کر بالکل باریک روئی سا کریں - باقی ادویات کوٹ کر کپڑ چھان کریں مصری کوزہ ۱۰ تولہ - شہد ۵ تولہ - شربت انگور یا انگور کا پانی ۵ تولہ - ورق چاندی ۱۰ عدد ورق سونا ۵ عدد مصری کا قوام کر کے جب پکنے پر آئے تو شربت اور

شہد ملاکر قوام گاڑھا بنائیں - پھر سب ادویات قوام میں ملاکر ورق ایک ایک کرکے حل کردیں - خوراک ۷ ماشہ نہار منہ دودھ سے - ترشی سے پرہیز رکھیں -

معجون دبید الورد - رحم - جگر اور معدے کے ورم کو مفید ہے - خوراک ۳ ماشہ - بالچھڑ - رومی مصطگی - زعفران - طباشیر - دارچینی قلمی - اذخر - اسارون - قسط شیریں - گل غافث - تخم کشوث - مجیٹھ - لاکھ مغسول - تخم کاسنی - تخم کرفس بیخ کرفس - زراوند طویل - حب بلسان - عود غرقی ہر ایک تین تین ماشہ - گل سرخ سوا چار تولہ - سب کو کوٹ چھان کر شہد ۱۷ تولہ میں قوام کرکے معجون بنائیں - بخار میں عرق بید مشک ۴ تولہ کے ہمراہ دیں -

خمیرہ گاؤزبان - دماغ اور دل کو طاقت دیتا ہے - خوراک ۴ سے ۷ ماشہ تک - گاؤزبان ۴ تولہ - گل گاؤزبان ایک تولہ - دھنیا ایک تولہ - ابریشم خام مقرض یعنی کتر کر ایک تولہ - بہمن سرخ ایک تولہ - بہمن سفید ایک تولہ - برادہ صندل سفید ایک تولہ - تخم فرنجمشک - ایک تولہ پوٹلی میں باندھ کر ایسے ہی تخم بالنگو ایک تولہ سب کو رات کو ایک سیر پانی میں بھگو رکھیں اور صبح کو جوش دیں - جب ایک تہائی پانی رہ جائے تو چھان کر قند سفید آدھ سیر ملا کر قوام کرکے زہر مہرہ ساڑھے چار ماشہ کہربائے شمعی $4\frac{1}{2}$ ماشہ کھرل کرکے ورق چاندی ۱۰ عدد ورق سونا ۵ عدد تھوڑے شہد میں کھرل کرکے ملالیں - اگر دو چاول کشتہ مرجان ملاکر کھائیں تو جلدی موثر ہو - گرم مزاج والوں کو زیادہ مفید ہے -

خمیرہ بادام - دماغ اور اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے - خوراک ۶ ماشہ تا ۹ ماشہ - مغز بادام شیریں ۴ تولہ - تخم کاہو ۶ ماشہ - مغز کدو ۲ تولہ پانی میں خوب باریک پیس کر مصری ایک پاؤ - شہد آدھ پاؤ ملاکر قوام کریں - پھر دانہ الائچی خورد ۶ ماشہ بہمن سرخ ۶ ماشہ - بہمن سفید ۶ ماشہ - بلیلہ مقشر ۶ ماشہ - گاؤزبان گل گاؤزبان ۶-۶ ماشہ

سب کو کوٹ کر شامل کریں۔ سرد مزاج والوں کو مفید ہے۔ اگر مشک ایک ماشہ ورق چاندی دو ماشہ شامل کئے جائیں تو زیادہ مفید ہوگا۔

جوارش کمونی۔ زیرہ کرمانی مدبر ۴ تولہ۔ برگ سداب ۶ تولہ۔ سونٹھ ۶ تولہ۔ بورہ ارمنی ایک تولہ۔ مرچ سیاہ ۴ تولہ۔ شہد دوچند کل وزن کا۔ خوراک ۶ ماشہ۔ معدہ کے جملہ امراض کو مفید ہے۔

پیشاب کی زیادتی اور مثانہ کی کمزوری کے لئے۔ برگ ارنڈ کا سفوف ۴ ماشہ یا تازہ چھلی کا سفوف ہموزن شہد میں تین تین ماشہ دیں۔ گولی الیف۔او۔ ڈین سائنس کے لئے مفید ہے۔

شربت دینار۔ جگر کی جملہ بیماریوں کے لئے مفید ہے۔ تخم کاسنی گل سرخ ہر ایک ۱۰ ماشہ ۴ رتی۔ پوست بیخ کاسنی ۱½ تولہ۔ گل نیلوفر گل گاؤزبان ہر ایک پونے ۹ ماشہ۔ تخم کشوث سوا ۲۲ ماشہ۔ ریوند چینی ۹ ماشہ کھل کر ایک پوٹلی میں باندھ دیں۔ اسی طرح تخم کشوث باندھیں۔ رات کو سب دوائیں سوا سیر پانی میں بھگو دیں۔ جوش دینے کے بعد جب تین پاؤ پانی رہ جائے تو چینی آدھ سیر ملا کر قوام کریں۔ ریوند چینی اور کشوث کی پوٹلی خوب نچوڑ لیں۔ خوراک ۲ تولہ جلاب کے لئے ۹ ماشہ شناکی کے ہمراہ لیں۔ یرقان کے لئے عرق گاؤزبان کے ہمراہ دیں۔

چنبل داد کے لئے حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کا نسخہ

بھلاواں ۱۰ تولہ۔ تیل تلی آدھ سیر۔ مینسل ۲ تولہ سفوف بنائیں۔ اول بھلاواں تیل میں جلائیں اور خود کو دھوئیں سے بچائیں۔ جب دھواں بند ہو جائے تو سفوف

منسل ملادیں - ہر قسم کے داد اور پھوڑا پھنسی اور بواسیر کے مسوں کے لئے مفید ہے۔

پائیوریا - دانت کے کیڑے اور جملہ امراض کے لئے - نیم کے پتوں کو جلا کر کشتہ بنائیں اور سفوف میں تھوڑا سا نمک ملا کر صبح و شام منجن کریں۔

جریان - ذکاوت نفس و احتلام کے لئے۔

کمرکس ۲ تولہ - پوست خشخاش ۲ تولہ - کشتہ قلعی ۲ ماشہ سفوف کر کے ہموزن چینی ملا کر خوراک ۳ ماشہ صبح ۳ ماشہ شام ایک پاؤ دودھ تازہ شیریں کے ہمراہ لیا کریں - ترشی سے پرہیز رکھیں۔

پتھری گردہ و مثانہ نکل جائے گی

پھٹکڑی سفید ایک تولہ - سفوف سنگجراحت ایک تولہ - پھٹکڑی توے پر بھون کر جب پانی ہو جائے تو سفوف مذکور ڈال دو - خشک ہونے پر سفوف بنا کر ایک ایک ماشہ کی چھ پڑیاں بنائیں - ایک پاؤ دودھ خام بکری بلا میٹھا سے ایک پڑیا نہار منہ تین روز اور پھر ایک ماہ بعد تین پڑیاں اسی طرح تو پتھری مثانہ کے راستہ نکل جائے گی ریگ و ریح کو بھی مفید ہے - جدوار خطائی ۳ ماشہ اور عود صلیب ۳ ماشہ اسی سفوف کے ہمراہ دینے سے پتھری پھر نہیں پیدا ہوگی۔

پھوڑا پھنسی اور صفراوی امراض کے لئے اعلیحضرت بریلوی کا مجرب نسخہ

برگ نیم ایک تولہ - برگ مہندی ایک تولہ پانی میں پیس کر ایک چھوٹی چمچی عرق مذکورہ کی پی کر اوپر سے دو چمچی گھی کھائے - کھانے میں صرف نمکین روٹی گھی سے کھائے - تین روز یا سات روز تک استعمال کرنے سے بالکل آرام ہو جائے گا انشاء اللہ - چوہدری جان محمد منیجر ہریانہ موٹر کمپنی کے دیکھ عزیز کو صفراوی مرض تھا - تین سال تک ڈاکٹروں حکیموں کی بے شمار دوائیں کھائیں کوئی آرام نہ آیا - بیچارے کو ہر روز احتلام ہو جاتا تھا - راقم نے یہ نسخہ

بتایا۔ پہلے روز ہی احتلام بند ہو گیا۔ اور ایک ہفتہ دوا استعمال کرنے سے بالکل آرام ہو گیا۔

نسخہ جگر صفراوی ضعف ۔ ایک بڑا کاغذی لیموں لے کر اس کے بیج نکال ڈالیں۔ پھر ورق نقرہ جس قدر سما سکیں اس میں بھر دیں اور بند کر کے دوڑے سے باندھ کر باورچی خانہ میں لٹکا دیں۔ جب خشک ہو جائے تو باریک پیس کر اس کے ہموزن الائچی خورد اور طباشیر ملا کر ایک ماشہ روز کھائیں۔

عرق فولاد ۔ فولاد ایک پاؤ۔ پانچوں نمک پانچ چھٹانک۔ اجمود ایک چھٹانک۔ زیرہ سفید ایک چھٹانک۔ ترپھلا تین چھٹانک۔ اجوائن ایک چھٹانک۔ کالی مرچ ایک چھٹانک۔ فلفل دراز ایک چھٹانک۔ گڑ پرانا ایک پاؤ۔ تمام ادویہ کو کوٹ کر گائے کے مٹھے ½ سیر میں ملا کر کچھ اور پانی آمیزش کر کے برتن کو پندرہ روز تک دھوپ میں رکھ دیں۔ تیسرے روز دوا کو ہلاتے رہیں۔ پندرہ روز کے بعد اور مناسب پانی آمیزش کر کے عرق بطریق مشہورہ نکالیں۔ خوراک دو تولہ بعد از طعام۔ جگر کے لئے بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔ نزلے کی حالت میں نہ لیں۔

شربت سلاجیت ۔ اصلی عرق گاؤزبان ایک بوتل میں سلاجیت دو تولہ۔ زعفران ۳ ماشہ حل کر کے ۱½ پاؤ کھانڈ میں شربت بنائیں۔ جب قوام تیار ہو جائے تو ٹھنڈا کر کے کونین فرایٹ سٹراس ایک اونس سلہ II ایک اونس اور ملا لیں۔ خوراک ایک تولہ نہار منہ یا کھانے کے بعد۔ ٹرا کسا سائی زعفران اور کونین کم شربت سردی میں ملائیں تو زیادہ مفید ہے۔

معجون ترپھلا ۔ پوست ترپھلا ایک سیر (ہر سہ برابر) تخم سنبھالو۔ تخم پنوار ہر ایک ۵½ تولہ۔ بھنگرا سیاہ یا سفید ۱۷½ تولہ۔ دارچینی ۵ تولہ۔ گڑ پرانا ۲ سیر۔ شہد بقدر ضرورت۔ کوفتہ بیختہ معجون بنائیں۔ تمام امراض کو دور کر کے

آدمی کو جوان بنا دیتا ہے۔ حضرت شاہ چراغ نصیرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو کایا پلٹ کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں متواتر ایک سال تک کھانے سے بال سیاہ ہو کر انسان نوجوان ہو جاتا ہے۔ خوراک ایک تولہ نہار منہ یا سوتے وقت پانی سے۔

اکسیر عام ۔ گوند کیکر۔ پنسلوجن ہم وزن (دس سیاہ باریک) بنا کر شیشی میں رکھیں۔ مناسب بدرقہ سے جملہ امراض میں دیں۔ خون جاری پر چھڑکنے سے فوراً بند ہو جائے گا۔ دستوں کے لئے دہی کے ساتھ ۳ ماشہ۔ بخاروں شربت بزوری کے ہمراہ۔

اکسیر نظامی (ایک ہی دوا کافی ہے) کاربالک ایسڈ اور کافور دیسی ہموزن شیشی میں ڈال کر ہلا دیں تیل بن جائے گا۔ دو قطرے مناسب بدرقہ سے جملہ امراض میں دیں۔ پھنسی پر لگانے۔ کان اور درد دانت کو بھی مفید ہے۔ کان کے لئے تھوڑا تیل میں ملا کر دو قطرے گرم ڈالیں۔ بچھو اور زہریلے جانور کے کاٹے پر لگائیں۔

غبار کافور ۔ دو پیالے گلی کو گل حکمت کر کے غبار کافور حاصل کریں۔ ایک کورے پیالے میں چھ ماشہ کافور دیسی رکھ کر اوپر دوسرا پیالہ اگر چینی کا ہو تو اچھا ہے آٹے سے بند کر کے خشک کریں۔ پھر اینٹوں پر رکھ کر نیچے چراغ جلائیں۔ ایک گھنٹہ کے بعد چراغ الگ کر دیں۔ ٹھنڈا ہوتے پر اوپر کے پیالے سے کافور کا غبار کھرچ کر شیشی میں رکھ لیں۔ جریان دبخار اور گرمی کیلئے ا رتی اتو لہ کھانڈ میں دیں۔

نسخہ برائے بخار ۔ نوشادر ایک تولہ۔ گیرو ایک تولہ مرچ سیاہ ۶ ماشہ۔ سیاہ ملیا شیر ۶ ماشہ سفوف کر کے چڑھتے بخار میں ایک ایک رتی ہر دو گھنٹہ کے بعد اور قبل بخار ایک گھنٹہ کے وقفہ سے تین خوراک دیں۔

دیگر۔ کشتہ گئودنتی کوئلہ کی آگ پر کیا ہوا ۲ ماشہ۔ دودھ آک ایک تولہ چینی ۵½ تولہ ۱۲ گھنٹے کھرل کرکے ۴ چاول سے دو رتی تک اترے اور چڑھے بخار میں دیں کونین شیریں کا کام دیتا ہے۔

دیگر۔ کونین سلفاس ۵ گرین۔ فرائی ایٹ ایمونی سائٹراس ۴ گرین۔ نوشادر ۵ گرین۔ مگنیشیا ا ڈرام۔ سلفیورک ایسڈ ۴ قطرہ ایک اونس پانی میں حل کرکے ایک خوراک بنائیں۔ تین روز پینے سے بخار جاتا رہتا ہے۔

درد گٹھیا۔ جھمک نبولی کی جڑ کا چھلکا ۲ ماشہ مرچ سفید ۷ عدد ایک چھٹانک پانی میں پیس کر کپڑ چھان کرکے روزانہ صبح پلائیں۔ خوراک بیسن کی روٹی بغیر نمک ہمراہ گھی دیں اور کوئی چیز نہ کھائیں۔ انشاءاللہ ۷ یوم سے ۱۲ یوم تک آرام ہوگا اور پھر کبھی نہ ہوگا۔

مصفی خون۔ سات خوراک میں آبلہ بھرا جسم انشاءاللہ صاف ہو جاتا ہے۔ قلمی شورہ ۸ تولہ۔ گندھک موصلی ۸ تولہ۔ گیرو ۸ تولہ۔ پارہ مصفی ۶ ماشہ پہلی تینوں ادویہ کا الگ الگ سفوف بنائیں۔ پھر گندھک کو آہنی کڑچھ میں ڈال کر گرم کریں۔ پہلے کڑچھ میں ذرا سا گھی لگا دیں۔ جب گندھک پگھل جائے تو پارہ ڈال کر لکڑی سے ہلاتے رہیں وہ فوراً گندھک میں مل کر سیاہ ہوجائے گا۔ پھر شورہ ملا دیں پھر گیرو ملا کر خوب حل کریں اور کھرل کرکے شیشی میں رکھ لیں۔ خوراک ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ تک صبح سرد پانی سے دیں۔

اکسیر پھوڑا مغلئی۔ مغز جمالگوٹہ چار عدد رگڑ کر سفوف بنائیں اور اسبغول کا سفوف قدرے ملا کر پھنسی پر لگا دیں۔ لگانے سے پہلے پھوڑے کی جڑیں صاف کردیں تین یوم میں نکل جائے گا۔

مرہم پھوڑا۔ جمالگوٹہ ایک عدد۔ دانہ ماش ۴ عدد۔ صابن دیسی ۲ ماشہ

سب کو پیس کر کاغذی لگا دیں۔ اچھا کر کے اترے گا۔ داد کو بھی مفید ہے۔

دیگر۔ سیندور ایک تولہ دودھ آک ۵ تولہ میں حل کریں۔ روئی کا پھایا تر کر کے پھوڑے پر رکھ دیں۔ اچھا ہونے کے بعد اترے گا۔

گردن سے اوپر کا پھوڑا یا چنبل۔ تخم ڈھاک عرق لیموں میں کھرل کر کے لگا دیں۔ اگر زخم ہو تو سفوف سنگ جراحت چھڑک دیں۔

دیگر۔ روغن سرسوں ڈیڑھ پاؤ۔ برگ نیم ایک چھٹانک تازہ ملا کر جلا لیں۔ چھان کر رکھ لیں۔ موم سفید تین تین تولہ۔ مردار سنگ۔ سیندور پانچ پانچ تولہ۔ سفیدہ کاشغری دو تولہ ہر ایک کو باریک کر کے موم گرم کر کے تیل میں ملا لیں ہر قسم کے پھوڑے اور داد اور پرانے زخم کو مفید ہے۔

روغن داد۔ گندھک آملہ سار ۲ تولہ۔ سہاگہ چوکیا ۶ ماشہ۔ مردار سنگ ۶ ماشہ۔ پھٹکڑی ۶ ماشہ۔ کتھہ ۶ ماشہ۔ کمیلہ ۶ ماشہ سب کو باریک کر کے روغن سرسوں ۱۰ تولہ میں پکائیں اور گھوٹ کر استعمال کریں۔

دافع بھینسا داد۔ گلی چھالیہ پرانی ایک تولہ۔ طوطیا ۶ ماشہ۔ عرق لیموں ۲ تولہ۔ تیل سرسوں ۵ تولہ پکا کر مرہم تیار کریں۔ لگانا یا لیپ کرنا مفید ہے

داد اور چنبل کے لئے۔ ناریل سیر۔ سہاگہ ۵ تولہ۔ چھال شیشم ایک سیر۔ گندم ۵ تولہ سب کو کوٹ کر پتال جنتر سے تیل نکالیں۔ ناسور کو بھی مفید ہے۔

سنگرہنی۔ کڑا چھال ۴ تولہ پیس کر سات پڑیاں بنائیں۔ اگر مریض کمزور ہو تو چودہ پڑیاں بنائیں۔ دہی کی لسی کے ہمراہ صبح شام ایک ایک پڑیا لیا کریں۔ خوراک دہی چاول کے سوا کچھ نہ کھائیں۔ انشاء اللہ پرانا مرض بھی تین کوٹوں میں جاتا رہے گا۔

وجع المفاصل تخم اجوائن - ہالوں - کلونجی - میتھی - ہموزن سفوف بنا کر نمک ملا کر صبح وشام ۳-۳ ماشہ پانی سے لیا کریں - اگر بواسیر ہو تو کڑا چھال عرق سونف کے ہمراہ ۶ ماشہ لیا کریں -

تلی - بڑے بینگن میں نوشادر بھر کر چینی کے برتن میں رکھیں - صبح آب مقطر کو شیشی میں ڈال کر بھنے ہوئے چنوں کے آٹے میں تین قطرہ ڈال کر دو وقت دیا کریں -

پرانے بخار کے لئے فرمودہ مولانا قصوری رح - گل گاؤزبان ۵ ماشہ فشہ ۵ ماشہ - عناب ۵ دانہ - مویز منقہ ۱۰ دانہ - گلو ۵ ماشہ - خاکسی ۵ ماشہ - اصل السوس ۵ ماشہ - خطمی ۵ ماشہ - خبازی ۵ ماشہ - سپستان ۱۱ دانہ - خمیرہ بنفشہ ۳ تولہ رات کو ½ ۱ پاؤ پانی میں بھگو دیں - صبح جوش دے کر چھان کر خمیرہ ملا کر پلائیں - تین نسخوں میں انشاء اللہ آرام ہو جائے گا - شام کو چھپارڈی پلائیں گلقند ملا کر

برائے جگر ناکارہ شربت سلاجیت - عرق گاؤزبان اصلی خانہ ساز ایک بوتل - چینی ۳ پاؤ - سلاجیت آفتابی اصلی ۴ تولہ - زعفران اصلی ۱ تولہ - فرائی کونین سٹراس ۱ اونس - ایکسٹریکٹ ٹراکساسائی ۱ اونس عرق میں شربت بنا کر اول زعفران اور سلاجیت حل کریں - پھر انگریزی دوائیں حل کر لیں - خوراک ایک تولہ چار تولہ پانی سے نہار منہ کھائیں -

بچوں کو ام الصبیان (تشنج) ہو تو جدوار خطائی گھس کر یا پیس کر ۴ چاول ۲ تولہ پانی سے دیں - مجرب ہے -

آب حیات (امرت دھارا) ست پودینہ ۱ تولہ - ست اجوائن ۱ تولہ کافور دیسی ۱ تولہ شیشی میں ڈال کر دھوپ میں رکھ دیں تیل ہو جائے گا - دو قطرہ کھانڈ میں دینے سے درد شکم - ہیضہ - بدہضمی وغیرہ دور کر دے گا - مجرب ہے -

برائے داد چنبل پھوڑا پھنسی و بواسیر کے مسے پر لگانے سے آرام آئے گا انشاء اللہ۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ بھلاواں ۱۰ تولہ۔ حنظل ۱۲ تولہ۔ تیل تلی آدھ سیر۔ حنظل کو باریک کر کے قلعی دار برتن میں ۵ سیر پانی ڈال کر رات کو رکھیں۔ پھر بھلاواں تیل میں جلا کر خوب گھوٹ کر کپڑے میں چھان لیں۔ پھر تیل کو حنظل کے پانی میں ڈال کر خوب ہلا لیں۔ رات بھر تیل پانی میں پڑا رہے۔ صبح تیل کو پانی کے اوپر سے اتار لیں اور بوتل میں محفوظ رکھیں اگر ۲ تولے مردا سنگ ملا دیا جائے تو بہتر ہے۔ پھایا بھر کر داد پر لگائیں۔ بھلاواں کے دھوئیں سے بچیں ورنہ ورم آجائے گا۔

سردرد۔ اگر ہاضمے کی خرابی سے ہو تو اے۔ پی۔ سی انگریزی دوا ہے ایک رتی تازہ پانی سے کھا کر پندرہ منٹ آرام سے لیٹ جائیں افاقہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔ مجرب نسخہ ہے۔ مقدار سے زیادہ کھانا مضر ہے۔

۲۔ نزلہ کی وجہ سے ہو تو نسوار لینی چاہیئے۔ یا جوشاندہ نزلہ پیئیں

۳۔ نزلہ دائمی ہرڑ کے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔ صاحب علاج بالغذا لکھتے ہیں کہ اطبا ہند کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر مریض کے رگ و ریشہ میں نزلہ سرایت کر گیا ہو یا معدہ ناکارہ ہو گیا ہو تو ہلیلہ زرد کا پوست ایک سال مندرجہ ذیل طریقہ سے استعمال کرے انشاء اللہ آرام ہوگا۔

(۱) ماہ چیت اور بیساکھ میں ایک درم ہرڑ شہد ایک تولہ کے ہمراہ روزانہ نہار منہ کھائے (۲) جیٹھ و ہاڑ میں تین منقہ مویز کے ہمراہ ایک درم ہرڑ کا پوست۔ (۳) ساون و بھادوں میں نمک لاہوری ۱ ماشہ کے ہمراہ۔ کنوار کاتک میں ہموزن مصری کے ہمراہ۔ مگھر و پوہ میں ہموزن سونٹھ کے ہمراہ۔ ماگھ اور پھاگن میں تین عدد فلفل دراز کے ہمراہ جس کو پنجابی میں مگھاں کہتے ہیں۔ یہ مجرب نسخہ ہے

ہر قسم کے کہنہ امراض کے لئے مفید ہے۔

درد شقیقہ - کالی مرچ تین عدد ایک ماشہ گھی گرم میں حل کر کے مخالف سمت ناک میں ڈالیں۔

درد دانت - طوطیا بریاں - سفید مرچ گول - الائچی خورد ہموزن کوٹ کر

ا۔ سفوف بنائیں اور مقام درد پر لگا کر منہ نیچے کر دیں۔

ب۔ ہلتے ہوئے دانت میں گوند ڈھاک لگانے سے قائم ہو جاتا ہے۔

دوائے آنکھ - پھٹکڑی سوختہ ۶ ماشہ - زنگ سلفاس ۶ ماشہ - رسوت ۳ ماشہ - ہلدی اصلی ۳ ماشہ سفوف بنا کر ایک پاؤ گلاب میں حل کر کے محفوظ رکھیں ہر قسم کے آشوب چشم کو مفید ہے۔

ککرے - نمک لاہوری - شکر ولایتی ہموزن سرمہ جیسی باریک پیس کر دو دو چاول ڈالیں انشاءاللہ آرام ہو گا۔

درد کان - افیون سہرتی - رتن جوت ۳ ماشہ میٹھا تیل ۱۰ تولہ میں جلا کر کاربالک ایسڈ اور افیون حل کر کے چھان کر محفوظ رکھیں - دو قطرہ گرم کر کے کان میں ڈالیں - اگر کاربالک ایسڈ ۱۰ گرین ایک چھٹانک تیل تلی میں ملا کر ڈالیں تو بھی مفید ہے

نکسیر - پھٹکڑی - گیرو منگ جراحت ہموزن باریک پیس کر ۳-۳ ماشہ کی پڑیاں بنا کر صبح - شام - دوپہر پانی سے دیا کریں اور نسوار کی مانند لیا کریں انشاءاللہ پرانا مرض دور ہو گا - گلے کی بیماری کیلئے شربت شہتوت اور بینوں کا جوشاندہ بھی مفید ہے

دوم - ناک میں اس کو ٹپکا لینے سے فوری نکسیر کو افاقہ ہوتا ہے۔

اکسیر جگر - ریوند خطائی ۱ تولہ - نوشادر ٹکیہ ایک تولہ - قلمی شورہ ۲ تولہ کشتہ فولاد ۶ ماشہ کھرل کر کے رکھیں - خوراک ۳ رتی مکھن یا دہی کی لسی سے کھائیں

اکسیر القلب - گاؤزبان ایک تولہ - گل گاؤزبان ایک تولہ - تخم بالنگو

۲ تولہ مصری ہموزن ملا کر سفوف بنائیں۔ خوراک ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ۔

چورن ہاضم ۔ سونف کے چاول ۔ سونٹھ ۔ پودینہ خشک ۔ اجوائن دیسی ۔ مرچ سیاہ ۔ سہاگہ خام ۔ نمک دیسی سنگ سونچل ہر ایک دو دو تولہ ۔ نوشادر ۵ تولہ سفوف بنا کر پیپر منٹ ۔ ست اجوائن ۔ ست سونف ۔ کافور ۔ سوڈا بائی کارب ۔ زہر مہرہ ہر ایک ایک ایک ماشہ کھرل کر کے ورق نقرہ ۵ عدد سب کو ملا کر شیشی میں محفوظ رکھیں ۔ خوراک ۳ رتی ۔

باب الصحت

بزرگان دین کی سیرت پاک کے ساتھ ساتھ نفسیاتی و جسمانی امراض کا علاج بھی فی زمانہ جزو لاینفک ہو گیا ہے ۔ کیونکہ جو لوگ ان پاک وجودوں سے عقیدت نہیں رکھتے وہ بھی کتاب سے استفادہ کر لیتے ہیں ۔ اس لئے حضور قبلۂ عالم کی سیرت پاک میں امراض روحانی و جسم کے علاج کا اضافہ بھی ضروری ہے ۔ حضورؒ اپنی حیات پاک میں مخلوق کو اس سے بہت فائدہ پہنچاتے رہے ہیں ۔ اس میں وہ ادویات و نسخہ جات لکھے جاتے ہیں جو حضور خود فرمایا کرتے تھے یا جو مجرب و مفید ہیں ۔

فرمودہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ وجع المفاصل ۔ حنظل زرد کو گودے سے صاف کر کے دانہ حرمل اس میں بھر کر گل حکمت کر کے بھٹی میں آگ دیں ۔ جب سرخ ہو جائے دانہ حرمل نکال کر کوٹ کر نخودی گولیاں بنائیں ۔ دو گولی پانی سے ہر روز کھائیں بہترین دوا ہے ۔

۲۔ مصلح معدہ و ہاضم از پیر حیدر حسین شاہ صاحب ۔ ہینگ ۶ ماشہ نمک سیاہ ۶ ماشہ ۔ سوڈا شیریں ۶ ماشہ ۔ اسورنجان شیریں ۶ ماشہ ۔ مصبر ۶ ماشہ ۔ نوشادر

۶ ماشہ سوہانجنے کی جڑ کے پانی میں کھرل کر کے نخودی گولیاں بنائیں۔ دو گولی گرم پانی سے کھائیں۔

۳۔ نسخہ دست آور برائے صفائی معدہ۔ آملہ ۲ ماشہ۔ گلنار ۲ ماشہ زیرہ سفید ایک ماشہ۔ پودینہ ایک ماشہ۔ زرورد ایک ماشہ۔ ست پودینہ ۳ چاول۔ بادیان ۱ ماشہ پانی میں گھس کر خمیرہ بنفشہ اضافہ کر کے پئیں۔

۴۔ محملہ حمل ایلکٹو۔ اصل السوس۔ ناگ کیسر۔ لال سفید۔ موچرس ہر ایک ۲½ تولہ مصری ۱۰ تولہ کوٹ چھان کر ۶۔۶ ماشہ صبح شام گائے کے دودھ کے ہمراہ لیا کریں انشاء اللہ جلدی بار آور ہو۔

۵۔ اکسیر عام۔ نوشادر ۶ ماشہ۔ گیرو ۶ ماشہ۔ فلفل دراز ۳ ماشہ۔ فلفل سیاہ ۳ ماشہ کوٹ چھان کر شیشی میں رکھیں اور مناسب طریقہ سے دیں۔ خوراک ۲ ماشہ

(۱) بخار میں عرق کاسنی ۴ تولہ۔ عرق سونف ۴ تولہ۔ شربت بزوری ۲ تولہ سے دیں

(۲) دستوں میں دہی یا لاکر پیچش۔ میں بھی آرام آجائے گا۔

(۳) سر درد میں سر میں لگائیں (۴) بھڑ یا بچھو کے کاٹے پر لعاب دہن لگا کر پانچ منٹ تک ملتے رہیں (۵) قے میں عرق پیاز کے ہمراہ دیں۔

اکسیر عام دیگر مجرب۔ طباشیر اصلی۔ گوند کیکر ہموزن باریک کوٹ کر سرمہ سا باریک کر کے کپڑے میں چھان کر محفوظ کریں۔

۱۔ پرانی کھانسی کے لئے صبح و شام چار چار ماشہ تازہ پانی سے۔

۲۔ سل کے لئے صبح دوپہر شام 〃 〃 〃 〃

۳۔ کمزوری کے لئے صبح شام چھ چھ ماشہ گرم دودھ گائے کے ہمراہ۔

۴۔ خونی دست کے لئے صبح دوپہر شام دہی یا پنیر کے ہمراہ ۴ سے ۶ ماشہ تک

۵۔ جریان کے لئے صبح شام چھ چھ ماشہ تازہ پانی سے۔

۶- ذیابیطس کے لئے صبح شام چھ چھ ماشہ تازہ پانی سے۔

۷- سوزاک میں بکری کے دودھ کی کچی لسی سے ۴-۴ ماشہ صبح شام۔

۸- بواسیر خونی میں صبح ۶ ماشہ گائے کی لسی سے شام کو بکری کے دودھ سے۔

۹- نکسیر میں صبح شام چار چار ماشہ تازہ پانی سے اور نسوار کی طرح ناک میں بھی لیں۔

۱۰- پیشاب میں خون آتا ہو- دن میں تین بار بکری کے دودھ سے ۶-۶ ماشہ

۱۱- سیلان الرحم میں گائے کی چھاچھ سے صبح چھ ماشہ شام بکری کے دودھ سے۔

۱۲- زخموں پر چھڑک کر روئی سے باندھیں خون بند ہو جائے گا۔

۱۳- آتشک کہنہ میں ایک ایک تولہ پانی سے صبح شام دیں۔

۱۴- ضعف جگر ۴-۴ ماشہ پانی سے لیا کریں

۱۵- اختلاج قلب میں ۴ ماشہ گلابی گاجر کے پانی سے صبح و شام۔

۱۶- پرانا بخار- دن میں تین بار چھ چھ ماشہ پانی سے لیا کریں

۱۷- کرم شکم ۴ سے ۶ ماشہ پانی سے صبح و شام- دینا چاہیئے

اکسیر بخار تلی و جگر- افسنتین ۲ تولہ- مغز کرنجوہ ا تولہ- سوڈا سیلی سلاس ۲ تولہ- اینٹی فیبرین ا تولہ- کالی مرچ ۶ ماشہ- گیرو ۶ ماشہ سفوف کر کے محفوظ رکھیں دن میں دو یا تین بار ایک ایک ماشہ پانی سے دیں۔

جلاب- جمال گوٹہ ۱۱ عدد چھیل کر پانی میں رات کو بھگو دیں- صبح دو ٹکڑے کر کے زبان جو پتلی سی جھلی ہوتی ہے نکال دیں- پھر ۱۱ عدد مغز بادام مقشر باہم کوٹ کر مونگ کے برابر گولیاں بنائیں- ایک یا دو گولی گرم دودھ سے لیتے سے جلاب آ جاتے ہیں- شہری کو ایک گولی کافی ہے۔

سرمہ مجرب- سرمہ سیاہ ۵ تولہ- کھار تانبہ ۳ تولہ- سفیدہ کاشغری ۳ تولہ

شنگ بھری ایک تولہ - زنگ سلفاس ۲ تولہ - مامیرا چینی ۱ تولہ - سونا مکھی ۶ ماشہ - سہاگہ بریاں ۶ ماشہ - نوشادر ۶ ماشہ - پھٹکڑی ایک تولہ بریاں - ست پودینہ ۱ ماشہ کافور ۶ ماشہ - لونگ ۳ ماشہ - مرچ سیاہ ۳ ماشہ - مرچ سفید ۳ ماشہ - رسوت کا پانی ۵ تولہ - سونٹھ ایک تولہ - آب ترپھلہ ۱۰ تولہ آب سرس وگلاب میں حل کر کے سرمہ بنائیں سونا مکھی بہت پیسیں یا کہ پانی میں تہ نشیں نہ ہو رات کو سوتے وقت مسنون طریقہ سے لگائیں۔

شربت سازی

جس چیز کا شربت بنانا ہو تو دوا رات کو ۶ گنا پانی میں بھگو دیں - صبح دوا سے ۲ گنا کھانڈ ملا کر قوام کر لو۔

شربت ورد - دو تولہ گل سرخ کو پاؤ سیر عرق گلاب میں جوش دیں - یہاں تک کہ آدھا رہ جائے - پھر چھان کر اسی عرق گلاب میں آدھ پاؤ عرق گلاب اور شامل کر کے دو تولہ گل سرخ یعنی گلاب کے پھول اور ڈال دو اور آگ پر جوش دو - جب نصف پانی رہ جائے تو پھر چھان لو - اس طرح سات بار کرو - پھر ساتویں دفعہ چھان کر چینی ایک پاؤ ملا کر قوام کرو اور چھ ماشہ طباشیر اصلی باریک پیس کر ملا دو - جب جلاب لینا ہو اس شربت میں سے چار تولہ لے کر پانی ملا کر برف سے ٹھنڈا کر کے پی لو - جتنے دست لینے ہوں اتنی ہی بار برف کا پانی پیا کرو - یہ بے ضرر جلاب ہے اور مقوی معدہ بھی ہے -

شربت انجبار - سل، دق، میں گیرو مصفا ۳ ماشہ ملا کر ۲ تولہ شربت سے پلائیں - خون ہر جگہ سے بند کرنے کے لئے مفید ہے - ۵ تولہ انجبار ۵ تولہ گوکھرو اور شامل کریں جو کوب کرکے ڈیڑھ پاؤ پانی میں بھگو دو صبح ایک پاؤ کھانڈ ملا کر شربت بناؤ پہلے پانی کو جوش دیکر چھان لو پھر کھانڈ ملائیں زیادہ بنانا ہو دو چند سہ چند:

شربت بزوری بارد - ملیریا بخار صفرا اور گرمی کو دور کرتا ہے - تخم خیارین - تخم خربوزہ - مغز تخم کدو - مغز تخم پیٹھہ - گوکھرو - تخم خطمی خبازی

مغز تخم تربوز - تخم کاسنی - بیج کاسنی ہر ایک دو تولہ سب کو کچل کر رات کو سوا سیر پانی میں بھگو دو - صبح جوش دے کر تین پاؤ کھانڈ شامل کر کے شربت بنائیں - خوراک دو تولہ -

شربت بزوری - گرم - پیشاب اور حیض جاری کرتا ہے - گردہ مثانہ کی ریگ نکالتا ہے - پرانے بخار کو نفع دیتا ہے - تخم کاسنی - سونف - تخم خربوزہ - مغز تخم کدو - حب قرطم ہر ایک ۲½ تولہ - بیج کاسنی - گل خاکس - تخم خطمی - ملٹھی - بالچھڑ - گل بنفشہ گل گاؤزباں ہر ایک ۲½ تولہ سب کو کچل کر رات کو سوا سیر پانی میں بھگو دو - صبح کو مویز منقی آٹھ تولہ شامل کر کے اتنا پکائیں کہ نصف رہ جائے - پھر چھان کر تین پاؤ قند شامل کر کے شربت بنائیں -

شربت دینار - جگر کے امراض کے لئے مفید ہے - سنا مکی ہمراہ شامل کر دینے سے جلاب خوب لاتا ہے - تخم کاسنی - گل سرخ ہر ایک ۱½ تولہ - پوست بیج کاسنی ۲½ تولہ - گل نیلوفر اور گاؤزبان ہر ایک نو ماشہ - تخم کشوث ۲ تولہ ۲½ تخم کپڑے کی پوٹلی میں باندھ لیں - ریوند چینی ۹ ماشہ پوٹلی میں باندھ کر تمام دواؤں کو ۱½ سیر پانی میں بھگو دیں - صبح جوش دیں - جب جوش آئے تو ریوند چینی کی پوٹلی کو پیچھے سے دبا تے جائیں - بعد جوش نکال کر سب کو چھان مل کر کھانڈ ایک سیر شامل کر کے شربت بنائیں - خوراک ۲ تولہ -

شربت سلاجیت - ضعف جگر - مقوی اعصاب - مولد خون - ضعف ہاضمہ پرانے بخار کے لئے - بیحد مجرب ہے - آفتابی اصلی سلاجیت ۴ تولہ - زعفران اصلی ایک تولہ - عرق گاؤزبان اصلی ایک بوتل - چینی تین پاؤ - چینی عرق میں ملا کر شربت بناؤ - سلاجیت اور زعفران باریک کر کے ملا دیں - فرائی ایٹ کونین سٹریٹ ایک اونس ایکسٹریکٹ ٹراکساسائی ایک اونس دونوں حل کر کے ملا لیں اور شربت

میں حل کر دیں خوراک ایک تولہ - ۵ تولہ پانی کے ہمراہ نہار منہ - اگر ہاضمہ میں خرابی ہو تو کھانے کے بعد -

شربت فاسفورس - ہائپو فاسفیٹ ایک تولہ - ایسڈ ہائپو فاسفورس ۲۵ بوند - پانی ۳ پاؤ - قند ½۲ پاؤ - کوچی نیل حسب ضرورت - ہائپو فاسفیٹ کو پانی میں حل کر لو - پھر اس میں چینی ملا کر قلعی شدہ برتن میں شربت بناؤ - جب شربت بن جائے تو ایسڈ ہائپو فاسفورک کو شربت سرد ہونے پر خوب حل کر دیں - بعد میں رنگ کے لئے نیل ملا دیں - طاقت جسمانی کے لئے مفید ہے -

شیشم کے برادہ کا شربت - خون کی سب بیماریوں کو مفید ہے جذام - گرمی - خرابی خون - برادہ شیشم سرخ ایک پاؤ - دریا کا پانی - دو سیر ایک روز سالم بھگو رکھو - صبح جوش دے کر جب نصف رہ جائے تو چھان کر تین پاؤ کھانڈ ملا کر شربت بنائیں - چالیس روز اس طرح استعمال کریں کہ برادہ شیشم ۲ ماشہ پانی آدھ پاؤ میں ملا کر جوش دیں - جب نصف پانی رہ جائے شربت مذکور ۲ تولہ ملا کر صبح شام پلائیں - ترشی - دودھ سے ہی سے پرہیز کریں -

شربت جامن - بواسیر - پیچش خونی اور دستی کو نافع ہے - آدھ سیر جامن کچل کر عرق نکالیں اور ایک پاؤ قند ملا کر شربت بنائیں - اگر عرق گلاب ½۲ پاؤ میں بنائیں تو بہتر ہے - پھر اگر صندل ایک تولہ - طباشیر ایک تولہ شامل کر دیں تو زود اثر ہوگا - خوراک ۲ تولہ نہار منہ -

شربت ریوند چینی - استسقا کو نافع ہے - ریوند چینی ½۲ تولہ کاسنی ۲ تولہ - بیج کاسنی - بادیان - لاکھ مغسول ہر ایک ۸ ماشہ آدھ سیر پانی میں جوش دے کر چھان کر ایک پاؤ قند ملا کر شربت بناؤ -

خوراک ۲ تولہ

شربت بچوں کے لئے :- بچے فربہ اور تندرست رہتے ہیں۔ ہاضمہ درست و مقوی ہو جاتا ہے۔ چونے کے ایک سیر پانی کو موٹے کپڑے میں چھان کر رتن جوت - ۲ تولہ - سوڈائی بائی کارب - ایک تولہ کاربالک ایسڈ کافوری ۱۵ قطرے (کاربالک ایسڈ اور کافور ہم وزن ملانے سے بنتا ہے۔) سونف - ۲ تولے - ست پودینہ - ۲ رتی - ست لیموں - ایک ماشہ - گل دھاوا ۶ ماشہ - بیلگری - ایک تولہ - صندل سفید - ۴ ماشہ - کلونجی - ۵ ماشہ - شکر تین پاؤ - دانہ الائچی خورد - ۳ ماشہ - دانہ الائچی کلاں - ۵ ماشہ - طباشیر اصلی ۳ ماشہ - گوند کیکر - ۴ ماشہ کو کوٹ کر چونے کے پانی میں بھگو دیں - صبح جوش دے کر کھانڈ شامل کر کے شربت بنائیں - بعد میں کاربالک ایسڈ ست کافور والا - ست پودینہ - ست لیموں حل کر کے شربت میں شامل کریں - چھوٹے بچوں کو ایک دو قطرے پانی میں حل کر کے دو تین دفعہ دن میں پلائیں۔

شربت عناب - برائے جگر اور بخار صفراوی - تیسرے روز کے لئے مفید ہے۔ امراضِ جگر کے لئے بہترین شربت ہے - خوراک ۲ تولہ سے ۴ تولہ ۵ تولہ پانی سے نہار منہ۔

صندل سفید - ۲ تولہ - عناب - ۲ تولہ - عرق گلاب - ایک بوتل - قند تین پاؤ - صندل اور عناب جوکوب کر کے ایک دو پاؤ پانی میں بھگو دیں۔ صبح جوش دے کر چھان کر عرقِ گلاب اور قند شامل کر کے شربت بنائیں

شربت مرکب :- نزلے زکام اور کھانسی کیلئے بہترین شربت ہے۔ خوراک ۲ تولہ ہر روز چائے یا عرق گاؤزبان ۱۰ تولہ میں ملا کر پی لیں ابریشم مقرض (قینچی سے باریک کٹا ہوا) تخم خیارین - ۲ تولہ - ملٹھی چھیل کوٹ کر - ۲½ تولہ - خشخاش سفید - تین تولہ کا ہو - ایک تولہ گاؤزبان -

ایک تولہ کوکنار - ۲ تولہ بیج سوسن ایک تولہ تولہ السی - ایک تولہ لہسوڑے ۱۰۰ دانہ جوکوب کرکے ایک سیر پانی میں چینی کے برتن میں بھگو دو - صبح جوش دے کر چھان کر ایک سیر قند ملاکر شربت دو تارہ بنائیں۔

شربت اعجاز :- کھانسی نزلے تپ دق سل بخار کہنہ دمہ کے لئے مفید ہے۔ ۲ تولہ ہر روز چاٹیں۔ عرق گاؤزبان ۵ تولہ کے ہمراہ اگر سل ہو تو گیرو مصفا ۱ ماشہ شامل کرکے چاٹیں۔

عناب عمدہ - ۲۰ دانہ - لہسوڑے - ۴۰ دانہ - ملٹھی - ۲ تولہ چھیل کر - تخم خطمی ۲ تولہ - تخم خیارین - ۲ تولہ - گل نیلوفر - ۲ تولہ - گل بنفشہ - ۲ تولہ - بہی دانہ ۱½ تولہ کتھا - ایک تولہ - برگ اڑوسہ - ۸ تولہ - مغز بادام - دس تولہ - قند - سوا سیر

شربت روح افزا :- برائے خفقان - مالیخولیا - دل جگر کی گرمی دور کرتا ہے۔ خوراک - ۲ تولہ سرد پانی کے ہمراہ - صندل سفید - ابریشم خام مقرض - گل بنفشہ - گل گاؤزبان - ہر ایک ۲ تولہ - دانہ الائچی خورد - ایک تولہ عرق گلاب عمدہ - عرق گاؤزبان - عرق بید مشک - ہر ایک آدھا سیر - قند سفید - ایک سیر - تمام ادویات جو کوب کرکے عرقیات میں رات کو بھگو دیں۔ صبح نرم آگ پر جوش دے کر جب نصف عرق رہ جائے - مل چھان کر صاف کریں پھر قند ملا کر شربت دو تارہ بنائیں۔ شربت اتار کر ورق نقرہ ۱۰ عدد روح گلاب تین ماشہ حل کریں۔ ایک اور نسخہ میں یہ اشیاء زیادہ لکھی ہیں۔ گل سیوتی - ایک تولہ - تخم فرنج مشک - ایک تولہ - چھڑیلہ - ایک تولہ - خس - ۲ تولہ - کشنیز - ۲ تولہ - زعفران - ۶ ماشہ - ورق طلا - ۵ عدد - مشک ۱ ماشہ

شربت انجبار معتدل :- خون جاری کو بند کرتا ہے۔ خواہ کہیں سے ہو۔ خاص کر مستحاضہ کے لئے بڑا مفید ہے۔

الجبار - ۵ تولہ۔ گوگھرو۔ ۵ تولہ۔ جوکوب کرکے ۲ ۱/۲ سیر پانی میں بھگو دو صبح جوش دو۔ جب ایک سیر کے قریب رہ جائے تو چھان کر ایک سیر قند ملاکر شربت بناؤ۔ خوراک۔ ۲ تولہ۔ سل والے کو گرد مصفا ماشہ ملاکر چباتیں

شربت عناب:۔ مصفی خون اور دل دماغ کیلئے مفید ہے۔

عناب ۔ ۵ تولہ۔ منڈی۔ ۵ تولہ۔ تخم خربوزہ ۔ ۲ تولہ۔ تخم تربوز۔ ۲ تولہ جوکوب کرکے رات کو بھگو دو۔ صبح جوش دے کر چھان کر قند ۱ ۱/۲ سیر ملاکر شربت بناؤ۔ خوراک۔ ۴ تولہ ایک گلاس پانی میں برف ملاکر پینے سے فرحت ہوتی ہے۔

شربت صندل:۔ برادہ صندل سفید۔ ۱۰ تولہ۔ صندل سرخ ۵ تولہ۔ گل سرخ۔ ۲ تولہ۔ گل بنفشہ۔ ایک تولہ۔ سب کو رات کو بھگو دو۔ صبح بدستور شربت بناؤ۔ نہایت فرحت افزا ہے۔ خوراک ۴ تولہ ایک گلاس پانی میں برف شامل پیا کریں۔

شربت بنفشہ:۔ بخار اور صفرہ کیلئے مفید ہے۔

گل بنفشہ ۵ تولہ گل گاؤزبان ایک تولہ۔ تین پاؤ پانی میں بھگو دیں۔ صبح جوش دے کر جب آدھ سیر کے قریب رہ جائے تو چھان کر آدھ سیر قند ملاکر شربت بنائیں۔ خوراک ۲ تولہ عرق گاؤزبان، ۵ تولہ عرق سولف۔ ۵ تولہ میں شامل کرکے نہار منہ پینا چاہیے۔

شربت بادام:۔ مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ ہے۔

مغز بادام شیریں۔ ایک پاؤ۔ چار مغز۔ ۵ تولہ خشخاس۔ ۵ تولہ۔ سب کو باریک کوٹ کر ۲ سیر پانی میں جوش دو۔ جب ایک سیر رہ جائے۔ تو چھان کر ایک سیر قند ملاکر دو تارہ شربت بناؤ۔ خوراک ۲ تولہ عرق گلاب۔ ۱۰ تولہ۔ بید مشک۔ ۵ تولہ کے ہمراہ استعمال کرو

پنج گنج کا دوسرا ایڈیشن حاضر ہے

پنج گنج کا دوسرا ایڈیشن حاضر کیا جا رہا ہے

عرضِ حال

ناظرین کرام! عاصی نہ کوئی عالم ہے، نہ ادیب و مصنف ہے نہ لکھنے لکھانے کی عادت
نہ زبان با محاورہ، مگر کسی جذبے کے تحت اپنے بزرگوں کے حالات و مقالات تیس ۳۰ برس تک قلمبند
کرتا رہا۔ لیکن سرمایہ کی قلت کی وجہ سے طباعت سے معذور رہا۔ اب بھی قلت کی وجہ سے
پانچ صد جلدیں طبع کرائی ہیں۔ اس خیال سے آنحضرت تک حالات محفوظ ہو جائیں ورنہ کسی نفع و
انتفاع کی خواہش نہیں ہے۔ لہٰذا میری کوتاہیوں کو نظر انداز کر کے مستفید و مستفیض ہو کر عاصی کو
دعائے خیر میں یاد فرمائیں۔

کتاب کے آخر میں کچھ عملیات و تعویذات مشہور حکما کے نسخہ جات اس خیال سے لکھے
گئے ہیں کہ اس فن کے شائقین استفادہ فرما کر مخلوق کی خدمت کریں ع طریقت بجز خدمت خلق نیست
مختصر شجرہ شریف میں حضرت قبلہ مولانا محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے اول
حضرت قاضی حفیظ الدین رہتکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قبلہ عبد المجید خاں صاحب تخلص
قصوری متوطن جھجر کے نام نامی تبرکاً لکھے ہیں ورنہ حضرت قاضی صاحب کو حضرت امیر ملت
قبلہ عالم سرکار علی پوری رحمۃ اللہ والغفران سے بیعت و خلافت ہے اور حضرت مولانا قصوری
جھجری کو مولانا محمد حسین صاحب قصوری سے بیعت اور خلافت کا اجازت حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ
علیہ سے ہے۔ کیونکہ عاجز نے ان سب حضرات سے فیضان حاصل کیا ہے۔ اس لئے انہی
حضرات کے اسماء گرامی سے شجرہ شریف شروع کیا گیا ہے۔

حضرات یہ خاکپائے فقراء مؤلف ابتدا میں حضرت مولانا کرامت اللہ خاں صاحب دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری سے بیعت ہوا تھا۔

۲۳ر ۱۹۲۲ء میں حضرت قبلہ محمد حسین صاحب قصوری ہمارے گاؤں گڑیانی میں تشریف

لائے ۔ آنجناب کی نسبت عالیہ متقاضیی دلوں کو جذب کرتی تھی ۔ پس یاران سلسلہ کے ذکر و ذوق شوق کو دیکھ کر حضرت کے حلقہ ذکر میں بیٹھنے کی اجازت حاصل کی ۔ حضور نے فرمایا کہ اذکار اپنے پیر کے فرمائے ہوئے پڑھتے رہو ۔ ہاں حلقہ میں بیٹھ جایا کرو ۔

مگر جب حضرت قبلہ مولانا دہلوی کا وصال ہو گیا تو عاجز حضرت ممدوح سے طالب ہو کر نقشبندیہ حضرات کے حلقہ میں شامل ہو گیا ۔ حضرت قبلہ مولانا قصوری کے وصال کے بعد قاضی صاحب ؒ و قبلہ مولانا مجھری صاحب ؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا رہا اور ان حضرات کی کرم نوازی سے سلوک طے ہوتا رہا ۔

سنہ ۱۹۲۶ء میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کرنال تشریف لائے اور آنحضور کے حلقہ ذکر میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا اور سنہ ۱۹۳۰ء میں حضرت قبلہ قاضی صاحب کی معیت میں علی پور شریف حاضری ہوئی اور اس کے بعد قریب قریب ہر سال ہی عرس شریف پر ایام دسمبر میں علی پور شریف حاضری ہوتی رہی ۔

سنہ ۱۹۵۴ء میں مولائے کریم نے فرائض حج سے سرفراز فرمایا ۔ اور حضرت صاحبزادہ شمس الدین والملت نے اجازت سے سرفراز فرما کر کرم نوازی فرمائی ۔ الحمد للہ کہ ان حضرات کی کرم گستری سے مولا کریم نے طریقت کے خدام میں شامل فرما کر احسان عظیم فرمایا ۔ الحمد للہ علی احسانہٖ و کرمہٖ

(عاجز مؤلف)